تفسیرِ قرآن

جو شانِ نزول اور صحفِ مقدسہ کی روشنی میں لکھی گئی

حصۂ اوّل

مکّی سورتیں

مؤلفہ پادری جے۔ علی بخش صاحب۔ لاہور

سنہ ۱۹۳۵ء

پادری جے۔ علی بخش صاحب پرنٹر و پبلشر نے امرکنٹائل پریس لاہور میں
چھپوا کر ۵۳ گوالمنڈی۔ لاہور سے شائع کی

التماس

فَاِن کُنتَ فِی شَکٍّ مِّمَّآ اَنزَلنَا اِلَیکَ فَاسئَلِ الَّذِینَ یَقرَءُونَ الکِتٰبَ مِن قَبلِکَ (سورہ یونس: ۹۴)

چالیس سال سے راقم شرح بائیبل اور قرآن کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اس عرصہ دراز کے تجربے نے مجھے اِس امر کا قائل کر دیا۔ کہ قرآن فہمی کے لئے بائیبل کا مطالعہ لازمی ہے۔ لیکن ساتویں صدی ہجری سے لے کر پولیٹیکل معاملات نے اہل اسلام اور باقی اہل کتاب میں مخاصمت و مخالفت پیدا کر دی۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسری کی جان لینے پر آمادہ ہو گئے۔ صلیبی جنگوں نے اِس آتش مخاصمت کو ایسا بھڑکایا۔ کہ صدہا شہر اور مختلف ممالک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس کا نتیجہ آج مسلمان اور مسیحی سب بھگت رہے ہیں۔ عموماً نہ تو مسیحی قرآن کے مطالعہ کے روادار ہیں اور نہ مسلمان توریت۔ زبور و انجیل کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی پڑھتا ہے۔ تو محض عیب جوئی اور نکتہ چینی کے لئے یا ایک دوسرے کو اپنے مذہب میں لانے کے لئے۔ میں حیران تھا۔ کہ مسلمانوں اور مسیحیوں میں کیوں اس قدر جدائی۔ مغائرت و منافرت ہے۔ وہ ایک ہی خدا کو مانتے۔ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان رکھتے۔ کتب سماوی پر یقین رکھنے کا دعوےٰ کرتے۔ روز عدالت جنت اور دوزخ کے قائل ہیں۔ پھر اِس جدائی اور مخالفت کے کیا معنی۔

مجھے یہ یقین ہو گیا۔ کہ اہل اسلام کو قرآن کے سمجھنے میں جو مشکلات پیش آئیں۔ انکی وجوہات دو ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ قرآن کو وہ شان نزول کے مطابق نہیں پڑھتے۔ اس لئے بلا قرینہ اور موقعہ جانے بغیر قرآن کا سمجھنا دشوار ہے۔ خواہ کوئی کتاب اور رسالہ کیوں نہ ہو اگر اس کی ترتیب کو الٹ دیا جائے۔ آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے اور مختلف حصص سے خلط ملط کر دیئے جائیں تو مطالب سمجھنا تو درکنار۔ ان کا مطلب الٹا سمجھا جائے گا۔ یہی دقت مروجہ قرآن کی تلاوت میں پیش آتی ہے۔ اِس میں مکی و مدنی سورتوں کی ترتیب بالکل الٹ دی گئی ہے اور بعض آیات خلط ملط ہو گئی ہیں۔ اِس لئے قرآن کا ٹھیک مطلب سمجھنا مشکل ہو گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ گو قرآن نے آسمانی ہونے کا دعوےٰ بار بار کیا۔ پھر بھی اس کے حامیوں

نے دیگر کتب سماوی کو نظر انداز کر دیا۔ جن کے بغیر قرآن کا سمجھنا مشکل ہو گ
چند ایک تصنیفات ہوں۔ تو اس کی کسی تصنیف کی تشریح میں اُس کی با
مدد لی جاتی ہے۔ لیکن قرآن کی تشریح و تفسیر میں کتب سماوی کو نظر ا
سے مدد طلب کی گئی۔ اور اس غلطی کو سرسید احمد خاں اور مولوی عبد الد
علمائے اسلام نے طشت از بام کر دیا۔ احادیث کے الجھن میں پڑ کر اہل اسلام قرآن کا صحیح
مطلب سمجھنے میں قاصر رہے ؛

اِن دونوں وجوہات کو مد نظر رکھ کر راقم سطور نے اِس شرح لکھنے کی جرأت کی اور وہ
بھی اس امید پر کہ اس کو دیکھا دیکھی کوئی دوسرا قابل شخص اس کام کو بہتر طور سے سرانجام
دینے کا تہیہ کرے گا۔ اور جو نقص و سقم میرے اس رسالے میں رہ گئے ہیں ان کو دور کر کے
ایک کامل تر شرح لکھ سکے گا۔ جس کے ذریعہ اہل اسلام قرآن کو سمجھنے کی خاطر دیگر کتب سماوی
کا مطالعہ زیادہ ذوق و شوق سے کرنے لگیں گے اور یوں مسلمانوں اور مسیحیوں میں جو جدائی
کی خلیج حائل ہے وہ عبور ہو سکے گی۔ بلکہ ایسا کرنا عین قرآن کے منشا کے مطابق ہو گا
چنانچہ مذکورہ بالا آیت سے یہ ظاہر ہے اور ایسی دیگر آیات بہت ہیں جن میں یہ ہدایت
ہے۔ کہ ایماندار کتب سماوی کا مطالعہ کیا کریں۔ (سورہ انعام: ۹۰ و سورہ نحل ۱۹
رکوع ۶ ۴۳ آیت و سورہ انبیا: ۷

شکریہ

اِس شرح کے تیار کرنے میں مجھے مولوی نذیر احمد و محمد علی صاحب کے ترجموں
گالمکر صاحب کی کتاب (Judaism & Islam) سے۔ اکبر مسیح صاحب کی کتاب
تاویل القرآن ٹیسڈیل صاحب کی کتاب ینابیع الاسلام سے بہت مدد لی۔ اور دوستوں
میں سے پروفیسر جان صاحب سبحان قائم مقام پرنسپل ہنری مارٹین سکول اور پادری عبد الحق
صاحب پروفیسر تھیولوجیکل سمنری سہارنپور کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر طرح
سے حوصلہ افزائی کی اور اپنے قیمتی مشوروں سے مدد پہنچائی ؛

ج۔ علی بخش

مکّی صورتیں

اِن سورتوں کو علما نے تین زمانوں میں حسب ذیل تقسیم کیا ہے :-

پہلا زمانہ ۔ رسالت کے پہلے پانچ سالوں میں

سنہ ۶۱۳ء سے سنہ ۶۱۷ء تک

۹۶ و ۷۴ و ۱۱۱ و ۱۰۶ و ۱۰۸ و ۱۰۴ و ۱۰۷ و ۱۰۲ و ۱۰۵ و ۹۲ و ۹۰ و ۹۴ و ۹۳ و ۹۷ و ۸۶ و ۹۱ و ۸۰ و ۶۸ و ۸۷ و ۹۵ و ۱۰۳ و ۸۵ و ۷۳ و ۱۰۱ و ۹۹ و ۸۲ و ۸۱ و ۵۳ و ۸۴ و ۱۰۰ و ۷۹ و ۷۷ و ۷۸ و ۸۸ و ۸۹ و ۷۵ و ۸۳ و ۶۹ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۶ و ۷۰ و ۵۵ و ۱۱۲ و ۱۰۹ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱

دوسرا زمانہ۔ رسالت کے پانچویں اور چھٹے سال

سنہ ۶۱۷ء سے سنہ ۶۱۹ء تک

۵۴ و ۳۷ و ۷۱ و ۷۶ و ۴۴ و ۵۰ و ۲۰ و ۲۶ و ۱۵ و ۱۹ و ۳۸ و ۳۶ و ۴۳ و ۷۲ و ۶۷ و ۲۳ و ۲۱ و ۲۵ و ۱۷ و ۲۷ و ۱۸

تیسرا زمانہ۔ رسالت کے ساتویں سال سے ہجرت تک

سنہ ۶۱۹ء سے سنہ ۶۲۲ء تک

۳۲ و ۴۱ و ۴۵ و ۱۶ و ۳۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۲ و ۴۰ و ۲۸ و ۳۹ و ۲۹ و ۳۱ و ۴۲ و ۱۰ و ۳۴ و ۳۵ و ۷ و ۴۶ و ۶ و ۱۳

لیکن لین پول (Lane-Pole) صاحب نے اس زمانے کو یوں تقسیم کیا

پہلا زمانہ۔ جن کو انھوں نے شاعرانہ زمانہ کہا

سنہ ۶۰۹ء سے سنہ ۶۱۳ء تک

اس میں حسب ذیل سورتیں انھوں نے شامل کیں :-

۹۲ و ۹۰ و ۱۰۱ و ۹۹ و ۸۲ و ۱۰۰ و ۱۰۶ و ۱۰۴ و ۹۳ و ۸۷ و ۸۱ و ۷۸ و ۵۶ و ۵۵

۱۱۲ و ۱ وغیرہ

دوسرا زمانہ۔ اِس کو انہوں نے فصاحت کا زمانہ کہا

سنہ ۶۱۳ء سے سنہ ۶۱۵ء تک

اور اس میں حسب ذیل سورتیں داخل کیں :-

۶۷ ، ۵۴ ، ۵۰ ، ۳۶ ، ۱۷ وغیرہ

تیسرا زمانہ۔ برہان کا زمانہ

سنہ ۶۱۵ء سے سنہ ۶۲۲ء تک

۴۰ ، ۱۰ ، ۱۳ وغیرہ

لیکن میں نے جس ترتیب کو مدنظر رکھا وہ مولوی نذیر احمد صاحب کی ترتیب ہے۔ جو ان کے قرآن کے شروع میں دی گئی ہے۔ اس کے مطابق صرف ۸۶ سورتیں مکّی زمانے کی ہیں۔ انہوں نے سورہ ۱۳ ، ۵۵ ، ۷۶ وغیرہ چار سورتوں کو مکّی سورتوں میں شمار نہیں کیا۔ اس لئے یہاں صرف ۸۶ سورتوں کی شرح دی گئی ہے۔

موجودہ ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد	موجودہ ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد
۱	۹۶	۹۶	۱۰۳	۵	۱۲	۱۰۳	۹۴	۹۲	۵۳
۲	۶۸	۷۴	۱۰۶	۷	۱۳	۱۰۰	۹۳	۱۰۵	۹۶
۳	۷۳	۱۱۱	۹۹	۸۹	۱۴	۱۰۸	۹۷	۸۹	۷۲
۴	۷۴	۱۰۶	۹۱	۹۲	۱۵	۱۰۲	۸۶	۹۰	۵۴
۵	۱۱۱	۱۰۸	۱۰۶	۱۱۳	۱۶	۱۰۷	۹۱	۹۳	۷۰
۶	۸۱	۱۰۴	۱	۵۵	۱۷	۱۰۹	۸۰	۹۴	۵۰
۷	۸۷	۱۰۷	۱۰۱	۳۹	۱۸	۱۰۵	۶۸	۱۰۸	۶۹
۸	۹۲	۱۰۲	۹۵	۸۸	۱۹	۱۱۳	۸۷	۹۶	۴۴
۹	۸۹	۱۰۵	۱۰۲	۱۱۴	۲۰	۱۱۴	۹۵	۱۱۳	۴۵
۱۰	۹۳	۹۲	۱۰۴	۵۱	۲۱	۱۱۲	۱۰۳	۷۴	۷۳
۱۱	۹۴	۹۰	۸۲	۵۲	۲۲	۵۳	۸۵	۱۱۱	۱۰۴

موجوده ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد	موجوده ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد
۲۳	۸۰	۷۳	۸۷	۷۴	۴۶	۲۶	۱۱۳	۷۳	۶۶
۲۴	۹۷	۱۰۱	۹۷	۱۰۳	۴۷	۲۷	۱۱۴	۷۹	۹۵
۲۵	۹۱	۹۹	۸۸	۴۲	۴۸	۲۸	۱	۵۴	۱۱۲
۲۶	۸۵	۸۲	۸۰	۴۷	۴۹	۱۷	۵۴	۳۴	۱۰۱
۲۷	۹۵	۸۱	۸۱	۴۸	۵۰	۱۰	۳۷	۳۱	۳۴
۲۸	۱۰۶	۵۳	۸۴	۴۹	۵۱	۱۱	۷۱	۶۹	۶۷
۲۹	۱۰۱	۸۴	۸۶	۸۵	۵۲	۱۲	۷۶	۶۸	۷۶
۳۰	۷۵	۱۰۰	۱۱۰	۸۴	۵۳	۱۵	۴۴	۴۱	۲۳
۳۱	۱۰۴	۷۹	۸۵	۵۷	۵۴	۶	۵۰	۷۱	۳۷
۳۲	۷۷	۷۷	۸۳	۷۵	۵۵	۳۷	۲۰	۵۵	۹۷
۳۳	۵۰	۷۸	۷۸	۹۰	۵۶	۳۱	۲۶	۵۰	۴۶
۳۴	۹۰	۸۸	۷۷	۵۸	۵۷	۳۴	۱۵	۴۵	۹۴
۳۵	۸۶	۸۹	۷۶	۴۳	۵۸	۳۹	۱۹	۴۴	۱۰۶
۳۶	۵۴	۷۵	۷۵	۴۱	۵۹	۴۰	۳۸	۳۷	۱۰۱
۳۷	۲۸	۸۳	۷۰	۵۶	۶۰	۴۱	۳۶	۳۰	۹۶
۳۸	۷	۶۹	۱۰۹	۳۸	۶۱	۴۲	۴۳	۲۶	۱۱۱
۳۹	۷۲	۵۱	۱۰۷	۵۹	۶۲	۴۳	۷۲	۱۵	۱۰۹
۴۰	۳۶	۵۲	۵۵	۶۰	۶۳	۴۴	۶۷	۵۱	۱۰۵
۴۱	۲۵	۵۶	۵۶	۶۱	۶۴	۴۵	۲۳	۴۶	۱۱۰
۴۲	۳۵	۷۰	۶۷	۶۲	۶۵	۴۶	۲۱	۷۲	۹۹
۴۳	۱۹	۵۵	۵۳	۶۳	۶۶	۵۱	۲۵	۳۵	۱۰۸
۴۴	۲۰	۱۱۲	۳۲	۶۴	۶۷	۸۸	۱۷	۳۶	۷۷
۴۵	۵۶	۱۰۹	۳۹	۶۵	۶۸	۱۸	۲۷	۱۹	۲

موجودہ ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد	موجودہ ترتیب	ازروئے جلال الدین سیوطی	ازروئے نولڈکی	ازروئے ولیم میور	ازروئے نذیر احمد
۶۹	۱۶	۱۸	۱۸	۷۸	۹۲	۹۰	۹۸	۱۱۲	۹
۷۰	۷۱	۳۲	۲۷	۷۹	۹۳	۵۷	۶۴	۱۱۴	۱۱
۷۱	۱۴	۴۱	۴۲	۷۱	۹۴	۴۷	۶۲	۹۸	۱۲
۷۲	۲۱	۴۵	۴۰	۴۰	۹۵	۸۲	۸	۲	۲۸
۷۳	۲۳	۱۶	۳۸	۳	۹۶	۵۵	۴۷	۳	۱
۷۴	۳۲	۳۰	۲۵	۴	۹۷	۷۶	۲	۸	۲۵
۷۵	۵۲	۱۱	۲۰	۳۱	۹۸	۱۳	۶۱	۲۷	۱۰۰
۷۶	۶۷	۱۴	۴۳	۹۸	۹۹	۹۸	۵۷	۶۲	۹۳
۷۷	۶۹	۱۲	۱۲	۳۳	۱۰۰	۵۹	۴	۵	۱۴
۷۸	۷۰	۴۰	۱۱	۸۰	۱۰۱	۱۱۰	۶۵	۵۹	۳۰
۷۹	۷۸	۲۸	۱۰	۸۱	۱۰۲	۲۴	۵۹	۴	۱۶
۸۰	۷۹	۳۹	۱۴	۲۴	۱۰۳	۳۲	۳۳	۵۸	۱۳
۸۱	۸۲	۲۹	۶	۷	۱۰۴	۶۳	۶۳	۶۵	۳۲
۸۲	۸۴	۳۱	۶۴	۸۲	۱۰۵	۵۸	۲۴	۶۳	۱۹
۸۳	۳۰	۴۲	۲۸	۸۶	۱۰۶	۴۹	۵۸	۲۴	۲۹
۸۴	۲۹	۱۰	۲۳	۸۳	۱۰۷	۶۶	۲۲	۳۳	۱۷
۸۵	۸۳	۳۴	۲۲	۲۷	۱۰۸	۶۵	۴۸	۵۷	۱۵
۸۶	۲	۲۵	۳۱	۳۶	۱۰۹	۶۴	۶۶	۶۱	۱۸
۸۷	۸	۷	۱۷	۸	۱۱۰	۶۱	۶۰	۴۸	۱۰۲
۸۸	۳	۴۶	۱۶	۶۸	۱۱۱	۴۸	۱۱۰	۶۰	۶
۸۹	۳۳	۶	۳	۱۰	۱۱۲	۵	۴۹	۶۶	۲۲
۹۰	۶۰	۱۳	۲۹	۳۵	۱۱۳	۹	۹	۴۹	۲۰
۹۱	۴	۲	۷	۲۶	۱۱۴	۱	۵	۹	۲۱

مکی سورتوں کے خواص

محمد صاحب کی رسالت کا آغاز ۶۱۱ء میں ہوًا۔ جس وقت کہ ان کی عمر چالیس سال کی تھی حضرت خدیجہ کی حین حیات میں ماہ الحرام کے اندر جب کہ جنگ حرام سمجھا جاتا تھا۔ محمد صاحب نماز و روزے میں مشغول تھے۔ اُس وقت حضرت جبرئیل نے آکر اُن سے کہا اِقرا (پڑھ۔ یا چلا) محمد صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں کیا پڑھوں۔ اِسی طرح تین بار ہوًا اور سورہ علق ۹۶ کی پہلی پانچ آیتیں ان کو سکھائی گیئں۔ محمد صاحب کا پہلا مکاشفہ یہی پانچ آیات ہیں۔ اِس کے بعد دوسرا مکاشفہ جو اُن کو عطا ہوًا وہ سورہ ۷۴ کی پہلی آٹھ آیتیں تھیں۔ اس وقت سے محمد صاحب نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ اور بیس سال تک یا اُس سے کچھ زیادہ عرصہ تک اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ اِس عرصے کو علمائے اسلام نے دو حصوں پر تقسیم کیا۔ پہلا زمانہ مکی کہلاتا ہے۔ اِس زمانے میں محمد صاحب کو مکّہ میں اِس تبلیغ کے لئے ہر طرح کی جد و جہد کرنی پڑی۔ طرح طرح کی مخالفتوں۔ مصیبتوں اور دکھوں کو جھیلنا پڑا۔ دوسرا زمانہ مدنی کہلاتا ہے۔ وہ فتح و نصرت کا زمانہ تھا۔ اِن دونوں زمانوں میں جو سورتیں محمد صاحب پر نازل ہوئیں۔ وہ بلحاظ صورت و سیرت کے بہت مختلف ہیں۔ مکّی زمانے کی سورتیں عموماً چھوٹی چھوٹی مگر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت سے پُر ہیں۔ اِن میں خدا کی تعریف۔ توحید کی تعلیم۔ خدا کے خوف اور دوزخ کے عذاب پر بہت زور دیا گیا ہے۔ وہ مثل وعظ و خطبہ کے ہیں۔ تین سال تک وعظ و نصیحت کے ذریعہ تقریباً بیس اشخاص محمد صاحب کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ اکثر غریب اور غلام لوگ تھے۔ پانچویں سال قریش کی ایذا رسانی کی وجہ سے ان کو مکّہ سے بھاگ کر ابی سینا میں مسیحی بادشاہ کے زیر سایہ پناہ لینی پڑی۔ جس کی نسبت انہوں نے فرمایا ”راستبازی کی سرزمین جس میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا“

اب محمد صاحب نے خدائے واحد قادر مطلق کی تلقین کرنے کے علاوہ بت پرستی پر برملا حملہ کرنا شروع کیا۔ چونکہ قریش کعبہ کے محافظ تھے۔ اور حاجیوں سے جزیہ لیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو محمد صاحب کی ایسی تعلیم و تلقین سے سخت اندیشہ پیدا ہوًا۔ محمد صاحب تو ان کی ایذا رسانی

سے بچ گئے۔ کیونکہ اہل ہاشم یعنی محمد صاحب کے زبردست قبیلے سے وہ خوف کھاتے تھے۔ لیکن محمد صاحب کے پیروؤں پر اہل قریش کا نزلہ ٹوٹ پڑا۔

ابی سینا کو مسلمانوں کے چلے جانے کے بعد غلاموں اور غریبوں کے علاوہ چند جنگی مرد۔ چند زبردست رئیس اور مکہ کی کونسل کے سرکردہ اشخاص نے بھی اسلام کو قبول کیا۔ اس لئے محمد صاحب اب برطا سب کے سامنے کعبہ میں جاکر اپنی رسوم ادا کرنے لگے۔ قریش نے اب یہ کوشش کی۔ کہ اہل ہاشم ان کو خارج کردیں۔ لیکن اس میں قریش ناکام رہے۔ آخرکار انہوں نے سارے اہل ہاشم سے ناطہ رشتہ لین دین اور ملنا جلنا بند کردیا۔ سوائے ایک شخص کے ان کے رشتہ داروں میں سے کسی نے ان کو ترک نہ کیا۔ یوں دو سال تک وہ تکلیف اٹھاتے رہے آخرکار قریش نے اس سختی کو گھٹا دیا اور ان سے راہ و رابطہ شروع کردیا۔

دو سال کی اس بیکاری کے بعد غم کا زمانہ شروع ہوا۔ محمد صاحب کی زوجہ حضرت خدیجہ اور ان کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ سارے اہل مکہ مخالف تھے۔ اس لئے وہ اس حالت یاس میں طائف کو چلے گئے۔ جو مکہ سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں جاکر تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ لیکن اہل طائف نے ان کو نکال دیا اور تین میل تک پتھر برساتے رہے۔ آخرکار محمد صاحب معہ شرکا کے مکے میں واپس آگئے۔ جب یہ حالت گزری۔ تو مدینے کے چند شخصوں سے ملاقات ہوئی جو حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے محمد صاحب کے وعظ و نصیحت کو سنا اور یہ باتیں واپس جاکر اہل مدینہ کو سنائیں۔ اہل مدینہ نے یہودیوں سے توحید کی تعلیم سنی تھی اس لئے محمد صاحب کی تعلیم انہیں اچنبھی اور انوکھی معلوم نہ ہوئی جب مکہ میں مسلمانوں کو یہ خبر ہوئی۔ کہ اہل مدینہ بھی اس تعلیم کو ماننے لگے ہیں تو جوق جوق مدینے کو جانے لگے۔ آخرکار خود محمد صاحب ابوبکر کے ہمراہ قریش سے چھپ چھپا کر ۶۲۲ء کی موسم گرما کے شروع میں مدینے چلے گئے۔ اس وقت سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا۔

مکہ میں اس جدوجہد اور ایذا رسانی کے ایام میں نوے سورتیں نازل ہوئیں (مولوی نذیر احمد کی رائے میں مکی سورتوں کا شمار ۸۶ تھا) قرآن کی کل سورتیں ۱۱۴ ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ دو تہائی قرآن مکہ میں نازل ہوا ان مکی سورتوں میں ایک خاص طرز اور تجویز پائی جاتی ہے۔ جو مدنی سورتوں سے بہت مختلف اور متفرق ہے۔ مکی سورتوں میں تو محمد صاحب محض ایک واعظ یا نبی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مدبر ملک یا شارع کی حیثیت سے نہیں۔ اس عرصہ میں

لیکن سورتوں کا یہ مقصد نہیں کہ انسان کے سامنے کوئی شرح یا ضابطہ قوانین پیش کریں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ واحد خدا کی پرستش کی دعوت لوگوں کو دی جائے۔ اِن سورتوں میں توحید الٰہی کے سوا نہ کسی خاص دیگر عقیدے کا ذکر ہے۔ نہ شرع و رسوم کا۔ نہ تمدنی و تعزیری قاعدے قواعد پیش کئے گئے۔ ہر سورہ یا وعظ میں اس تعلیم کو لوگوں کے دلوں پر نقش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ خدا واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اِن سورتوں میں لوگوں سے یہ درخواست کی گئی ہے۔ کہ اپنی آنکھوں دیکھی شریعت پر اعتبار کریں۔ فطرت کے عجائبات کو ان کے سامنے پیش کیا۔ اجرام فلک کی گردش کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ آفتاب۔ ماہتاب۔ ستارگان۔ طلوع آفتاب۔ رات کی ظلمت میں پو پھٹنے۔ زندگی بخش بارش۔ زمین کے پھلوں۔ زندگی و موت۔ انقلاب و زوال۔ موسموں کا تغیر و تبدل۔ یہ سب خدا کی قدرت کی آیات یا نشانیاں نہیں۔ بشرطیکہ تم سمجھو۔ کبھی اس امر کا ذکر کیا کہ ما قبل پشتوں سے خدا نے کیا سلوک کیا۔ جب نبیوں نے اُن کے پاس آ کر ان کو نصیحت کی کہ خدائے واحد کو مانیں۔ اور راستبازی کے کام کریں۔ اور انہوں نے ان نبیوں کو رد کیا۔ نوح کی امت کا حال بیان کیا۔ کہ جب اُن کی قوم نے نوح کی بات نہ مانی تو خدا نے کیسے ان کو طوفان کے ذریعہ غرق کیا۔ مدیان کے شہروں کے لوگوں کو۔ فرعون اور اُس کے لشکر کو اور عرب کے قدیم فرقوں کو جنہوں نے نبیوں کی آگاہی پر کان نہ دھرا۔ ان سب کا واحد نتیجہ یہ ہوا کہ اُن پر سخت عذاب نازل ہُوا۔ "یہ سب سچے قصے ہیں"۔ اور ایک ہی واحد خدا ہے۔ تو بھی تم اُس کی طرف نہیں پھرتے۔ فطرت کے عجائبات کی طرف توجہ دلانا۔ یوم الحساب کا خوف پیش کرنا۔ انبیا کے قصوں سے عبرت دلانا۔ مکاشفہ کی صداقت و حقیقت کی دلیل لانا۔ اِن مکّی سورتوں کا خاص مضمون ہے۔

اِس مکّی زمانے کو بھی ہم تین بڑے حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں

پہلا حصہ۔ جسے لین پول نے شاعری زمانہ کہا ۶۰۹ء سے ۶۱۳ء تک۔ اِس چار سال کے عرصے میں ۴۸ سورتیں نازل ہوئیں۔ اِن میں عجیب لطافت پائی جاتی ہے۔ ستاروں بھری راتوں کا مشاہدہ۔ پہاڑوں پر پو پھٹنے کا نظارہ۔ الغرض فطرت کی خوبصورتی کا عمدہ بیان ان میں ہوا ہے۔ اہل مکّہ سے بار بار یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ جب تم یہ شاندار دنیا چاروں طرف دیکھ رہے ہو اور آسمانوں کا خیمہ اپنے اوپر تنا ہوا مشاہدہ کرتے ہو۔ تو کیا اس واحد قادر مطلق کے سوا تم کسی دیگر خدا کو مان سکتے ہو؟ زمین و آسمان کی ساری چیزیں اس کی مِنّت کر رہی ہیں۔ پھر خدا کی نعمتوں میں

سے تم کس کا انکار کروگے"؛ فطرت کی طرف بار بار توجہ دلانے کے سوا اور کسی دوسری شے کا چنداں ذکر اس پہلے حصے میں پایا نہیں جاتا۔ اِن اوائل ایام میں دلائل پیش کرنے کے بھی چنداں پرواہ نہیں کی گئی۔ بلکہ فطرت میں خدا کی جو عجیب قدرت ظاہر ہو رہی ہے اُسی کی طرف عوام کو توجہ دلائی گئی اور اسی پر زور دیا گیا۔ فی الحقیقت آسمان و زمین کے خلق کرنے میں تمہارے لئے نشانیاں ہیں اگر تم سمجھو۔

یہاں جتنے بیتے ہیں وہ مقفی اور با ردیف ہیں گو وزن یکساں نہیں۔ آیات بھی چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اور موسیقی کا لطف دکھاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ایک مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ الفاظ میں مقید نہیں ہو سکتا۔ لفظ اُس کے بیان سے عاری تھے۔ زبان گنگ تھی۔ اس لئے جملوں کو بعض اوقات نا تمام ہی چھوڑ دیا۔ طرز تحریر ولولہ انگیز اور اشتعال خیز ہے۔ یہ ایسے شخص کے الفاظ ہیں جو یقین دلانے پر تلا ہوا ہے اور اُن کا وہ جوش اور زور اب تک باقی ہے یہ ابتدائی سورتیں عموماً مختصر سی ہیں۔

توبہ و ہدایت کی تحریک دینے میں قرآن نے جو سب سے بڑا اوزار استعمال کیا وہ روز عدالت یا انتقام کا دن ہے۔ جب کل نوع انسان صف در صف خدا کے تخت کے سامنے حاضر ہونگے۔ جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے اعمال کی کتاب اُن کے داہنے ہاتھ میں دی جائیگی اور وہ جنت کے باغوں کو بہشت سے ... ان باغوں میں ندیاں اور نہریں بہ رہی ہونگی۔ بدکاروں کے اعمال کی کتاب اُن کے بائیں ہاتھ میں دی جائیگی اور اُن کو بیڑیوں اور بالوں سے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ سڑتے رہیں گے یہ یوم الحساب ایک حقیقت ہے۔ چنانچہ محمد صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو اُس دن کی حقیقت معلوم ہو جاتی تو وہ گریہ وزاری کرتے اور ہنسنے کا نام نہ لیتے۔ اس دن کے عذاب کا نقشہ بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ دن ساعت قہر کا دن سخت مصیبت۔ اٹل امر واقعہ۔ روزِ موعود۔ اور فیصلے کا دن کہلاتا ہے۔

دوسرا حصہ۔ مکی سورتوں کے دوسرے اور تیسرے حصوں میں وہ جوش وجدت نظر نہیں آتی جو پہلے حصے میں جوش زن تھی۔ دوسرے حصے کی سورتیں دعویٰ نبوت کے پانچویں اور چھٹے سالوں سے علاقہ رکھتی ہیں اور تیسرے حصے کی سورتیں اس وقت سے لے کر ہجرت تک کے عرصے سے۔ اور ہر حصے میں اکیس اکیس سورتیں ہیں۔ یہ تبدیلی کچھ تو طرز عبارت میں پائی جاتی ہے۔ اور کچھ مضمون میں۔ آیات اور سورتیں بھی پہلی سورتوں سے طویل ہیں۔ اور عجائبات فطرت کی قسم کھانے کی بجائے قرآن کی قسم کھانے کا ذکر ہوتا ہے۔ زیادہ تکلف اور انانیت کا اظہار ہے۔ اور خدا کے

خاص الفاظ لفظ "قُل" سے شروع ہوتے ہیں اور یہ دعوےٰ ہے کہ یہ سورتیں خدا کا کلام ہیں اور محمد صاحب سنانے والے ہیں۔

خدا کے لئے ضمیر جمع متکلّم "ہم" اور محمد صاحب کے لئے ضمیر واحد حاضر "تو" اور سامعین کے لئے ضمیر جمع حاضر "تم" مستعمل ہے۔ اس حصے میں یہودی حدیث کی کتاب ہگّدا میں سے بہت قصوں کا ذکر آتا ہے۔ تقریباً پندرہ سو آیات (یعنی قرآن کی ایک چوتھائی) انہی قصوں کے تکرار سے بھری پڑی ہیں۔ اِن قصوں کے بیان کرنے سے یہ غرض تھی کہ مکاشفے کے تواتر کو ثابت کرے۔ ان میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ماقبل انبیا ملہم تھے۔ اُن کا ایمان وہی تھا جس کی تلقین قرآن شریف نے کی۔ آدم سے لیکر یسوع تک سارے انبیا اپنی اپنی امتوں کے لئے پیغام لائے۔ لیکن ان کی اُمتوں نے اُن کے پیغام کو رد کر دیا۔ انبیا نے اپنی اپنی امت کو نصیحت کی تھی۔ اس لئے قرآن نے بار بار یہ اعلان کیا کہ میری تعلیم میں کوئی نئی بات نہیں۔ حضرات ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور سارے انبیا کی یہی تعلیم تھی۔ اس لئے میری تعلیم سب سے آخری اور سب سے بہتر ہے۔ اسی بنا پر محمد صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ میں خاتم المرسلین ہوں۔ اُس روزِ عظیم سے پیشتر میرے بعد کوئی دوسرا نبی برپا نہ ہوگا ؛

یہ مکاشفہ ماقبل مکاشفات کا مصدق ہے۔

مکّی سورتوں کے اس حصے میں نصف کے قریب یہودی قصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایسا کوئی قصہ نہ تھا۔

تیسرا حصہ۔ اِس حصے میں ایسے قصے بہت تھوڑے ہیں اور اس حصے کا لہجہ بھی زیادہ نرم ہے۔ فطرت کے عجائبات کا بار بار ذکر ہے اور محمد صاحب پر فریب کا جو الزام لگایا گیا اور معجزہ دکھانے کا جو مطالبہ بار بار اُن سے لوگوں نے کیا۔ اُس کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ اُن کے پاس معجزے نہیں۔ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ میں تو کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا سوائے ان کے جو رات و دن تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ معجزے تو خدا کے پاس ہیں۔ جو خدا آسمانوں کو بنا سکتا ہے اگر وہ چاہتا تو آسانی سے تم کو معجزہ دکھا سکتا تھا۔ خبردار۔ مبادا تم کو ایک دن ایسا معجزہ دیکھنا پڑے کہ تم اُس دوزخ کا مزہ چکھو جسے تم غلط سمجھ رہے ہو ؛

باوجود مضامین کے تکرار کے پہلی فصاحت و بلاغت کی جھلک بھی نمودار ہے جیسے پس قرآن کے اس پہلے بڑے حصے میں عقائد و مسائل کا چنداں ذکر نہیں یہ سورتیں زیادہ

نہ وعظ کے طور پر ہیں۔ البتہ ایک بڑا مسئلہ تو ہے جس پر قرآن میں بار بار زور دیا گیا۔ لیکن ان مکی سورتوں میں اِس مسئلہ کی کوئی تفصیل پائی نہیں جاتی۔ شرع دقانون بھی شاذونادر ہی ملتے ہیں وہ بھی صرف سورہ بنی اسرائیل میں۔ نماز کے چند عام قواعد دئے گئے ہیں۔ مہمان نوازی اور کفایت شعاری کا ذرا سا ذکر ہے۔ دختر کشی۔ خونریزی (بجز انتقام کے) یتیموں کو لوٹنے۔ کم تولنے سود لینے۔ عہد توڑنے شکم پروری وغیرہ کو بُرا کہا۔ بعض طعاموں کو حرام ٹھہرایا اور انسان کے کل فرض کو اِن الفاظ میں بیان کیا"۔ تو کہہ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ مجھے یہ حکم ملا کہ تمہارا خدا واحد خدا ہے۔ پس جو کوئی اپنے خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ راستبازی اختیار کرے اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے"۔

اِن سورتوں میں نہ پیچ درپیچ رسوم ہی کا ذکر ہے۔ نہ عقائد کی بحث ہے۔ تمدنی اور دینی شرع جو آج مسلمانوں میں مروج ہے وہ یہاں عنقا کا حکم رکھتی ہے۔ یہاں تو وہ آواز ہے جو بیابان میں چلا رہی ہے۔ کہ" اے میری اُمت سُنو۔ خداوند تمہارا خدا واحد خداوند ہے۔

سورتوں کی فہرست

ترتیب نزول	مروجہ	صفحہ	ترتیب نزول	مروجہ	صفحہ
۲۱ الناس	۱۱۴		۴۵ طٰہ	۲۰	
۲۲ اخلاص	۱۱۲		۴۶ الواقعہ	۵۶	
۲۳ نجم	۵۳		۴۷ الشعرا	۲۶	
۲۴ عبس	۸۰		۴۸ نمل	۲۷	
۲۵ قدر	۹۷		۴۹ القصص	۲۸	
۲۶ الشمس	۹۱		۵۰ بنی اسرائیل	۱۷	
۲۷ بروج	۸۵		۵۱ یونس	۱۰	
۲۸ التین	۹۵		۵۲	۱۱	
۲۹ قریش	۱۰۶		۵۳ یوسف	۱۲	
۳۰ القارعہ	۱۰۱		۵۴ الحجر	۱۵	
۳۱ القیامت	۷۵		۵۵ انعام	۶	
۳۲ ہمزہ	۱۰۴		۵۶ الصافات	۳۷	
۳۳ مرسلات	۷۷		۵۷ لقمان	۳۱	
۳۴ ق	۵۰		۵۸ سبا	۳۴	
۳۵ البلد	۹۰		۵۹ زمر	۳۹	
۳۶ الطارق	۸۶		۶۰ مومن	۴۰	
۳۷ القمر	۵۴		۶۱ حم سجدہ	۴۱	
۳۸ ص	۳۸		۶۲ شوریٰ	۴۲	
۳۹ اعراف	۷		۶۳ زخرف	۴۳	
۴۰ جن	۷۲		۶۴ دخان	۴۴	
۴۱ یس	۳۶		۶۵ جاثیہ	۴۵	
۴۲ فرقان	۲۵		۶۶ احقاف	۴۶	
۴۳ فاطر	۱۹		۶۷ ذاریات	۵۱	
۴۴ مریم	۲۰		۶۸ غاشیہ	۸۸	

سورۃ علق

سورہ مکی ۱ سورہ ۹۶

عموماً یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ سورہ علق سب سے پہلے محمد صاحب پر نازل ہوئی خاصکر اس سورہ کا پہلا حصہ (۱ سے ۵ آیت تک) ۔ محمد صاحب غار حرا میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ یہ غار مکہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع تھی کہ حضرت جبرائیل نے آکر محمد صاحب کو کہا اقرا باسم ربک . . . ۔ اس سورہ کا دوسرا حصہ یعنی ۶ سے ۱۹ تک غالباً جنگ بدر کے وقت نازل ہوا اور پھر یہ دونو حصے ایک جگہ جمع کر دئے گئے۔

اس سورہ کا نام علق اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ لفظ اس سورہ میں آیا ہے۔ اس طرح نام رکھنے کا دستور عبرانی دستور کے مطابق ہے۔ توریت شریف میں پانچوں کتابوں کے نام عموماً اس کتاب کے پہلے باب کے شروع لفظ کے مطابق رکھے گئے البتہ ستروں کے یونانی ترجمے میں وہ نام مضمون کے مطابق رکھے گئے اور آجکل جو نام مروج ہیں وہ ستروں کے ترجمے سے لئے گئے ہیں۔

جب جبرئیل فرشتے نے محمد صاحب سے کہا اقرا تو وہ کہنے لگے کہ میں پڑھا ہوا نہیں

ہوں۔ پھر اس فرشتے نے انہیں پکڑ کر خوب زور سے دبایا یہاں تک کہ محمد صاحب پسینے پسینے ہوگئے۔ پھر فرشتے نے اُن کو چھوڑ کر کہا۔ اقرا۔ لیکن انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر تیسری دفعہ فرشتے نے ان کو پکڑا یہاں تک کہ وہ گھبرا گئے۔ اور پریشان ہو کر بولے کہ میں پڑھا ہوا نہیں اس پر جبرئیل نے اُن کو چھوڑ کر کہا اقرا باسم ربک۔۔ یہاں تک کہ مالم یعلم تک پہنچ کر خاموش ہو گیا۔ اور محمد صاحب غار سے نکل کر اسی حالت میں اپنے گھر آئے کہ بند بند کانپ رہا تھا طبری اور ہشامی دونوں نے اِس واقعہ کا بیان کرتے وقت یہ ذکر کیا کہ جبرئیل کے ہاتھ میں ایک ریشمی ٹکڑا تھا جس پر کچھ لکھا تھا اور اُسی کے پڑھنے کے لئے محمد صاحب کو حکم ہوا اور حسب دستور خدا کے نام سے پڑھنے کا حکم تھا۔ اِس ٹکڑے پر کیا لکھا ہوگا۔ جس کو خدا کے نام سے پڑھنے کا حکم ملا۔ غالباً یہ موسےٰ کے دس احکام ہوں گے۔ جن کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ خدا کی اُنگلی سے لکھے گئے تھے۔ اور یہی وہ الہٰی قلم ہے۔ جس کا ذکر ان آیتوں میں ہوا۔ کہ اس کے ذریعہ انسان کو ایسی باتیں سکھائی گئیں جو اُس کو پہلے معلوم نہ تھیں۔ حضرت داؤد نے اپنی زبان کو ماہر لکھنے والے کا قلم کہا جس کے ذریعہ وہ الہام سے خدا کے لئے مزمور بنایا اور گایا کرتے تھے۔

اس سورہ کے دوسرے (۶ سے آخر تک) حصے میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو محمد صاحب کی مخالفت کرتا تھا اور ان کے خلاف صلاح ومشورت کرتا رہتا تھا۔ وہ محمد صاحب کو کعبہ میں نماز ادا کرنے سے روکتا اور طعن وتشنیع کرتا تھا۔ ایسے شخص کے بد انجام کا اِن آیتوں میں ذکر ہے یہ شخص غالباً ابو جہل تھا۔ وہ محمد صاحب کے مخالفوں کا سرگردہ تھا۔ ابو جہل اور دیگر مخالف جنگ بدر میں مارے گئے اِس سورہ کا یہ حصہ غالباً جنگ بدر کے بعد کا نقشہ پیش کرتا ہے جب دونوں فریق کے بہادروں کا مقابلہ ہوا اور ابو جہل کو کتے کی طرح کھینچ لائے اور اس سے اس کی عاقبت کی طرف بھی اشارہ ہے

آیت ۱۵ میں ایک خاص محاورہ ہے لنسفعا بالناصیۃ۔ اِس کا ترجمہ مولوی نذیر احمد کے مطابق "ہم بیچھے گھسیٹیں گے" کیا گیا۔ لیکن لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا۔ "ہم اس کی پیشانی کو ماریں گے"۔ جیسے جاتی جولیت کو حضرت داؤد نے پیشانی پر پتھر مار کر ہلاک کیا۔ یا جیسے عزیاہ بادشاہ کو اس کی گستاخی کے عوض یہ سزا ملی تھی۔ کہ اس کی پیشانی پر کوڑھ نکل آیا تھا جس کی وجہ سے سردار کاہن نے اس کو فوراً خدا کی ہیکل سے نکال دیا۔ ایسی ہی سزا ابو جہل کو ملے گی۔ کیونکہ انہوں نے خدا پر کفر بکا تھا۔

بائبل کے ان حوالوں سے اِس دوسرے جملے کی بھی تشریح ہوجاتی ہے سندع الزبانیۃ

(اپنی فوج کے بہادروں کو بلائیں گے) جو لبت کے قصہ میں بھی خدا کی فوجوں کا ذکر آیا اور عزیاہ کے قصے میں بھی خدا کے بہادروں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے عزیاہ کو روکا اور مقابلہ کیا (۱ سموئیل ۲ باب ۱ تواریخ ۲۶) الغرض یہ آیات ۶ سے آخر تک کسی دوسرے وقت نازل ہوئی ہونگی۔ کیونکہ اگر ان میں ابوجہل کی مخالفت کا ذکر ہے۔ تو محمد صاحب کے دعوی نبوت کے بعد ان کا نزول ہوگا۔ اور نہ اس سے پیشتر۔

سورۃ نون یا قلم

سورہ مکی ۲   سنہ ۶۸۵ء

اگرچہ یہ سورہ مکّی کہلاتی ہے پھر بھی اس میں چند مدنی آیات پائی جاتی ہیں یعنی آیت ۱۷ سے ۳۳ کے آخر تک اور ۴۸ سے ۵۰ کے آخر تک۔ اس امر کو سخاوی نے جمال القرآن میں بیان کیا ہے اور تفسیر اتقان میں یہ بھی لکھا ہے کہ بیہقی کتاب الدلائل میں لکھتے ہیں کہ "بعض ان سورتوں میں جن کا نزول مکہ میں ہوا تھا۔ چند آیتیں ایسی بھی ہیں۔ جو مدینہ میں نازل ہوئیں پھر ان کو مکی سورتوں کے ساتھ ملحق کر دیا گیا" اسی وجہ سے قرآن کی تفسیر میں مزید پیچیدگی اور مشکل پیدا ہو گئی۔

اس سورہ کے دو نام مشہور ہیں۔ اول تو یہ سورہ نون کہلاتی ہے دوم سورہ قلم۔ سورہ نون کہلانے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ نونؔ (ن) کے معنی دوات کی سیاہی کے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ جب یہ نونؔ لفظ کے طور پر لکھا جاتا ہے تب اس کے معنی دوات کی سیاہی کے ہوتے ہیں۔ لیکن صرف نؔ کے معنی سیاہی کے نہیں۔ اس کا جواب بعضوں نے یہ دیا۔ کہ قرآن میں لفظ نونؔ اور صرف نؔ کے معنی ایک ہی ہیں۔ دوسری وجہ اس نام کی یہ ہوگی۔ کہ اس سورہ میں ذوالنون کا ذکر آیا ہے جو مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات رہے اور ذوالنون میں نونؔ کے معنی مچھلی کے ہیں۔ مسیحی ایمانداروں کا نشان مچھلی تھا۔ جن دنوں میں مسیحی دین ممنوع قرار دیا گیا تو مسیحیوں نے ایک دوسرے کو پہچاننے کے لئے مچھلی کا نشان قرار دیا۔ مچھلی کے لئے جو یونانی لفظ ([illegible]) ہے۔ اس کے الگ الگ حروف سے مراد یسوع مسیح ابن خدا نجات دہندہ ہیں۔ اُس زمانے کے مسیحی اس نشان نؔ کو بخوبی سمجھتے تھے۔ لیکن بت پرست اور مشرکین اس

کے معنی سے واقف نہ تھے۔ چونکہ مسلمان مفسر مسیحی اصطلاحوں سے ناآشنا تھے۔ اس لیے اس لفظ کے معنی سمجھنے میں وہ عاری رہے۔

بالفرض اگر اس لفظ یا حرف کے معنی سیاہی لیئے جائیں تو وہ محض تشبیہی معنی ہونگے نہ حقیقی جیسا شیخ سعدی نے فرمایا ؎ قرص خورشید در سیاہی شد۔ یونس اندر دہان ماہی شد۔

یہاں قلم کی قسم اور لوگوں کے لکھنے کی قسم کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں قسموں کا بہت ذکر آیا ہے مثلاً سورہ یٰس کی پہلی آیت میں "قسم ہے حکمت والے قرآن کی - اور سورہ صافات۔ آیت ۱ میں ہے "قسم ہے صفوں میں صف بستہ ہونے والوں کی"۔ سورہ صٓ۔ ایت ۱ میں ہے: "قسم ہے قرآن نصیحت کرنے والے کی۔ سورہ زخرف۔ آیت ۱ "قسم ہے بیان کرنے والی کتاب کی"۔ سورہ دخان۔ آیت ۱ "روشن کتاب کی قسم"۔ سورہ ق آیت ۱۔ جلال والے قرآن کی قسم"۔ سورہ طور ایت ۱ سے ۶ - طور کی قسم اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم کشادہ ورق میں اور آباد گھر کی قسم۔ ان کی چھت کی قسم اور جوش مارنے والے سمندر کی قسم۔ سورہ نجم۔ آیت ۱ "ستارے کی قسم جب وہ گرتا ہے"۔ سورہ حاقہ ۳۸ " پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو۔ اور ان کی جن کو تم نہیں دیکھتے"۔ سورہ قیامت: ۱ و ۲ " قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔ سلامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں"۔ سورہ مرسلات: ۱ سے ۵ " زمی سے بھیجے ہووں کی قسم۔ پھر تیزی سے تند چلنے والوں کی قسم۔ پھر اٹھا کر منتشر کرنے والیوں کی قسم۔ پھر ان کی قسم جو نصیحت پہنچاتے ہیں"۔ سورہ نازعات: ۱ سے ۳ " ڈوب کر پھاڑنے والوں کی قسم اور ان کی جو آہستہ سے بند کھولتے ہیں۔ اور ان کی قسم جو تیرتی پھرتی ہیں"۔ سورہ بروج: ۱ سے ۳ "برجوں والے آسمان کی قسم اور وعدہ کے دن کی قسم۔ گواہ اور گواہی دئے ہوئے کی قسم"۔ سورہ طارق: ۱ "آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم"۔ سورہ فجر ۱ سے ۴ "صبح اور دس راتوں کی قسم۔ طاق اور جفت اور رات کی جب وہ گذر رہی ہو"۔ سورہ بلد: ۱ و ۳ "میں شہر کی قسم کھاتا ہوں . . . . اور جننے والے اور جننے کی قسم"۔ سورہ شمس: ۱ سے ۷ " سورج اور اس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی . . . . اور دن کی . . . اور رات کی . . . . اور آسمانوں کی اور جس نے اُسے بنایا . . . . . اور زمین کی"۔ سورہ لیل: ۱ سے ۳ "رات کی قسم جب ڈھانپ لے اور دن کی جب وہ روشن ہو۔ اور اس کی جس نے نر و مادہ پیدا کئے"۔ سورہ ضحیٰ: ۱ و ۲ " دن کے پہلے پہر کی قسم اور رات کی جب وہ چھا جائے"۔ سورہ التین: ۱ سے ۳ " انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی"۔ سورہ العادیات: ۱ سے ۳ " دوڑنے ہ... ہانپنے والوں

کی قسم۔ آگ جھاڑنے والوں کی قسم۔ پھر صبح کے وقت چھاپہ مارنے والوں کی قسم"۔

سورہ عصر یا " دوپہر کے بعد کی قسم"۔ گھوڑے کے نعل وغیرہ کی قسم کا بھی ذکر آتا ہے۔ توریت شریف میں بھی قسم کھانے کا ذکر آیا ہے۔ لیکن انجیل شریف میں خداوند مسیح نے اس میں کچھ تبدیلی کی تھی وہاں یہ لکھا ہے "تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ بلکہ اپنی قسمیں خدا وند کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی۔ کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کے نیچے کی چوکی ہے نہ یروشلم کی۔ کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا۔ کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمہارے کلام میں ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ برائی میں داخل ہے"

مخفی نہ رہے کہ یہ انجیلی تعلیم انسانوں کو قسم کھانے سے منع کر رہی ہے نہ خدا پر کوئی پابندی ڈال رہی ہے اور قرآن شریف میں یہ قسمیں خدا سے منسوب ہیں اور ایسے لوگوں کو قائل کرنے کے لئے دو یہ قسمیں کھاتا ہے جو بغیر قسم کے کسی بات کا اعتبار ہی نہ کرتے تھے۔ اگر ان لوگوں کی حالت بدل جاتی اور ان میں ہاں ہاں اور نہیں نہیں پر عمل ہو جاتا تو ایسی قسموں کے کھانے کی ہرگز ضرورت نہ پڑتی۔

جن دنوں میں محمد صاحب مکہ میں وعظ کیا کرتے تھے۔ اہل قریش ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے۔ اُن کے اخلاق پر حملہ کرتے اور ان کو دیوانہ اور مجنوں کہا کرتے تھے اور ان مخالفوں میں ایک بڑا مخالف ولیدبن مغیرہ تھا اور شاید اپنی لمبی ناک کے باعث ممتاز تھا۔ اس لئے اس کے ناک کو خرطوم یا سونڈے سے تشبیہ دی گئی۔ یہاں اس کی سخت مذمت کی گئی ہے اور عذاب عاقبت اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ شخص نہ صرف مکہ میں محمد صاحب کی مخالفت کرتا رہا بلکہ جب وہ مدینہ میں بھی ہجرت کر گئے یہ مخالفت سے باز نہ آیا۔ بدر کی لڑائی میں یہ شریک ہوا اور اس وقت غالباً اس کو زخم آیا اور وہ زخم آئندہ عذاب کا بیعانہ سمجھا گیا اور اس کے عذاب کی تشبیہ باغ والوں کے عذاب سے دی گئی۔ اسی لئے یہ آیات مدنی آیات کہلاتی ہیں۔ پیچھے وہ مکی آیات کے ساتھ ملحق کی گئیں۔ کیونکہ ان دونوں حصوں میں ایک ہی شخص کا ذکر تھا۔

ان باغ والوں کی نسبت ابن عباس سے روایت ہے کہ یمن میں شہر صفا سے کوئی تین کوس دور سرِراہ ایک باغ تھا۔ اور اس کا نام صزوران تھا۔ باغ کا مالک باغ کی پیداوار سے حق اللہ دیتا رہتا تھا اس کے بعد وارث ہوئے اس کے بیٹے۔ انہوں نے بخل کے مارے حق اللہ دینا بند کر دیا۔ باغ پر کوئی سماوی آفت آ کر اس کو تباہ کر گئی۔

اِس قصہ سے ظاہر ہے کہ یہ باغ کسی یہودی شخص کا تھا۔ جن کو حکم تھا کہ سبتی (ساتویں) سال میں اور بعض دیگر موقعوں پر خود پھل نہ چنیں بلکہ غریبوں کے لئے پھل چھوڑ دیں۔ چنانچہ توریت شریف کی کتاب احبار کے ۱۲ اور ۲۳ و ۲۴ بابوں میں اس حق اللہ کا ذکر آیا ہے اور یہ بھی وہاں ذکر ہے کہ جنہوں نے حق اللہ کو ادا نہ کیا اور سبت کو نہ مانا اور زمین کو آرام نہ دیا۔ خدا اس زمین پر کھیت و باغ پر آفت نازل کرتا ہے۔ توریت شریف کے اِس حکم کے مطابق اِن باغ والوں کو سزا ملی اور اُس سزا سے بعد وہ لوگ ایمان لائے۔ لیکن ولید پر کچھ اثر نہ ہُوا ؎

۴۲ آیت ذرا مشکل ہے۔ جس میں لکھا ہے "جس دن پنڈلی کھولی جائے گی"۔ بعضوں نے تو اس سے یہ سمجھا کہ جب کسی بڑی آفت کے وقت ننگے ہوتے اور ٹاٹ اوڑھتے اور مغفرت چاہتے ہیں تو اس حالت میں پنڈلی کھل جاتی ہے۔ یا پانی میں سے گذرنے کے وقت پاجامہ یا تہ بند کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اور پنڈلی ننگی ہو جاتی ہے۔ میرے رائے ناقص میں یہ تاویل اِس جملہ کی تشریح نہیں کرتی۔ یہاں دوزخ کے عذاب کا ذکر ہے۔ جس دن دوزخ ھل من مزید کے نعرے ماریگا۔ اُس روز خدا اپنے پاؤں کو دوزخ میں دھریگا۔ تب دوزخ پکار اُٹھیگا۔ بس بس۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں باب الجنت والنار میں ابوہریرہ سے یہی روایت آئی ہے۔ ذوالنون۔ یا صاحب الحوت (یعنی صاحب مچھلی) اس سے حضرت یونس مراد ہیں۔ جن کا مفصل بیان بائبل شریف کی کتاب یونہ نبی میں آیا ہے۔ انجیل شریف میں بھی خداوند مسیح نے یونس نبیؑ کا دو دفعہ ذکر کیا ہے۔ ایک تو اُسے انہوں نے اپنی قیامت کا نشان ٹھیرایا (متی ۱۲: ۳۹ سے ۴۱)۔ دوم۔ روز عدالت کے قرینے میں اِس کا ذکر کیا جیسا یہاں اس سورہ میں ہوا ہے "نینوہ کے لوگ اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ عدالت کے دن کھڑے ہو کر انہیں مجرم ٹھیرائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے یونس کی منادی پر توبہ کی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو یونس سے بھی بڑا ہے" (متی ۱۲: ۴۱)

۵۱۔ یہاں قرآن کا ذکر ہے۔ لیکن اب تک قرآن کا بہت تھوڑا حصّہ نازل ہوا تھا یعنی صرف دو سورتیں۔ البتہ جن یہودیوں اور مسیحیوں کا یہاں ذکر ہے یا جن مشرکوں سے محمد صاحب مخاطب ہوئے وہ تو توریت اور انجیل ہی سے واقف تھے۔ اور توریت فرقان کہلاتی ہے اور قرآن کبھی فرقان کہلاتا ہے (سورہ انبیا ۲۱: ۴۹ و سورہ بقر ۲: ۵۳)۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دو سورتیں ہی قرآن کہلائیں کیونکہ قرآن کا ہر جزو بھی قرآن کہلاتا ہے

۳ - سورۃ المزمل

(سورہ ۷۳)

ترتیب وقت کے لحاظ سے یہ تیسری سورۃ ہے. مکی سورتوں کے مطالعہ سے چند باتیں پڑھنے والوں کو فوراً معلوم ہو جاتی ہیں جو مدنی سورتوں میں عموماً نظر نہیں آتیں. قرآن میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں جن میں سے ۹۰ سورتیں مکی ہیں۔ ان کی طرز اور ان کا مضمون تقریباً یکساں ہے۔ ان مکی سورتوں میں محمد صاحب انبیائے سلف کی طرح واعظ اور مبشر ہیں وہ شارع اور مدبر کے طور پر ظاہر نہیں ہوتے ان کا مقصد یہ نہیں کہ امت کو کوئی ضابطہ قانون یا شریعت بہم پہنچائیں. بلکہ یہ مقصد ہے۔ کہ عوام الناس کو خدا کی طرف بلائیں تاکہ وہ خدائے واحد کی پرستش کریں۔ دیگر مسائل کا چنداں ذکر نہیں نہ رسمیت رسوم کا اور تمدنی اور تعزیری قوانین کا ذکر ہے. ہر سورہ مکی میں یہ غرض ہے کہ خدائے واحد کی بے پایاں شان و عظمت کو ظاہر کرے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس غرض کو واضح کرنے کے لئے یہ دلائل عموماً دی جاتی ہیں۔ اپنے چشم دید واقعات پر غور کرو۔ فطرت کے عجائبات کو دیکھو۔ سیارگان کواکب پر نظر ڈالو۔ سورج چاند۔ صبح صادق پر دھیان کرو جب وہ رات کی تاریکی کو چاک کر دیتی ہے۔ زندگی بخش بارش۔ زمین کے پھلوں۔ زندگی اور موت کے نظاروں۔ تغیر و تبدل اور ترقی و تنزل کے نظاروں سے سبق سیکھو۔ یہ سب خدا کی قدرت کے نشان ہیں بشرطیکہ تم سمجھ سکو۔

ان سورتوں میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ پہلی پشتوں پر نظر ڈالو جن کے پاس ہدایت کے لئے رسول بھیجے گئے تاکہ وہ خدائے واحد پر ایمان لائیں اور اعمال صالح کریں۔ لیکن انہوں نے اس پیغام کو رد کر دیا۔ اور ان بے ایمانوں پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ چنانچہ بار بار یہ ذکر آیا ہے۔ کہ نوح کی امت کا کیا حال ہوا۔ جنہوں نے اس کے کلام کو گوش ہوش سے نہ سنا وہ سب غرق ہوئے۔ یہی حال ان کا ہوا۔ جو سدوم و عمورہ کے باشندے تھے۔ فرعون اور اس کے لشکر کا جو حشر ہوا وہ معلوم ہے۔ یہی حال ان عربوں کا ہوا جنہوں نے اپنے انبیا کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور ایمان نہ لائے۔ ان سب کا یہی جواب ہے کہ قہر الٰہی نے ان کو ہلاک کیا۔ یہ سچی کہانیاں ہیں اور ایک ہی خدا ہے۔ تو بھی تم منہ پھیر لیتے ہو ؎

تفسیر: نام سورۃ المزمل - یعنی چادر اوڑھے ہوئے - غالباً یہ سورۃ رات کے وقت نازل ہوئی جب محمد صاحب چادر یا کمبل اوڑھے پڑے تھے - جیسے توریت شریف میں کتاب کے حصوں کے نام شروع لفظ سے لئے گئے اسی طرح اس سورہ کا نام شروع لفظ سے لیا گیا

(اس سورہ میں نماز کا حکم ہے - اول محمد صاحب کو - دوم مسلمانوں کو -)

لفظ مزمل کی تشریح کئی طرح سے کی گئی ہے - بعضوں کا تو یہ خیال ہے کہ جب ان پر وحی نازل ہوئی تو انہوں نے چادر اوڑھ لی - بعضوں کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ اس سے ایسا شخص مراد ہے جو کسی معاملہ کو آسان سمجھتا ہو - ایک دیگر صاحب کا خیال ہے کہ اس سے ایسا شخص مراد ہے جو نماز کے لئے تیار ہو رہا ہو - عکرمہ نے یہ تشریح کی "ایسا شخص جس پر کسی بڑے معاملہ کا بوجھ ڈال گیا ہو" ہمارے نزدیک اس سے عام حالت مراد ہے جب آدمی رات کے وقت چادر اوڑھ کر سو جاتا ہے -

قدیم راہبوں کی طرح محمد صاحب بھی غالباً رات کا ایک بڑا حصہ دعا میں گزارا کرتے تھے - جیسے خداوند مسیح کا دستور تھا - (مرقس ۱: ۳۵ لوقا ۶: ۱۲ ۴۲ سے ۴۴ وغیرہ) - یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ ان دنوں میں محمد صاحب کی عبادت کا طریقہ کیا ہوگا - مشرک عربوں کی عبادت کا طریقہ تو انہوں نے اختیار نہ کیا ہوگا - غالباً اہل یہود اور اہل نصاریٰ کے کسی طریقے کو اختیار کیا ہوگا جو اس گرد و نواح میں پائے جاتے تھے یا ان کے جس طریقہ عبادت کو انہوں نے شام و دیگر ممالک میں دیکھا ہوگا - گمان غالب ہے کہ جن راہبوں اور قسیسوں کی انہوں نے قرآن شریف میں تعریف کی ہے انہیں کا یہ طریقہ ہوگا - اور وہ لوگ شب بیداری اور رات کی عبادت کے لئے مشہور تھے - ان دنوں میں یہ راہب دن و رات میں سات دفعہ نماز پڑھا کرتے تھے - اور عبادت کے یہ اوقات گھنٹے کہلاتے تھے اور ہر گھنٹے کی نماز خداوند مسیح کی صلیب سے کسی نہ کسی طرح ملحق کی گئی تھی - چنانچہ ایک نظم میں ان سات گھنٹوں اور وجہ اوقات کا ذکر قلمبند ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے "تڑکے وہ باندھے گئے - علی الصباح ان کو گالیاں دی گئیں - صبح ۹ بجے اُن پر موت کا فتویٰ ہوا - ۱۲ بجے اُن کو کیلوں سے صلیب پر جکڑا ۳ بجے اُن کی مبارک پسلی چھیدی گئی - شام کے وقت ان کو صلیب سے اتارا اور رات کو وہ قبر میں مدفون ہوئے اس لئے کلیسیا کا حکم ہے - کہ ان سات اوقات پر ہمیشہ نماز ادا ہو - لیکن انجیل شریف میں نماز کے اوقات مقررہ نہیں - وہاں تو یہ حکم ہے کہ ہمیشہ دعا مانگو - بلا ناغہ لگاتار دعا مانگو - البتہ اہل یہود ان دنوں میں تین اوقات پر نماز ادا کیا کرتے تھے - صبح دوپہر و شام کو - چنانچہ حضرت دانیال نبی بادر

یعنی دیگر انبیا کا یہی دستور تھا۔ اس لئے ہم نے یہ ذکر کیا کہ غالباً شب بیداری اور رات کو عبادت میں صرف کرنے کا طریقہ محمد صاحب نے غالباً ان مسیحی راہبوں سے لیا ہو گا۔ اور اب ان کو یہ حکم ملتا ہے۔ کہ شب بیداری میں کچھ تخفیف اور آسانی کی جائے ۔

۳ آیت میں قران شریف کے پڑھنے کا ذکر ہے اور پھر ۲۰ آیت میں بھی ذکر ہے کہ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو"۔ شان نزول کے مطابق قرآن شریف کے پڑھنے والوں کو فوراً یہ خیال گذرتا ہے کہ ابھی تو دو ہی چھوٹی سی سورتیں نازل ہوئی ہیں۔ ان کے پڑھنے میں کونسی دقت ہو سکتی ہے اور وقت بھی زیادہ صرف نہیں ہوتا۔ پھر اس ہدایت کا کیا مطلب ہو گا۔ علاوہ ازیں آیت ۵ میں ذکر ہے کہ ہم عنقریب تم پر ایک بڑے بھاری (قول) حکم کا بوجھ ڈالنے کو ہیں اس بھاری قول یا حکم سے بعض مفسّر یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن شریف نازل ہونے کو ہے۔ اگر قرآن شریف نازل نہ ہوا تھا۔ بلکہ آئندہ ہونے کو تھا۔ تو پھر یہ قرآن شریف کونسا ٹھیرا جس کی نسبت یہ ہدایت ہوئی کہ اسے اتنا پڑھو۔ جتنا آسانی سے پڑھ سکو۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ اس وقت کوئی کتاب موجود تھی۔ جس کو محمد صاحب نماز کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ کتاب بڑی ہو گی۔ جس کے تھوڑے تھوڑے حصے کے پڑھنے کا حکم ہوا۔ اب اگر یہ قیاس درست ہو تو وہ کتاب کونسی ہو گی جو اس وقت قران کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس کی تحقیق کے لئے ہمیں یہ دریافت کرنا پڑتا ہے کہ یہود و نصاری اپنی عبادت و نمازمیں کونسی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ جیسا اوپر مذکور ہوا محمد صاحب اب تک ان کے طریقہ عبادت پر چلتے اور ان ہی کے قبلہ کو قبلہ مانتے اور یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

تاریخ کلیسیا سے ظاہر ہے کہ یہودیوں کے جو عبادتخانے جا بجا عرب اور شام میں پائے جاتے تھے ان میں عبادت کے وقت توراۃ زبور اور صحف انبیا سے اوراد پڑھے جاتے تھے اور اہل نصاری کے گرجاؤں میں ان کے علاوہ انجیل شریف اور زبور کی بھی تلاوت ہوتی تھی۔ یہ ممکن ہے کہ یہ کتابیں بھی عام طور پر قرآن کہلاتی ہوں۔ اور جب موجودہ قرآن مکمل طور پر مروج ہو گیا تو یہ نام اسی سے مخصوص ہو گیا۔ اس کے لئے ہم مسلمان مفسروں میں سے جلال الدین سیوطی کی کتاب اتقان میں سے اس بحث کو مختصراً نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے قرآن شریف کے بارہ میں لکھی ہے

در مظفری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابو بکر نے قرآن کو جمع کیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اس کا کوئی نام رکھو۔ بعض لوگوں نے اس کا نام انجیل تجویز کیا۔ مگر اکثروں نے اس کو

ناپسند کیا۔ پھر کسی نے سفر نام رکھنے کی صلاح دی۔ وہ بھی اس لئے ناپسند ہوئی کہ یہودی لوگ اپنی کتاب کا یہ نام رکھتے ہیں۔ آخر میں ابن مسعود نے کہا میں نے حبش کے ملک میں ایک کتاب دیکھی ہے جس کو لوگ مصحف کہتے ہیں لہٰذا قرآن کا نام بھی مصحف رکھا گیا . . . . .

ان دونوں اقوال میں قرآن کا نام توراۃ اور انجیل ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے اس امر پر قرآن پر ان ناموں کا اطلاق جائز نہیں۔ اور یہ نام رکھنا ویسا ہی ہے جیسا کہ تورات کا نام خداوند کریم کے قول وَاِذْ آتَینا موسیٰ الکتاب والفرقان میں فرقان رکھا گیا ہے یا رسول اللہ صلعم نے اپنے قول خُفِّفَ علیٰ داؤد القرآن میں زبور کا نام قرآن قرار دیا ہے"!

متذکرہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ توریت اور انجیل اور زبور قرآن ہی کہلاتے تھے اور جس کتاب میں ان کا خلاصہ دیا گیا وہ بھی قرآن ہی کہلایا۔ اتقان کا یہ اقتباس (۲) اسلام کے لئے قابل غور ہے اور شان نزول کے مطابق قرآن کا مطالعہ کرنے سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے۔

۵ آیت۔ قولاً ثقیلاً کا ترجمہ "بڑے بھاری حکم کا بوجھ کیا گیا ہے اور جس کی تفسیر بعض علمائے اسلام تو یہ کرتے ہیں (جیسا کہ پہلے ذکر ہوا) کہ اس سے قرآن کا نزول مراد ہے جو جلد ہونے کو تھا اور بعضوں نے یہ معنی بیان کئے کہ اس سے رسالت کا بوجھ مراد ہے جو محمد صاحب کے کندھوں پر ڈالا جانے کو تھا۔ لیکن اگر صحف انبیاء کی روشنی میں اس کے معنی دریافت کئے جائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ انبیاء کی پیش گوئیوں کے عنوان میں بار بار یہ لفظ آیا ہے۔ جس کا ترجمہ 'الہامی کلام' یا بار نبوت' کیا گیا ہے اور عبرانی لفظ کے معنی قولاً ثقیلاً ہی ہیں اور یہ لفظ عموماً ایسی پیش گوئیوں کے شروع میں آتا ہے جہاں کسی قوم یا شخص کی آئندہ سزا کی خبر دی گئی۔ مثلاً یسعیاہ ۱۳: ۱ و ۱۵: ۱ و ۱۷: ۱ و ۱۹: ۱ و ۲۱: ۱ و ۲۲: ۱ و ۲۳: ۱ وغیرہ) اس لئے بوجھ کا لفظ مناسب ہے۔ نیز دیکھو یرمیاہ ۲۳: ۳۳ "اور جب یہ قوم یا نبی یا کاہن تجھ سے پوچھے اور کہے کہ خداوند کا بھاری پیغام (قولاً ثقیلاً) کیا ہے تب تو انہیں کہے گا۔ کونسا بھاری پیغام! کہ میں نے تم کو ترک کیا ہے خداوند کہتا ہے"

چنانچہ مابعد آیات اور سورتوں میں عذاب آئندہ کا ذکر زیادہ تفصیل سے دیا گیا ہے۔ آیت ۱۴۔ زمین اور پہاڑ ہلنے کا محاورہ بھی کتاب مقدس میں بار بار آیا ہے (زبور ۱۸: ۷ عبرانی ۱۲: ۲۶) ایسا نظارہ خدا کے قہر کا مکاشفہ ہے۔ کوہ سینا پر بھی ایسا نظارہ

بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا اور دنیا کے آخر میں بھی یہ نظارہ نظر آئیگا (عبرانی ۱۲: ۲۱ و خروج ۱۹: ۱۶ سے ۱۸) نیز دیکھو ۲ پطرس ۳: ۱۰ سے ۱۳)

۱۷- بچوں کو بوڑھا کر دے' اکثر مفسرین نے اس کے یہ معنے سمجھے ہیں کہ اُس دن بچے بھی غم و دہشت کے مارے بوڑھے اور ضعیف سر سفید ہو جائیں گے +

۱۶ آیت "تم اُس دن سے کیسے بچ سکو گے"۔ یہی جملہ انجیل شریف میں آیا ہے۔ متی ۲۳: ۳۳ و رومیوں ۲: ۳ و ۱ تھسلنیکے ۵: ۳ + عبرانیوں ۲: ۳

۷۱ آیت "آسمان پھٹ جائیگا"۔ یسعیاہ ۶۴: ۱ میں بھی یہ محاورہ آیا ہے جہاں خروج ۱۹: ۱۸ کی طرف اشارہ ہے جب خدا کوہ سینا پر نازل ہوا۔

۱۹- "خدا کی راہ میں لڑتے ہونگے"۔ اِس لڑائی کے ذکر سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ آخری آیات مدنی ہیں۔ لیکن بعضوں نے یہ تفسیر کی کہ یہ پیشین گوئی کے طور پر ہے۔

۲۰ آیت کے آخر میں جو یہ الفاظ آئے ہیں "جو نیکی اپنے لئے پہلے سے بھیج دو گے" یہی خیال متھیس ۶: ۲۰ میں بھی پایا جاتا ہے۔

"اللہ کو خوش دلی سے قرض دیا کرو"۔ اللہ کو قرض دینے کا محاورہ بھی بائبل شریف میں آیا ہے۔ "وہ جو مسکین پر رحم کرتا ہے خداوند کو اُدھار دیتا ہے۔ جو کچھ اُس نے دیا ہوگا وہ اسے پھیر دیگا (امثال ۱۹: ۱۷)۔ ایک دوسرے مقام میں یہ لکھا ہے "مبارک ہے وہ جو مسکین کی فکر رکھتا ہے۔ خداوند مصیبت کے وقت اُس کو رہائی دیگا" (زبور ۴۱: ۱) اس کے ساتھ اس مقام پر بھی غور کرو "مقدور بھر رحم کر۔ اگر تیرے پاس بہت ہو تو بہت دے۔ اگر تیرے پاس تھوڑا ہو تو اس تھوڑے میں سے خوشی کے ساتھ دینے کی ہمت کر۔ کیونکہ اس طرح تو ضرورت کے دن کے لئے اجر نیک جمع کرتا ہے" (توبیت ۴: ۸ و ۹)

۴- سورۃ المدثر

(سورہ ۷۴)

مکی

پہلی سورہ کے بعد تقریباً چھ ماہ گذر گئے اور بعضوں کے نزدیک یہ زمانہ ۶ ماہ سے تین سال تک بتایا جاتا ہے۔ اس زمانہ کا نام فترہ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ زمانہ جس عرصہ میں وحی ملتوی

رہی۔ محمد صاحب اس وقت حضرت خدیجہ کے گھر میں تھے۔ اور کپڑا اوڑھے پڑے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ اور وہ وحی آئی جو اس سورہ مزمل میں مندرج ہے۔ اس عرصہ میں کچھ ماہ کے بعد رات ہی کے وقت دوسری دفعہ وحی نازل ہوئی۔ محمد صاحب کپڑے سے لپٹے ہوئے بی بی خدیجہ کے گھر میں تھے اور ان کو ہدایت ہوئی۔ کہ اٹھو اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔ یہی حکم سورہ مزمل میں بھی دیا گیا تھا۔ اب تک پانچ وقت کی نماز فرض نہ ہوئی تھی۔ صرف رات کی نماز ہی فرض تھی۔ نماز کے متعلق یہ مزید مکاشفہ اس وقت ملا کہ عبادت الٰہی سے پیشتر وہ اپنے کپڑے ہر طرح کی نجاست سے پاک کریں اور اپنے دل کو ہر طرح کی بدی سے صاف کریں۔ اگر کسی سے نیکی کریں۔ تو احسان نہ جتائیں اور خدا کی خاطر صبر سے کام لیں۔ ان پہلی سات آیتوں میں دو حکم ہیں اول خود عبادت الٰہی میں مشغول ہوں اور پھر دوسروں کو خدا کے خوف کی تلقین کریں۔

۱۔ مدثر۔ کپڑے سے لپٹا ہوا۔ یہ اُس زمانے کے اولیا اللہ کا دستور تھا کہ وہ ایک چادر اوڑھے رہتے۔ حضرت سموئیل اور حضرت الیاس کی چادر کا صاف ذکر بائبل میں ہوا ہے۔ صبح کے وقت بھی ایک چادر اوڑھی جاتی ہے۔ محمد صاحب بھی اِن دنوں عبادت الٰہی میں مصروف تھے اور ایک چادر یا کمبل حسب موسم اوڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ بعض مفسران اسلام اس سے خلعت نبوت بھی مراد لیتے ہیں ÷

۲ و ۳۔ نہ صرف خود اُٹھو بلکہ دوسروں کو بھی خوف خدا دیکر عبادت الٰہی کی طرف رجوع کرو ÷

۴۔ کپڑوں کی طہارت عبادت الٰہی کی تیاری کے لئے ضرور ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰ کو یہی حکم دیا تھا جب کوہ سینا پر خدا کا ظہور ہوا۔ "انہیں پاک کر اور ان کے کپڑے دھلوا"۔ (خروج ۱۹: ۱۰ و ۱۴) یہی حکم حضرت یعقوب نے اپنے گھرانے کے لوگوں کو دیا تھا " بیگانے معبودوں کو جو تمہارے درمیان ہیں نکال پھینکو اور پاک صاف ہو اور اپنے کپڑے بدلو"۔ (پیدائش ۳۵: ۲) انجیل شریف میں دل کی پاکیزگی پر خاص زور دیا گیا " مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے" (متی ۵: ۸) " جوانی کی خواہشوں سے بھاگ اور جو پاک دل کے ساتھ خداوند سے دعا مانگتے ہیں۔ (۲ تیمتھیس ۲: ۲۲) " تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے (۱ پطرس ۱: ۲۲) حضرت داؤد نے یہی تعلیم دی " خداوند کے پہاڑ پر کون چڑھ سکتا ہے ... وہی ہے جس کے ہاتھ صاف ہیں اور جس کا دل پاک ہے" (زبور ۲۴: ۳، ۴)۔ اِسی لئے تو وہ درگاہ الٰہی میں بعجز و انکسار دعا کرتے تھے " نزدفا سے مجھے پاک کر کہ میں صاف ہو جاؤں۔ مجھ کو دھو کہ میں برف سے زیادہ سفید

ہوں"۔ (زبور ۵۱: ۷)

الغرض یہ نہایت اہم مکاشفہ تھا جو محمد صاحب کو حاصل ہوا جسکے بغیر عبادت الہی فضول ٹھیرتی ہے۔

۶۔ یہ مکاشفہ بھی بائبل کی تعلیم کے مطابق ہے (دیکھو لوقا ۶: ۳۲ سے ۳۴)

---

۸ آیت سے ایک دوسرا مضمون شروع ہوتا ہے اور یہ عبارت پہلی عبارت کے کچھ عرصہ بعد لیکن مکہ ہی میں نازل ہوئی ہوگی۔ چونکہ دوسری آیت میں لوگوں کو ڈرانے کا حکم محمد صاحب کو دیا گیا تھا۔ تو جب یہ دوزخ کا مکاشفہ ملا تو یہاں درج کیا گیا۔ مفسر عموماً یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ خاص کر آیت ۱۱ میں ایسے خاص شخص کا ذکر ہے۔ جب عرب کے مشرک محمد صاحب کو طرح طرح کے ناموں سے پکارتے تھے۔ کوئی اس کو شاعر۔ کوئی اُسے فال گو یا غیب گو کہتا تھا۔ ابو جہل نے ولید سے پوچھا کہ تم محمد صاحب کو کیا سمجھتے ہو۔ ولید نے جواب دیا کہ وہ جادوگر ہے جو باپ کو بیٹے سے۔ بھائی کو بھائی سے۔ شوہر کو بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ اسکو سُنکر مکہ میں اعلان کیا گیا کہ محمد صاحب ساحر تھے :

۸ سے ۱۰ تک میں صور کے پھونکے جانے کا ذکر ہے۔ انجیل شریف میں صور کے پھونکے جانے کا بیان یوں آیا ہے

"خداوند خود آسمان سے اتر آئے گا اس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز سنائی دے گی اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائے گا اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اُٹھیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" (تھسلنیکے ۴: ۱۶)۔ "اُس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا"۔ (متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱) "ہم سب تو نہیں سوئینگے مگر سب بدل جائیں گے اور یہ ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مُردے غیر فانی حالت میں اُٹھیں گے"۔ (۱ کرنتی ۱۵: ۵۱ و ۵۲) اسی طرح ذکریا ۹: ۱۴ میں ذکر ہے۔ کہ صور پھونکے جانے کا دن بے ایمانوں کے لئے سخت عذاب کا وقت ہوگا۔

۱۱۔ یہاں محمد صاحب کو ولید ابن مغیرہ کے بارے میں یہ ہدایت ہوئی جو رومیوں ۱۲: ۱۹ میں مندرج ہے "اپنا انتقام نہ لو ۔ ۔ ۔ ۔ خداوند کہتا ہے انتقام لینا میرا کام ہے بدلا میں ہی دونگا"۔ محمد صاحب کو تسلی دی گئی۔ کہ اس کی مخالفت سے آزردہ خاطر نہ ہو۔ میں خود ایسے شخص سے

بدلہ لُونگا۔" ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے'' (عبرانی ۱۲: ۲۹)

۱۲ سے ۱۴ میں ولید کی اولاد۔ اور مال و دولت کا ذکر ہے۔ جو خدا نے عطا کئے۔ لیکن آیئندہ کو بجائے نعمتوں کے اس کو سزا ملے گی۔

۱۸ و ۱۹ و ۲۰ آیات میں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اِس شخص نے سوچ سمجھ کر ایسی شرارت کی خواہ اُس نے ابوجہل وغیرہ کے طعنوں سے مجبور ہو کر ہی شرارت کی ہو اور غالباً اُس نے اپنی ضمیر کے خلاف یہ فیصلہ کیا ہوگا۔ لیکن اس کی ناراضگی اور نفرت کا جو نقشہ ۲۱ سے ۲۳ میں دیا گیا ہے اُس سے ثابت ہے کہ اُس نے بڑے غرور اور نفرت کی نگاہ سے محمد صاحب کے پیغام سے سرکشی کی۔ اور اس شخص نے وہ پیغام سن کر یہ طعن دیا۔ کہ یہ دوسروں سے سیکھا ہوُا کلام تھا۔ اِس شخص کو جو سزا دنیا میں ملی اُس کا ذکر مسلمان مفسر یہ کرتے ہیں کہ اس کے تین بیٹے مسلمان ہوئے اور باقی ہلاک ہوئے۔ اس کے مال و دولت کو زوال ہوُا۔ آخرکار وہ خود بھی بڑی ذلت کی حالت میں مر گیا۔

ولید نے جو یہ الزام قران پر لگایا کہ وہ قول البشر ہے جو چلا آیا ہے۔ یعنی انسان کا قول جو پہلے سے چلا آیا ہے۔ الزام یہ تھا کہ محمد صاحب کو کوئی دوسرا شخص یہ تعلیم دیتا ہے۔ اس الزام کا ذکر دوسرے مقامات میں بھی ہوُا۔ اور اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جس شخص کی طرف وہ اشارہ کرتے تھے۔ اُس کی زبان تو عجمی تھی اور قرآن کی زبان عربی ہے سورہ نحل ۱۰۵ کیسے اُس شخص نے محمد صاحب کو قرآن عربی سکھایا۔ نیز دیکھو سورہ انعام ۶-۲۵۔

اِنّ ھٰذا اِلّا اساطیر الاوّلین۔ یہ (قرآن) تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ اسی طرح (۱) سورہ انفال۸- ۳۱- (۲) سورہ نحل۱۶- ۲۶ (۳) سورہ مومنون۲۳ ۸۵ (۵) سورہ التطفیف۸۳ - ۱۳ سورہ فرقان ۲۵: ۶ دسورہ نمل ۲۷: ۷۰ رسورہ احقاف ۴۶: ۱۶ دسورہ قلم ۶۸: ۱۵

(۱) جب ہماری آئتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سُن لیا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اسی طرح کا کہہ لیں۔ یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور بس'' (۲) "جب اُن سے پُوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا تو وہ کہتے ہیں اساطیر الاولین (اگلوں کی کہانیاں) (۳) ہم سے پہلے ہمارے بڑوں سے اس کا وعدہ ہوتا چلا آیا ہے۔ ہو نہ ہو۔ یہ صرف اساطیر الاوّلین۔ (۴) اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو نِرا جھوٹ ہے جس کو اس نے (محمد صاحب) گھڑ لیا ہے (اختراع کیا ہے) اور دوسرے لوگوں نے اِس میں اس کی مدد کی۔ ... وہ یہ

بھی کہتے ہیں کہ یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (اساطیرالاوّلین)

علاوہ ازیں ان شخصوں کے نام بھی بتائے گئے جن کی نسبت گمان تھا کہ وہ محمد صاحب کو قرآن سکھاتے تھے چنانچہ جلالین میں قین عیسائی کا ذکر ہے (دیکھو تفسیر سورہ نحل آیت ۱۰۵) اِس آیت کی تفسیر بیضاوی میں یوں کی گئی ہے۔ کہ دو شخص جبر و یسار نامی مسیحی غلام تھے اور مکہ میں پشمینہ کا کام کیا کرتے تھے۔ اور توریت و انجیل پڑھا کرتے تھے اور محمد صاحب ان کے پاس جایا کرتے تھے اور جو کچھ وہ پڑھتے تھے اُسے سنا کرتے تھے اِن دونو کی نسبت گمان تھا کہ محمد صاحب اُن سے سیکھا کرتے تھے۔ اِن کے علاوہ سلمان فارسی کا نام بھی لیتے کہ محمد صاحب نے اُن سے بھی مدد لی۔

۲۵ آیت میں اس شخص کو دنیا کی سزا کے علاوہ دوزخ کی سزا کا بھی ڈر دیا گیا۔

۲۶ سے ۳۱ کا بیان غالباً کسی دوسرے موقعہ پر منکشف ہوا اور ۲۵ آیت میں دوزخ کا جو وعید تھا اس کی تشریح کے لئے یہاں رکھا گیا۔ اِن آیتوں میں ان امور کا ذکر ہے (ا- عذاب دوزخ کیسا ہوگا (ب) اُس کے محافظ کون اور کتنے ہیں۔ (ج) یہ بیان اہل کتاب مانتے ہیں۔ لیکن منکر زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ (د) یہ بیان لوگوں کی نصیحت کے لئے ہے۔

(ا- عذاب دوزخ یسعیاہ نبی کی کتاب میں یوں ذکر ہے" وہ نکل کر اُن لوگوں کی لاشوں پر جو مجھ سے باغی ہوئے نظر کریں گے۔ کیونکہ ان کا کیڑا نہ مریگا۔ اور اُن کی آگ نہ بجھیگی اور وہ تمام بنی آدم کے لئے نفرتی ہونگے (یسعیاہ ۶۶: ۲۴) یروشلم کے نزدیک ایک وادی ہنوم تھی جس میں قدیم زمانہ میں مولک کا ایک بڑا بھاری آہنی بُت دھرا رہتا تھا۔ جس کے پیٹ میں آگ کی بھٹی جلتی رہتی تھی اور جو لوگ اپنے بچے اس کی نذر گزرانتے وہ اس کے آہنی ہاتھوں پر رکھ دیتے اور آناً فاناً وہ تپش آتش سے جل کر کباب ہو جاتے۔ جب یہ علاقہ حضرت داؤد نے فتح کیا تو اس وادی کو جو بت پرستی کا گھر تھا ناپاک کیا اور مجرموں کی لاشیں یہاں پھینکی جاتیں اور آگ کا انبار دھڑا دھڑ جلتا رہتا۔ اُس میں وہ لاشیں جلائی جاتی تھیں اور یہ آگ ہمیشہ جلتی رہتی تھی۔ اسی وادی سے لفظ جہنم نکلا۔ یعنی ہنوم کی زمین۔ کیونکہ جی کے معنی یونانی میں زمین کے ہیں۔ جیسے جیو گرفی میں۔ یہودیوں نے آئندہ عذاب کا نقشہ بھی یہاں سے لیا اور آئندہ عذاب کی جگہ کا نام بھی جہنم ہی رکھا۔ عہد عتیق اور عہد جدید کے درمیانی پانسو سال کے عرصہ میں جہنم کے تصوریں بہت اور باتیں بھی بڑھا دی گئیں مثلاً دوزخ کے محافظ فرشتے۔ کیڑوں وغیرہ کے ذریعہ عذاب۔ اسی تصور کا ذکر انجیل شریف میں بھی ہوا (دیکھو

مرقس ۹ : ۴۳ و ۴۸)، متی ۲۵ : ۴۱ میں یہ "ہمیشہ کی آگ" کہلایا۔ اور مکاشفہ ۱۹ : ۲۰ ؛ ۲۱ : ۸ میں یہ آگ و گندھک کی جھیل کہلاتا ہے۔ جہاں بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سارے جھوٹوں کو جھونکا جائے گا۔ اور مکاشفہ ۲۰ : ۱۰ میں ہے۔ کہ ابلیس بھی اُسی میں ڈالا جائیگا۔ اور وہ رات دن ابدالآباد عذاب میں رہیں گے۔

(ب) دوزخ کے محافظ۔ ۲۹ آیت کی تفسیر عموماً یہ کی جاتی ہے کہ ان فرشتہ محافظوں کا شمار ۱۹ ہے اور ان کا سردار مالک فرشتہ ہے۔ یہ خیال کہ محافظ فرشتوں کی تعداد ۱۹ ہے کسی دیگر مذہبی کتاب میں ہم کو نہیں ملی لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ محمد صاحب کے زمانہ میں یہودیوں یا مسیحیوں کے درمیان اس قسم کی کوئی روایت مروج ہوگی۔ اس لئے یہ کہا گیا "تاکہ اہل کتاب یقین کرلیں ......" ۳۲ آیت کے آخر تک۔ اس قسم کی تمثیل ہمیں وہ موقع یاد دلاتی ہے۔ جہاں حواریوں نے خداوند یسوع سے پوچھا "تو اُن سے تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتا ہے۔ اُس نے جواب میں اُن سے کہا" میں اُن سے تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ دیکھتے ہیں اور پھر نہیں دیکھتے اور سنتے ہیں اور پھر نہیں سُنتے اور نہیں سمجھتے اور اُن کے حق میں حضرت یسعیاہ نبی کی یہ پیشین گوئی پوری ہوتی ہے کہ تم کانوں سے سنوگے اور ہرگز نہ سمجھوگے اور آنکھوں سے دیکھوگے اور ہرگز معلوم نہ کروگے (متی ۱۳ : ۱۰ سے ۱۶) یہودی روایات میں ذکر ہے کہ دوزخ کا ایک سردار محافظ ہے جس کا نام دوّما (خاموشی) ہے۔ مسلمانوں میں اس فرشتے کا نام مالک ہے یعنی امیر یا بادشاہ اور یہی نام اُس بُت کا تھا۔ جس کا پہلے ذکر ہوا جو ہنوم کی وادی میں نصب تھا (مولک) جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس روایت کے مطابق تین فرشتے اس کی روح کو لے جاکر اس دوّما یا مالک کے سپرد کردیتے ہیں

۳۱ آیت کے آخر میں "پروردگار کے لشکروں کا" ذکر آتا ہے۔ فرشتوں کے لشکروں کی تعداد لاکھوں کروڑوں بتائی جاتی ہے۔ جس کا شمار انسان نہیں کرسکتا۔ انہیں لشکروں کے لحاظ سے بائبل شریف میں خدا کا ایک نام رب الافواج یا لشکروں کا خداوند بھی آیا ہے۔ اور یہ فرشتے یا اُن کے گروہ مختلف کاموں اور عہدوں پر مامور ہیں۔

۳۲ سے ۳۵ تک۔ قسموں کے ذریعہ بتایا گیا کہ یہ دوزخ جس کا عذاب ایسا سخت ہے۔ جس پر اتنے فرشتے مامور ہیں آدمیوں کے ڈرانے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

۳۶ سے ۳۸ تک میں اعمال کا ذکر ہے جن کے مطابق انسان کی عاقبت ہوگی۔ اُن سے گویا آدمی بندھا ہے یا ان کے ہاتھ میں گرو ہے

۳۹ - داہنے ہاتھ والے کے۔ بعضوں نے اس جملہ کا یہ بھی ترجمہ کیا ہے " جنکے اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جاتے ہیں۔ خداوند مسیح نے عاقبت کا جو ذکر (متی ۲۵ : ۳۱ سے ۴۶) کیا اس کا یہ خلاصہ ہے۔ چونکہ قرآن بائبل کا خلاصہ ہی ۔ ۔ ۔ دیتا ہے۔ تفصیل کے ساتھ اُس کا بیان نہیں کرتا اسی طرح یہ تمثیل بھی مختصر طور سے یہاں دی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اکثروں کو اُس تمثیل کے پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اس لئے ہم اُس کو مفصل نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اس مقام کا مطلب بخوبی سمجھ سکیں۔ وھو ہذا : جب ابن آدم جلال کے تخت پر بیٹھے گا اور سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائینگی اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے داہنے اور بکریوں کو بائیں طرف کھڑا کریگا۔ اس وقت بادشاہ اپنے داہنے طرف والوں سے کہے گا۔ کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہت بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے۔ اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہینگے اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا۔ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے۔ بادشاہ جواب میں ان سے کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا اس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں ہاتھ والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ ۔ ۔ پیاسا تھا۔ ۔ ۔ ۔ پردیسی تھا۔ ۔ ۔ ننگا تھا ۔ ۔ ۔ بیمار اور قید میں تھا ۔ ۔ ۔ ۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی۔ اس وقت وہ اُن سے جواب میں کہے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ چونکہ تم نے اِن سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔ یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے۔ مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔

۵۱ آیت میں ان لوگوں کو گدھے سے تشبیہ دی گئی۔ اسی قسم کی تشبیہ سورہ جمعہ ۶۲ - ۵ میں بھی آئی ہے۔ جس لفظ کا ترجمہ شیر کیا گیا ہے۔ اُس سے ہر طرح کا شکاری۔ صیاد تیرانداز اور مختلف آوازیں مراد ہے اور یہ اسی قسم کی تشبیہ ہے۔ جو پنجاب میں مشہور ہے۔ جیسے کوا غلیلہ سے

بھاگتا ہے۔ ویسے یہ لوگ قرآن کی آواز سے یا قرآن کے سننے سے بھاگتے ہیں۔ گویا قرآن کی صدا گولی کی طرح انہیں لگتی ہے۔ یہ لوگ اپنے تئیں بہادر تو بڑا ٹھیراتے ہیں۔ لیکن گدھے کی طرح خوفزدہ ہو کر بھاگتے ہیں :

۵۲۔ دیئے جاتے ہیں کی بجائے "دیئے جائیں" زیادہ بہتر ترجمہ ہوگا۔ یہاں غالباً ان معافی ناموں کی طرف اشارہ ہے جو رومن کیتھالک پوپ کی طرف سے محمد صاحب کے زمانے میں نافذ کیا کرتے تھے جن میں ذکر ہوتا تھا کہ فلاں متوفی کے گناہ فلاں عرصے کے لئے معاف ہو گئے۔ یہی تقاضا وہ محمد صاحب سے کرتے ہیں۔ کہ ایسے معافی نامے خدا کی طرف سے ان کو دلا دے تب وہ ایمان لائینگے لیکن محمد صاحب نے ان کو ایسے معافی نامہ دینے سے انکار کیا کیونکہ یہ ایک طرح سے کفر کا تقاضا تھا۔ جو لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے ان کو خدا کبھی معاف نہیں کرتا۔ یہ لوگ تو سوچتے ہی نہیں۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ خدا کی طرف سے حکمنامہ ہماری طرف بھجوا دو۔ کہ محمد صاحب پر ایمان لاؤ۔ تب ہم ایمان لائیں گے۔ بعض اسلامی فرقوں میں جیسا کہ بمبئی کے علاقہ میں بعض مسلمانوں کے درمیان رواج ہے کہ حضرت جبرئیل کے نام پروانہ دے دیتے ہیں اور وہ مردہ کے ساتھ دفن کر دیا جاتا ہے۔ جس میں ذکر ہوتا ہے کہ اس کو فلاں محل با نعمت مل جائے۔
نذیر احمد صاحب کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں درج ہے کہ وہ خود پیغمبر بننا چاہتے یا آسمان کی طرف سے اُن پر صحیفہ نازل ہونے کا تقاضا کرتے تھے۔

۶۰۵ء میں جب محمد صاحب ۳۵ سال کی عمر کے تھے مکہ میں بڑا سیلاب آیا اور خانہ کعبہ کی عمارت کو سخت نقصان پہنچا اور اُس کے گر جانے کا اندیشہ پیدا ہوا۔ بیت المال بھی معرض خطر میں تھا کیونکہ اُس پر چھت نہ تھی اور چور اندر گھس کر بہت مال چرا لے گئے تھے۔ اس لئے اہل قریش نے یہ ارادہ کیا کہ دیواریں بلند کی جائیں اور بیت المال پر چھت ڈالی جائے۔ جب اہل قریش یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک یونانی جہاز تباہ ہو گیا۔ جس کا بچا کھچا سامان بہتے بہتے لال سمندر میں آگیا۔

جب مکہ میں یہ خبر پہنچی۔ تو ولید ابن مغیرہ فوراً سمندر پر گیا۔ اور جہاز کا سامان خرید لیا اور اُس کے یونانی کپتان کو جس کا نام بقوم تھا۔ اور لکڑی کے کام میں مہارت کامل رکھتا تھا ملازم رکھ لیا۔ تاکہ کعبہ کی تعمیر میں مدد کرے۔ قریش کے فرقوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ کو کعبہ کی ایک ایک طرف کا اہتمام سپرد کیا۔ چونکہ اہل قریش وہم و وسواس کے پتلے تھے کعبہ کی پرانی دیوار کو گرانے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخرکار ولید نے کلہاڑا یا کدال پکڑ کر دیوار کے ایک حصّہ کو گرادیا۔ اور جب باقیوں نے دیکھا کہ اُس کو کچھ نقصان نہ پہنچا تو وہ بھی گرانے میں شریک ہوئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ولید دوسروں کی طرح وہم پرست نہ تھا۔

پھر اس کا ذکر سورہ ۷۴ میں ملتا ہے۔ اور اس سورہ کا ایک بڑا حصہ اُسی کی مذمت سے مخصوص ہے۔ چنانچہ اُس موقعہ پر اس کا بیان ہوا۔ اِسی قسم کے الفاظ میں ابولہب پر لعنت کی گئی۔ جو محمد صاحب کے چچا تھے۔ اور ان کی دو بیٹیوں کا سسر تھا۔ پھر سورہ ۸۰ عبس کے شروع میں محمد صاحب کے بارے میں وُہی الفاظ آئے ہیں۔ جو سورہ ۷۴ میں ولید ابن مغیرہ کے بارے میں آئے تھے۔ اُس نے تیوری چڑھائی اور مُنہ بگاڑا۔ کہتے ہیں کہ ایک روز محمد صاحب حرم میں بیٹھے ہوئے روسائے قریش یعنی ابوجہل ولید ابن مغیرہ وغیرہ کو اسلام کی تعلیم دے رہے تھے۔ اِس اثنا میں عبداللہ ابن مکتوم نابینا صحابی آیا۔ محمد صاحب کو اُس کا ایسے وقت آنا ناگوار گذرا۔ عبداللہ کے باربار اصرار پر محمد صاحب کو غصہ آیا تب یہ آیت نازل ہوئی "لیکن تجھے کیا معلوم شاید وہ پاک ہو جاتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ جو مالدار ہے تو اُس کی طرف رجوع ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" اس سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب ولید وغیرہ سے مسلم بنانے میں کیسی کوشش کرتے رہے ::

سکھتے ہیں کہ سورہ نجم ۵۳ کو سناتے وقت جو الفاظ عزی و لات و منات کی تعریف میں محمد صاحب کی زبان سے نکل گئے تو قریش مکہ خوش ہو کر محمد صاحب کے ساتھ نماز میں سربسجود ہوئے لیکن ولید ابن مغیرہ نے سجدہ نہ کیا۔ صرف خاک اُٹھا کر اپنی پیشانی پر مل لی ::

سورہ مکی

(۵) سورۃ الفاتحہ

سورہ ۱- ۱
سات آیات

شان نزول کے مطابق یہ سورۃ پانچویں بتائی جاتی ہے۔ البتہ بعض مفسرین قرآن جو موجودہ ترتیب قرآن کو اصلی ترتیب ٹھیراتے ہیں۔ اس سورہ کو پہلی نازل شدہ سورہ مانتے ہیں۔ لیکن اکثر مفسرین پہلی رائے کو درست سمجھتے ہیں۔ علاوہ اس اختلاف کے یہ اختلاف بھی ہے کہ بعضوں نے اس سورہ کو مکی مانا ہے اور بعضوں نے مدنی کہا ہے اور ایک تیسرا گروہ یہ کہتا ہے۔ کہ اس سورہ کا پہلا حصّہ مکہ میں نازل ہُوا اور دوسرا حصّہ مدینہ میں۔ لیکن ہم ایسے اختلافات سے قطع نظر کرکے یہ کہتے ہیں۔ کہ خواہ یہ پہلے نازل ہوئی یا پیچھے مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں۔ یہ دعا یا یہ سورہ نہایت اعلیٰ درجہ کی دُعا ہے۔ جس کی قدر وقیمت ایسے اختلافات کی وجہ سے کسی طرح گھٹ نہیں جاتی۔ مسلمانوں نے بھی اس کی بہت قدر کی ہے۔ چنانچہ اِس سورہ کو جو نام دیئے گئے وہ اِس کے بیش بہا ہونے کے شاہد ہیں۔

اس سورہ کے دو نام مشہور ہیں۔ اوّل تو یہ سورہ فاتحہ (کھولنے والی۔ شروع کرنیوالی) کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن شریف موجودہ ترتیب میں شروع ہوتا ہے۔ دوسرا نام الحمد ہے۔ یعنی خدا کی تعریف۔ اس سورہ کے پہلے حصہ میں جو خدا کی تعریف آتی ہے اُس سے یہ نام رکھا گیا۔ علاوہ اِن دو ناموں کے مفصد ذیل نام بھی آتے ہیں:-

(۱) فاتح الکتاب۔ کہتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کی ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "فاتحہ الکتاب کے پڑھے بغیر کوئی دعا مکمل نہیں ہوتی"۔ اِسی وجہ سے اِس کو سورۃ الصلواۃ اور سورۃ الدعا بھی کہتے ہیں

(۲) اُم الکتاب۔ یعنی قرآن کا لب لباب جس میں قرآن ایسے طور پر مرکوز ہے گویا دریا کوزہ میں بند ہے۔ تفسیر اتقان میں ابو ہریرہ کی ایک روایت کا ذکر ہے کہ انہوں نے کہا۔ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جس وقت تم لوگ الحمد پڑھو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھا کرو۔ اِس لئے کہ یہ اُمّ القرآن۔ ام الکتاب اور سبع المثانی ہے۔" علاوہ ازیں تفسیر اتقان میں مرقوم ہے کہ ۲۵ نام اِس سورہ کے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن العظیم۔ سبع مثانی۔ الوافیہ۔ الکنز۔ کافیہ۔ الاساس۔ نور۔ الحمد۔ الشکر۔ راقیہ۔ الشفا۔ شافیہ۔ سورۃ الصلاۃ۔ سورۃ الدعا۔ سورۃ السوال۔ سورۃ التعلیم سورۃ المناجات۔ سورۃ التفویض *

یہ نام مسلمانوں نے اِس سورہ کے نزول کے بہت بعد رکھے ہونگے۔ کیونکہ شروع میں تو کوئی ایسی ہدایت نہ تھی۔ اسی قسم کی ایک دعا مسیحیوں میں مستعمل تھی۔ جس کو وہ بار بار پڑھا کرتے تھے۔ اور اِس دُعا میں سات دعائیں پائی جاتی ہیں۔ پہلی تین دعائیں خدا کے متعلق ہیں اور باقی چار دعائیں انسان کے متعلق۔ دعا یہ ہے (۱) اے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے تیرا نام پاک مانا جائے (۲) تیری بادشاہی آئے (۳) تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پہ بھی ہو۔ (۴) ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں دے (۵) ہمارے قصوروں کو معاف کر جیسا ہم اپنے قصور واروں کو معاف کرتے ہیں (۶) ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے (۷) بلکہ بُرائی سے بچا۔ کیونکہ بادشاہت قدرت اور جلال ابد تک تیرا ہی ہے۔ یہ پچھلا جملہ دُعا کا جز نہیں بلکہ جب یہ دعا نماز میں تعریف وشکر گذاری کے حصہ میں آتی ہے تو یہ جملہ تمجید یہ پڑھا جاتا تھا۔ اور جب یہ دعا مناجات کے حصے میں آتی تھی۔ تو یہ جملہ پڑھا نہ جاتا تھا۔ جس نے یہ دعا سکھائی اس نے اس کے استعمال کے دو طریقے بھی بتائے اوّل تو یہ کہ یہ دعا من وعن جیسی سکھائی گئی ویسی ہی ہمیشہ نماز میں پڑھی جائے۔ دوم باقی دعائیں اِسی نمونہ پر ہوں۔ یعنی ہمیشہ پہلے خدا کی تعریف اور بعدہ انسانی ضروریات کے لئے۔ جب سے خداوند یسوع نے یہ دعا سکھائی اِس دعا کی بڑی قدر وقیمت کلیسیا میں ہوئی۔ اِس رواج کو اور اِس دعا کو غالباً محمد صاحب نے بہت پسند کیا اور اِسی طرز کی ایک دعا ان کو مل گئی۔ جس میں اوّل تو خدا کی تعریف پائی جاتی ہے بعد ازاں انسانی اعلیٰ ضروریات کے لئے دعا ہے اور اس کی سات آیات ہی قرار دی گئیں۔ گو دراصل اِس کی چھ آیات ہیں اور سات کا شمار پورا کرنے کے لئے بسم اللہ کو ایک آیت شمار کیا ہے۔ البتہ مولوی محمد علی صاحب احمدی نے خود اس سورہ کو سات آیات پر تقسیم کیا ہے۔ گو متقدمین بسم اللہ کو ملا کر اِس کو سات آیات پر مشتمل ٹھیراتے تھے؛

یہاں یہ ذکر کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ کہ تیسری یا چوتھی صدی مسیحی سے ایک دعا مروج چلی آتی ہے۔ جو حمد اللہ (Te deum) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دعا برٹش عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ اس کی چند آیات کا ترجمہ یوں ہے "روز بروز ہم تیرا شکر کرتے اور تیرے نام کی حمد ہمیشہ کرتے ہیں۔ اے خداوند مہربانی کرکے آج مجھے گناہ سے بچا لے" ما بعد اِس دعا کو زیادہ توسیع دی گئی اور آج تک وہ وہ حمد اللہ انگریزی و رومی کلیسیا میں صبح کی نماز کے وقت گایا یا پڑھا جاتا ہے۔ جیسے سورہ الحمد پڑھی جاتی ہے۔ قرآن شریف اس

سورہ کے ذریعہ اس قدیم رواج کو قائم رکھتا ہے :

تفسیر اتقان میں ایک اور بحث بھی اس سورۃ کے متعلق آئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بعض اصحاب مثلاً ابن مسعود نے جو بلند پایہ اصحابی اور اعلےٰ درجہ کے حافظ قرآن اور جامع قرآن تھے۔ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کو جز قرآن نہیں مانا۔ اور جو قرآن انہوں نے جمع کیا تھا اس میں یہ سورتیں داخل نہ تھیں۔ ہم اس بحث کو بھی طول دینا نہیں چاہتے۔ ہم صرف اسی پر قناعت کریں گے۔ کہ یہ سورۃ اب قرآن میں موجود ہے اور نہایت شاندار سورۃ ہے۔

اس سورۃ کے دو حصے ہیں:-

پہلا حصہ۔ ا سے ۴۔ جس میں خدا کی صفات کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ۔ آخری ۳ آیات۔ صراط مستقیم پر چلنے کی دعا۔

۱۔ اللہ کے نام سے۔ یہ رواج کہ ہر کام خدا کے نام سے شروع کیا جائے تقریباً ہر مذہب میں پایا جاتا ہے زرو شتیوں کے مذہب میں اسی قسم کا جملہ ہر کام کے لئے شروع میں پڑھا جاتا تھا یہودیوں اور مسیحیوں کی کتابوں میں اسی قسم کا جملہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ اہل قریش بھی اسی قسم کا جملہ استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ ۶ھ ہجری میں جب مسلمانوں اور قریش کے درمیان عارضی صلح ہوئی اور مسلمانوں نے صلحنامہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تو قریش نے اعتراض کیا۔ کہ ہم اس نام کو نہیں جانتے بلکہ یہ لکھا باسمک اللھم۔ ہندوؤں میں بھی یہی رواج ہے محمد صاحب نے بھی اِس رواج کو پسند کیا اور جاری رکھا۔ اِس میں خدا کے یہ نام آئے ہیں۔ (۱) اللہ (۱) یہ مرکب ہے آل جو حرف تعریف ہے اور الہ بمعنی معبود ہے۔ یعنی خاص معبود۔ چنانچہ کلمہ توحید میں اس کی تشریح ہے لا الہ۔ کوئی معبود نہیں۔ الا اللہ سوائے اس خاص معبود کے۔ اِلٰہ کی تانیث لات آئی ہے جو عربوں کی ایک مشہور دیوی تھی۔ البتہ مولوی محمد علی صاحب نے اللہ کو ال اِلہ کا مخفف نہیں مانا اور اُسے خاص اسم ذات ٹھیرایا ہے۔ عبرانی میں خدا کے لئے جو عام لفظ مشہور ہے وہ اِلواہ ہے جسے عربی میں اِلاہ لکھتے ہیں۔ اور یہ لفظ آرامی زبان میں اللہ ہو گیا۔ اور آرامی زبان سے عربی میں آیا۔ اِس کی جمع الوہیم ہے۔ اور توریت شریف کے شروع میں یہ جمع کا لفظ اللہ کے لئے آیا ہے جسے بعض تو تعظیم جمع کہتے ہیں۔ جیسے قرآن میں خدا ہمیشہ اپنے تئیں "ہم" جمع متکلم کے صیغہ میں ظاہر کرتا ہے اور یہ جمع متکلم کا صیغہ تعظیمی سمجھا جاتا ہے گو مسیحی علما اس جمع میں تثلیث کا اشارہ سمجھتے ہیں۔

(ب) الرحمان۔ یہ لفظ رحمت سے نکلا ہے۔ یہ لفظ صفت بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ مسلمان خدا کے سوا کسی کو رحمٰن نہیں کہتے اگرچہ رحیم کہنا جائز ہے۔ مسیلمہ جو مسلمانوں میں کذاب کہلاتا ہے کیونکہ محمد صاحب کے بالمقابل اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنا نام رحمٰن بتاتا تھا۔ اور اس کے پیرو اُسے رحمٰن ہی کہتے تھے۔

(ج) رحیم۔ اِس کا ماخذ بھی رحمت ہے۔ یہ لفظ خدا اور انسان دونوں کے ساتھ مستعمل ہو سکتا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں خاصکر توریت اور زبور شریف میں خدا کی رحمت کا مفصل ذکر ہے۔ چنانچہ خدا نے حضرت موسیٰ پر جب اپنے تیئں ظاہر کیا تو ان ناموں سے کیا۔ "خداوند خداوند خدا رحیم اور مہربان۔ قہر میں دھیما اور رب الفیض ووفا" (خروج ۳۴: ۶) "خداوند رحیم و کریم ہے غصہ ہونے میں دھیما اور شفقت میں بڑھکر ہے (زبور ۱۰۳: ۸)" خداوند مہربان اور رحیم ہے (زبور ۱۴۵: ۸)

البتہ یہ امر قابل غور ہے کہ نہ توریت نہ زبور۔ نہ صحف انبیا اور نہ انجیل کے شروع میں بسم اللہ آتی ہے۔ صرف انسانی تالیفات و تصنیفات کے شروع میں یہ بسم اللہ یہودیوں اور مسیحیوں میں مستعمل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہر سورہ کے شروع میں سوائے سورۃ توبہ کے بسم اللہ لکھی گئی۔ گمان غالب ہے کہ جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا انہوں نے اِس طریق حسنہ کو استعمال کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے کسی کلام کو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا نہ صرف بے معنی بلکہ شاید غلط بھی ہوتا۔ کیونکہ خدا کے لئے ایسا کہنا کہ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں غلط خیالات لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا کہ یہ کونسا خدا ہے جس کے نام سے یہ اللہ کلام شروع کرتا ہے۔

د۔ رب العالمین۔ بائبل کی شروع آیت میں اس کا ذکر ہے۔ ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا (پیدایش ۱: ۱) اِسی طرح عبرانی ۱: ۲ میں لکھا ہے "جس کے وسیلے اُس نے سارے عالم پیدا کئے" "عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں (عبرانی ۱۱: ۳) اِس لئے مناسب طور سے خدا رب العالمین کہلاتا ہے۔ جس مسیحی حمد اللہ کا ذکر ہوا۔ اُس میں یہ جملہ آتا ہے "آسمان و زمین تیرے جلال کی حشمت سے معمور ہیں"۔ اعمال ۱۰: ۳۶ اور رومیوں ۱۰: ۱۲ میں وہ رب الکل کہلاتا ہے۔

(ہ)۔ روز جزا کا حاکم۔ اُسی حمد اللہ میں ایک جملہ یہ ہے "ہمیں یقین ہے کہ تو ہماری عدالت کے لئے آئیگا" کیونکہ وہ "روز جزا کا حاکم" ہے۔ مسیحی رسولی عقیدہ میں بھی یہ جملہ آتا ہے "وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کے لئے آنے والا ہے"۔

متی ۲۵ باب اور مکاشفہ ۲۰: ۱۱ سے ۱۳ میں روز عدالت کا مفصل ذکر ہے اور یہ لقب بھی نہایت موزوں و مناسب ہے۔ ملاکی ۳ و ۴ باب کو بھی دیکھو۔ جہاں روز عدالت کا بیان ہے

۳۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ حمد اللہ کی ان آیات سے مقابلہ کرو "روز بروز ہم تیری تعظیم کرتے ہیں اور تیرے نام کی پرستش ابد آباد کرتے رہیں گے"

۴۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ مقابلہ کرو۔ حمد اللہ کی آیت " اے خداوند مہربانی کرکے آج ہمیں گناہ سے بچائے رکھ"

۵ و ۶ و ۷ کے ساتھ مزمور ۹۵ کی ان آیتوں کا مقابلہ کرو " آؤ ہم سجدہ کریں اور جھکیں ہم اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں . . . . . اگر آج کے دن تم اُس کی آواز سنو تم اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ جیسا کہ مریبہ میں آزمائش کے دن بیابان کے درمیان کرتے تھے"۔ اِن مغضوب لوگوں کو عبرت کے لئے پیش کیا ہے۔ کہ ہم اُن کی راہ پر نہ چلیں۔ بلکہ نیکوں کی راہ پر جو صراط مستقیم ہے ہم کو چلا۔

یہ مزمور بھی قدیم زمانہ سے صبح کی نماز کے وقت گایا یا پڑھا جاتا ہے۔ اس میں دعوت ہے " آؤ ہم خدا کی مدح سرائی کریں . . . . وغیرہ ؛

آمین۔ اگرچہ آمین سورۃ الحمد کا جز نہیں۔ تو بھی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل سورہ الحمد ان کو سکھا چکے تو فرمایا کہ اب آمین کہو۔ اسی طرح محمد صاحب نے تلقین فرمائی کہ جب امام والضالین پڑھ چکے تو جماعت آمین کہے۔ لفظ آمین عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں کہ ایسا ہی ہو۔ یہودی اور مسیحی اس زمانہ میں بھی اور آج تک دعاؤں کے بعد آمین کہا کرتے ہیں توریت شریف میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جب وہ برکت کا کلمہ سنائیں تو جماعت آمین کہے اور جب لعنت سنائیں تو جماعت آمین کہے (استثنا ۲۷: ۱۱ سے ۲۶) اسی طرح زبور کی کتاب میں بعض دعاؤں کے آخیر میں آمین ثم آمین آتا ہے۔ اسی طرح انجیل میں (دیکھو ۲ کرنتھی ۱: ۲۰ و مکاشفہ ۱: ۷ و ۱۸ و ۱۹) بلکہ مسیح خود آمین کہلایا (مکاشفہ ۳: ۱۴)

رفع یدین کے مسئلہ کا تعلق بھی اِس سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ان کو معلوم ہؤا کہ بعض منافق بُتوں کو اپنی بغلوں کے نیچے چھپائے ظاہرا نماز میں شریک تھے۔ تو محمد صاحب نے جب آخری لفظ والضالین کہا اور آمین کہنے لگے تو اپنے ہاتھ اٹھائے اُن کی تقلید میں اہالیان جماعت کو بھی ہاتھ اٹھانے پڑے اور منافقوں کے بغلوں سے وہ بت زمین پر گر پڑے۔ اور ان کی مکاری ظاہر ہو گئی۔ شیعہ لوگ اور وہابی وغیرہ اب تک بھی رفع یدین کرتے ہیں

لیکن اہل سنت ایسا نہیں کرتے۔
اِس عبرانی لفظ سے پتہ لگتا ہے کہ نماز کے متعلق محمد صاحب عموماً شروع میں کن لوگوں کے طریقہ کو پسند کرتے تھے۔

۶- سورۃ تبت یا سورۃ اللہب

مکی — سورۃ ۱۱۱

ابولہب جس کا ذکر اس سورت میں ہے اور جس کی وجہ سے یہ سورۃ اللہب کہلاتی ہے۔عبدالمطلب کا بیٹا اور محمد صاحب کا چچا تھا۔ اس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا لیکن یہ نام ابولہب محمد صاحب نے اسے دیا۔ جس کے معنی ہیں شعلے کا باپ اِس کی بیوی کا نام اُمِّ جمیلہ تھا اور وہ ابوسفیان کی ہمشیرہ تھی۔ لیکن قرآن میں اِس کو حمّالۃ الحطب کہا گیا یعنی ایندھن بردار۔ جس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ وہ باہر سے لکڑیاں چن کر لاتی تھی اور لکڑیوں کے گٹھے کو کھجور کی رسّی سے باندھ کر سر پر رکھ لیتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا۔ کہ وہ لکڑی کا گٹھا اُٹھا کر لا رہی تھی۔ آرام کے لئے کسی جگہ بیٹھ گئی۔ گٹھا سر پر سے لڑھک گیا۔ اور رسّی گلے میں پھنس گئی۔ اور وہ گلا گھٹ کر مر گئی۔ بعضوں نے یہ وجہ تسمیہ بتائی ہے کہ وہ جنگل سے کانٹے لا کر محمد صاحب کے رستے میں ڈال دیتی تھی۔ الغرض یہ دونو میاں بیوی محمد صاحب کے سخت دشمن تھے۔ کہتے ہیں کہ جب محمد صاحب کو حکم ملا کہ اپنے خویش واقربا کو نصیحت کرے تو محمد صاحب نے ان سب کو جمع کیا۔ اور ان سے بیان کیا کہ خدا نے مجھے بشیر ونذیر کر کے ان کی طرف بھیجا ہے تاکہ سخت عذاب سے تم کو بچائے اس پر ابولہب نے طیش میں آکر یہ کہا " خدا تیرا ستیاناس کرے کیا تو نے اسی کام کے لئے ہمیں یہاں بلایا تھا اور محمد صاحب کو مارنے کے لئے اُس نے پتھر اُٹھایا تب یہ سورہ نازل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ جب ابولہب نے بدر کی لڑائی میں قریش کے شکست کھانے کی خبر سُنی تو وہ غم کے مارے اُس واقعہ سے سات دن کے بعد مر گیا اور اُس کی لاش کئی دن تک بے گور وکفن پڑی رہی۔ محمد صاحب کے رشتہ داروں میں سے صرف دو کا نام ہی قرآن میں آیا ہے۔ ایک زید کا اور ایک ابولہب کا۔

حمّالۃ الحطب سے بعضوں نے چغلخور یا بہتان لگانے والی مراد لی ہے۔ جیسے شیخ سعدی نے

کہا۔ چغل خو۔ بدبخت ہیزم کش است۔ یہ عورت اسلامی روایت کے مطابق محمد صاحب پر الزام لگاتی پھرتی تھی اس لئے اس کی موت سزا کے طور پر تھی۔

تفسیر۔ آیت ۱ سے ۵۔ یہ بد دعا ہے۔ جو ابولہب کے خلاف کی گئی۔ مولوی نذیر احمد نے اس کا ترجمہ ماضی سے کیا۔ "ابولہب کے دونو ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اور وہ ہلاک ہوا۔

اس بد دعا سے وہ واقعہ یاد آتا ہے۔ جب ایک مرد خدا یا نبی نے اُس مذبح کے خلاف پیشین گوئی کی جو یربعام بادشاہ اسرائیل نے احکام الہی کے خلاف بنایا تھا تو یربعام نے مذبح پر سے ہاتھ لمبا کر کے کہا کہ اس نبی کو پکڑ لو۔ سو اُس کا وہ ہاتھ جو اُس نے اُس نبی پر بڑھایا تھا۔ خشک ہو گیا۔ اِسی طرح ابولہب نے محمد صاحب پر ہاتھ اُٹھایا اور اُس کے لئے اُسی قسم کی بد دعا کی گئی (اسلاطین ۱۳: ۱ سے ۶)

یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا خدا کو بھی بد دعا کرنے کی ضرورت ہے اگر ہے تو وہ کون ہوگا۔ جس کے آگے یہ بد دعا کی جائے۔ اس لئے اس بد دعا کو منجانب اللہ ٹھیرانے کے لئے اس کے شروع میں لفظ قُل کی ضرورت ہوگی۔ جیسے سورۃ الحمد کے پہلے لفظ قُل کی ضرورت ہوئی پھر یہ معنی ہونگے۔ کہ تم ابولہب کے لئے یہ دعا کرو۔

سورہ مکی ۷۔ سورہ کورت سورہ ۸۱

۷۔ سورہ کورت

اِس سورۃ میں دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں (۱ سے ۱۴) تو یوم الحساب اور یوم القیامت کا بیان ہے۔ شاید کسی یہودی نے دریافت کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ دوسرا حصہ (۱۵ سے ۲۹) میں قسمیہ بیان ہے کہ یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے اور محمد صاحب کی ایک رویت کا ذکر ہے جو انہوں نے دیکھی۔

پہلا حصہ ۱ سے ۱۴ تک۔ یوم الحساب و یوم القیامت۔ اِس بیان کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ بیان کہاں تک کتاب بائیبل شریف کے مطابق ہے۔

۱۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرو سورہ انفطار ۸۲: ۱ سے ۴۔

متی ۲۴ : ۲۹و۳۰ "سورج تاریک ہو جائیگا۔ اور چاند روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گرینگے۔ اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا اور اس وقت زمین کے سارے فرقے چھاتی پیٹیں گے"۔

۲ پطرس ۳ : ۱۰ سے ۱۳ "اس دن آسمان شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور عناصر حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اُس کی چیزیں جل جائیں گی"۔

۴ آیت میں جو گابھن اونٹنی کے چھوڑے جانے کا ذکر ہے وہ خاص عربوں کی حالت پر صادق آتا ہے۔ اُس دن ایسی حالت ہوگی۔ کہ عرب گابھن اونٹنی کی پروا نہ کرینگے جیسے وہ پہلے بہت عزیز رکھتے تھے۔ ایسا ہی آیت ۸ کا خاص تعلق عربوں سے ہے جو اپنی دختروں کو بچپن ہی میں مار ڈالا کرتے تھے۔ قیامت کے دن وہ بھی اُٹھ کر اپنے قاتلوں پر نالش کرینگی۔

۵۔ جنگلی چوپائے یا تو کسی بھونچال و خطرے کے باعث جمع ہو جاتے ہیں یا نئے آسمان و زمین میں وہ اکٹھے ہونگے۔ ان کی جدائی۔ وحشت اور دشمنی جاتی رہے گی۔ جیساکہ یسعیاہ نبی نے بیان کیا۔ "بھیڑیا اور بھیڑ ایک ساتھ چرینگے۔ شیر ببر بیل کی مانند گھاس کھائیگا" (۶۵ : ۲۵) "اُس وقت بھیڑیا بکرے کے ساتھ رہے گا۔ اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھے گا۔ اور بچھیا۔ اور شیر کا بچہ اور پالا ہُوا بیل مل جلے رہیں گے۔ (یسعیاہ ۱۱ : ۶)۔ ایک دوسرے موقع پر پرندوں کے جمع ہونے کا ذکر ہے جو دنیا کے آخر میں ہوگا "ایک فرشتے نے بڑی آواز سے چلا کر آسمان کے سارے اڑنے والے پرندوں سے کہا کہ آؤ خدا کی بڑی ضیافت میں شریک ہونے کے لئے جمع ہو جاؤ تاکہ تم بادشاہوں کا گوشت اور فوجی سرداروں کا گوشت اور زور آوروں کا گوشت اور گھوڑوں ۔ ۔ ۔ کا گوشت کھاؤ"۔ (مکاشفہ ۱۹ : ۱۷ و ۱۸)

۱۰۔ کتابیں یا ورق کھولنے کا ذکر بھی کئی بار آیا ہے جن پر ان کے اعمال لکھے ہیں "پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور کتابیں کھولی گئیں . . . . اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہُوا تھا اُن کے اعمال کے مطابق مُردوں کا انصاف کیا گیا اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دیدیا۔ اور موت اور عالم ارواح نے اپنے اندر کے مُردوں کو دیدیا اور ان میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے"۔ مکاشفہ ۲۰ : ۱۱ سے ۱۵)

۱۲- جہنم دھکایا جائے۔ اب تک نہ دوزخ کی ضرورت ہے۔ نہ بہشت کی ضرورت اس وقت ظاہر ہوگی۔ جب یوم الحساب کے بعد سب کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ بائبل میں جہنم کی نار کو آگ کی جھیل سے تشبیہ دی ہے۔ مثلاً" ان کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جائیگا" پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے" جس کسی کا نام کتاب حیات میں لکھا ہوا نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔ مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سارے جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے"! مکاشفہ ۲۰: ۱۰ اور ۱۳ اور ۱۵ مکاشفہ ۲۰:۱۹)

۱۳- بہشت قریب لائی جائے۔ مقابلہ کرو۔ مکاشفہ ۲۱: ا سے ۴ جہاں لکھا ہے" میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی اور سمندر بھی نہ رہا۔ پھر میں نے شہر مقدس نئے یروسلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بہشت یا جنت کے مختلف نام آئے ہیں۔ اور ان سے بعضوں نے بہشت کے مختلف درجے یا طبقے مراد لئے ہیں۔ مثلاً (۱) جنت الخلد (سورہ فرقان ۲۵: ۱۶) ابدی باغ۔

(۲) دارالسلام (سورہ انعام ۶: ۱۲۷) سلامتی کا گھر۔

(۳) دارالقرار (سورہ مومن ۴۰: ۴۲) قائم رہنے والا گھر۔

(۴) جنت العدن (سورہ برا ۹: ۷۳) عدن کے باغ۔

(۵) جنت الماویٰ (سورہ سجدہ ۳۲: ۱۹) پناہ کا گھر۔

(۶) جنت النعیم (سورہ مائدہ ۵: ۷۰) خوشی کا گھر۔

(۷) علیون (سورۃ تطفیف ۸۳: ۱۸

(۸) جنت الفردوس (سورہ کہف ۱۸: ۱۰۷) فردوس کے باغ۔

کتاب مشکوۃ میں یہ سات نام بہشت کے سات دروازے ہیں۔ وہاں کی نعمتوں کا ذکر بار بار قرآن میں آیا ہے۔ مثلاً سورہ انسان ۷۶: ۱۲ سے ۲۲

سورہ واقعہ ۵۶: ۱۲ سے ۳۹

سورہ رحمٰن ۵۵: ۵۴ سے ۵۶

سورہ محمد ۴۷: ۱۶ اور ۱۷

مفصل بیان کتاب مشکوٰۃ کی کتاب ۲۳ کے تیرھویں باب میں ملتا ہے۔

۱۵ سے ۱۸ تک قسموں کا ذکر ہے (ا) اُلٹے پیچھے ہٹنے والوں سے عموماً سیارے مراد ہیں یا عام ستارے۔ ان کی قسم خدا نے کھائی (ب) رات کے پچھلے پہر کی قسم جب صبح نمودار ہونے کو ہو۔ اِن قسموں کے ذریعہ خدا یقین دلانا چاہتا ہے کہ یہ قول رسول کریم کا ہے۔

۱۹ سے ۲۱ تک میں مفسرانِ قرآن رسول کریم سے جبرئیل مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک ۲۳ آیت میں جبرئیل کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن بعضوں نے اس سے محمد صاحب مراد لی۔ چونکہ یہ جملہ "رسول کریم" ایک ہی دفعہ قرآن میں آیا ہے اس لیئے اس کے معنی دریافت کرنے میں اٹکل سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ قرآن کو محمد صاحب کا قول ٹھیرانا مخالفان اسلام کی حمایت کرنا ہے۔ جو کہا کرتے ہیں کہ قرآن محمد صاحب کی تصنیف ہے جہاں تک ہمارا قیاس گزرتا ہے۔ یہاں اُسی قسم کی رویت کا ذکر ہے۔ جو یشوع نے دیکھی۔ "اُس نے آنکھ اوپر کی اور دیکھا اور کیا دیکھا۔ کہ اس کے مقابل ایک شخص تلوار ہاتھ میں کھینچے ہوئے کھڑا ہے" یہ اپنے تئیں "خداوند کے لشکر کا سردار" کہتا ہے اور دوسرے مقاموں میں یہی خداوند کا فرشتہ کہلاتا ہے۔ جو حضرت ابراہیم اور دیگر بزرگوں پر ظاہر ہوا۔ یہی فرشتہ حضرت داؤد کو دکھائی دیا (۲ سموئیل ۲۴: ۱۶ سے ۱۸) اور یہی فرشتہ آسمان میں حضرت یوحنّا کو نظر آیا اور ان تینوں مقاموں سے اس کی قوت و اختیار کا پتہ لگتا ہے اور یہ لقب اس کے شایاں ہے۔ "وہ عرش پر بیٹھنے والے کے نزدیک صاحب قوت ہے۔ لوقا کی انجیل ۱: ۱۹ میں حضرت جبرئیل کی یہی تعریف آئی ہے" میں جبرئیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں" حضرت دانیال پر یہی فرشتہ ظاہر ہوا جس نے الہٰی رویت کا مطلب سمجھایا۔ اور بتایا (دانیال ۸: ۱۶) یہ نام جبرئیل صرف دو دفعہ قرآن میں آیا ہے۔ پہلے سورہ بقر ۲: ۹۱ میں جہاں اُس نے پہلی کتب سماوی کی تصدیق کی۔ دوم سورہ تحریم ۶۶: ۴ میں جہاں لکھا ہے کہ خدا اُس کا محافظ ہے اور جبرئیل۔ اِن دو مقاموں کے علاوہ سورہ بقر ۲: ۸۱ و ۲۵۴ اور سورہ ۵: ۱۰۹: سورہ ۱۶: ۱۰۴ میں جہاں روح القدس کا ذکر ہے وہاں بھی مفسرین جبرائیل ہی مراد لیتے ہیں اور سورہ ۲۶: ۱۹۳ میں رُوح الامین سے بھی جبرئیل ہی سمجھا گیا۔ پہلے پہل جب جبرئیل محمد صاحب کو دکھائی دیا تو وہ غار حرا میں تھا۔ جب پہلی سورۃ محمد صاحب کو دی گئی۔ مفسروں کا خیال ہے کہ جب قرآن محمد صاحب پر نازل ہوا تو یہودیوں نے اُن سے دریافت کیا۔ کہ کونسے فرشتے کی معرفت ان کو قرآن ملا۔ محمد صاحب نے جواب دیا۔ کہ جبرئیل فرشتے کی معرفت۔ اِس پر یہودیوں نے کہا کہ وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اگر میکائل کی معرفت ملتا تو ہم قبول کر لیتے۔

یہ بھی قابل غور ہے کہ جن سورتوں میں صاف جبرئیل کا ذکر آیا ہے وہ مدنی سورتیں ہیں۔ مسلمانوں کی کتابوں میں جبرئیل کے یہ نام مشہور ہیں۔ روح الاعظم۔ روح المکرم۔ روح الالقا۔ روح القدس

اور روح الامین ۔

لفظ جبرئیل کے معنی عبرانی زبان کے مطابق جہاں سے یہ نام آیا ہے ۔ مردِ خدا یا خدا کا پہلوان ہیں ۔ درحقیقت فرشتے روحیں ہی ہیں ۔ اور از روئے اسلام حسب پیغام وہ صورت اختیار کر لیتے ہیں ۔

(۲۴) وَہ ۔ یعنی محمد صاحب

کنجوس یا بخیل ۔ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ عربی میں ضنین ہے ۔ لیکن جلالین اور بیضاوی نے اسے ظنین بھی کہا جو ایک قرأت تھی ۔ اُس کے معنی ہونگے شک کرنے والا ۔ یعنی محمد صاحب نے جو روبائے آسمانی دیکھی اُس پر وہ شک نہیں کرتے ۔

۲۵ ۔ غالباً اِس آیت میں ایسے لوگوں کے اعتراض کی تردید ہے جو قرآن کو القائے شیطانی کہتے تھے اور آج کل بھی مولوی عبداللہ چکڑالوی نے قرآن میں القائے شیطانی کو مانا ۔ اسی قسم کے اعتراض و الزام حضرت یحییٰ اور حضرت عیسےٰ پر یہود نے لگائے (متی ۱۱ : ۱۸ اور لوقا ۷ : ۳۳ و یوحنا ۷ : ۲۰ و ۸ : ۴۸ متی ۲ : ۲۴)

۲۷ ۔ آیت میں جو بیان ہے کہ قرآن عالموں کے واسطے ایک نصیحت ہے لیکن اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو سیدھی راہ اختیار کرتے ہیں ۔ یہی وہ راہ ہے جس کے لئے دعا کرنے کی ہدایت سورہ الحمد میں ہوئی ۔

۲۹ ۔ تم نہیں چاہتے ۔ یہ جملہ خداوند مسیح کے اُس جملہ کو یاد دلاتا ہے جو متی ۲۳ : ۳۷ میں مندرج ہے " کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کرتی ہے ۔ اُسی طرح تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا ۔

پھر اس آیت کے دوسرے حصے میں ایک دوسرا پہلو بھی دکھایا ہے کہ نیکی کا ارادہ خدا کی طرف سے آتا ہے ۔ چنانچہ یہ دونو پہلو یعنی آزاد مرضی اور الٰہی حکمران مرضی انجیل میں بھی دکھائے گئے ہیں ۔ اور دونو درست ہیں " اگر کسی کی مرضی ہو کہ اُس کی مرضی پر چلے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائیگا ۔ کہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں " (یوحنا ۷ : ۱۷) " جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو ۔۔۔ پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے " (فلپیوں ۲ : ۱۳) ۔ ایسے لوگوں کی نسبت کیا خوب فرمایا " تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے ۔ کیونکر ایمان لا سکتے ہو (یوحنا ۵ : ۴۴)

۸- سورۃ الاعلیٰ

مکی — سورہ ۸۷

جمہور اس کو مکیہ مانتے ہیں. اگرچہ ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ جب محمد صاحب مدینہ میں تشریف لے گئے. تو اہل مدینہ نے نہایت خوشی منائی اس وقت محمد صاحب نے یہ سورۃ مع دیگر چند سورتوں کے پڑھی۔ (تفسیر اتقان فصل اول) حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ سورہ نازل ہوئی اُس وقت رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ ساری سورۃ ابراہیم اور موسےٰ کے صحیفوں میں موجود ہے۔ اور فربا بی کہتا ہے. کہ اس سے وہ چند آئتیں مراد ہیں جو اس سے قبل ہیں یعنی سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ سے لے کر اَبقیٰ تک (سورہ اتقان اردو ترجمہ جلد اول صفحہ ۱۰۲) اسے ۱۵ تک میں خدا محمد صاحب سے مخاطب ہے لیکن ۱۶، ۱۷ آیات میں مشرکوں سے خطاب ہے۔

اسے ۱۳ تک میں محمد صاحب کو حکم ہے کہ وہ خدا کے بزرگ نام کی تسبیح یا تمجید کریں اور پھر اُس خدا کی خوبیوں کا بیان ہے. جس کی تمجید کرنے کا حکم ہے۔

یہاں یہ ذکر نہیں کہ کیا تسبیح کریں. کس طرح سے اور کن الفاظ سے تسبیح کریں۔ اس کے لئے بھی ہمیں بائیبل سے مدد لینی پڑتی ہے. وہاں زبور کی کتاب میں چند خاص مزامیر ہیں جو خدا کی تعریف و تمجید کے مزامیر ہیں اور وہ ہلیل کہلاتے ہیں یعنی تعریف کے مزامیر. ہیکل کی عبادت میں وہ گیت گائے جاتے تھے. خداوند مسیح کی زندگی کے آخری حصے میں مذکور ہے کہ خداوند مسیح اور اُن کے حواری تعریف کے زبور گاتے رہے بلکہ صلیب پر بھی خداوند مسیح کی زبان پر ۲۲ زبور کے الفاظ تھے ر ایلی ایلی لما سبقتانی) جیسا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں محمد صاحب راہبانہ زندگی کے بڑے مداح تھے اور خود عبادت میں اُسی طریقہ پر کاربند تھے اور ان راہبوں کی عبادت میں زبوروں کو بڑا دخل تھا۔ اس لئے غالباً خدا نے اُن کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی ان مزامیر کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کریں۔ لیکن چونکہ وہ اُمّی تھے اس لئے خدا نے ذمہ لیا کہ وہ خود پڑھا دینگے اور حفظ کرا دینگے اس لئے وہ کسی طرح کا اندیشہ نہ کریں اور ان کے پڑھنے کا طریقہ بھی بتا دیا کہ وہ چاہے بلند آواز سے پڑھیں چاہے دھیمی آواز سے اس میں خدا کو کچھ مضائقہ نہیں اور آخری آیت میں یہ تصدیق بھی کر دی کہ یہ تمجیدیں اور یہ تعلیمیں صحف ابراہیم و موسیٰ میں مندرج ہیں۔ اس میں خدا نے ان کو یہ بھی ہدایت کی کہ ضرور نہیں کہ وہ زبور یا حمدیں لفظ بہ لفظ اور

کل کی کل حفظ کر لی جائیں بلکہ حسب ہدایت الٰہی اُن میں سے بعض حصے چھوڑ سکتے ہیں۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا کا خوف دانائی کا شروع ہے اس لئے جو خوف خدا رکھتے ہیں ان کو یہ تعلیم حاصل کرنا مشکل نہیں لیکن جس کے دل میں یہ خوف نہیں ان کو سمجھانا یا ہدایت کرنا بے سود ہے۔ پہلے زبور میں راستباز اور خوف خدا رکھنے والوں کی یہ تعریف آئی ہے کہ وہ "خدا کی شریعت میں مسرور اور رات دن اس کی شریعت کے دھیان میں لگے رہتے ہیں۔ مگر شریر بھوسے کی طرح بھسم ہو جائیں گے۔

افسوس ہے کہ اہل اسلام نے زبور شریف کا مطالعہ نظر انداز کر رکھا ہے خدا کی تسبیح و تمجید کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا وسیلہ نہیں۔

۱۲ آیت میں ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ میں گنہگاروں کو نہ تو زندگی ملے گی۔ کیونکہ وہ راستبازوں کا حصّہ ہے اور نہ وہ فوراً بھسم ہو کر خاک سیاہ ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید یہ خیال ہے کہ شریر کچھ عرصہ عذاب پا کر نیست و نابود ہونگے۔ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ عذاب میں رہیں گے۔ لیکن ان کی زندگی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں کیونکہ وہاں وہ زندگی کے لوازمات سے محروم ہوگی

۱۴ آیت میں بھی وہی عام تعلیم ہے۔ جو سب کتب سماوی میں پائی جاتی ہے کہ پاک لوگ جو خدا کا نام لیتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ آخرت میں ابدی اجر پائیں گے۔

۱۵ آیت میں خدا منکروں سے مخاطب ہے۔ جو صرف دنیا کی زندگی کو ہی پسند کرتے اور عاقبت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اِس آیت کو ہم محمد صاحب سے منسوب نہیں کر سکتے۔

۱۷ و ۱۸ یہ اصول تعلیم وہی ہے جو پہلی کتب سماوی میں آچکی ہے یہاں عربوں کے لئے دھرائی گئی ہے۔

۹۔ سورۃ اللیل

مکی (سورۃ ۹۲)

اِس سورہ کے نزول کا موقعہ تو ٹھیک معلوم نہیں۔ البتہ یہ مانا گیا ہے کہ یہ مکی سورہ ہے جو پہلے ایام میں نازل ہوئی۔ بعض راویوں نے یہ قصّہ اس کی شان نزول میں بیان کیا ہے۔ کہتے

ہیں۔ کہ روسار مکہ میں دو ہی شخص بڑے مالدار تھے ایک تو ابو بکر اور دوسرا اُمیہ۔ مگر ابو بکر مسلمان اور اُمیہ کافر و بخیل تھا۔ اور بلال جو محمد صاحب کا موذن بن گیا۔ وہ پہلے اُمیہ کا غلام تھا۔ بلال کے مسلمان ہونے کے باعث اُمیہ اسے بہت ایذا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد اور اس کے دین کی توہین کر۔ جب وہ ایسا نہ کرتا تو مختلف قسم کی ایذائیں خود بھی دیتا اور اپنے دیگر لونڈی غلاموں سے دلواتا۔ جب ابو بکر کو اس امر کی خبر ملی تو اُسے سخت رنج ہوا اور امیہ سے اُس کے منہ مانگے دام دے کر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ابو بکر کی شان میں یہ سورہ نازل ہوئی :۔

خود سورہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عام بیان ہے رات و دن اور نر و مادہ کی پیدائش کا عام ذکر ہے اور یہ بھی کہ جو لوگ خدا کی راہ میں دیتے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انکو خدا جزائے خیر دیتا ہے اور جو لوگ زر دوست اور کنجوس ہیں اور سچ کو جھٹلاتے ہیں خدا ان کو سزا دیتا ہے۔

۱۔ رات کو مقدم رکھا۔ کیونکہ شروع میں اندھیرا تھا۔ اور خدا نے اندھیرے میں سے اُجالا نکالا۔ اس لئے کتاب مقدس میں شام و صبح پہلا دن کہلایا۔ اہل یہود اب بھی دن کو اُس کی ماقبل شام سے شمار کرتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی یہی خیال ہے۔ چنانچہ لفظ جمعرات اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ روز جمعہ کی رات ہے۔

۳۔ "نر و مادہ پیدا کئے" یہ بھی پیدائش کی کتاب کے مطابق ہے کہ "نر و ناری ان کو پیدا کیا (پیدائش ۱: ۲۷) مقابلہ کرو یعقوب ۱: ۲۷ "ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مصیبت کے وقت اُن کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دنیا سے بیداغ رکھیں" خداوند مسیح نے تنگ اور چوڑے دروازوں) کا مقابلہ اس طرح سے کیا تھا" تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں۔ کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے۔ جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اس کے پانے والے تھوڑے ہیں (متی ۷: ۱۳ و ۱۴)

۱۹۔ "رب کی خوشنودی" یہاں عربی میں وہی لفظ ہے جس کا ترجمہ منہ (وجہ) کیا جاتا ہے اور یہ عبرانی محاورہ ہے اور بار بار بائبل میں آیا ہے کہ "خدا کے چہرے کو ڈھونڈو" زبور ۳۱: ۱۶ و ۸۰: ۷ و ۴۵: ۱۲ و ۱۱۹: ۵۸۔

البتہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں رات سے بے ایمانی کی رات مراد لی اور دن سے

ایمان کا نور۔

۱۰۔ سورۃ الفجر

مکی (سورۃ ۸۹)

سورہ لیل کے بعد سورہ فجر کا آنا قدرتی امر ہے۔ اِن دونو کے ذریعہ خدا کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ ۳ و ۴ مزامیر میں بھی یہی تعلق ہے۔ ان میں سے ایک رات کا مزمور ہے اور ایک صبح کا۔ اِن دو سورتوں کے ساتھ اُن دو مزامیر کو پڑھنا مناسب ہوگا۔ غالباً ایک سورہ رات کے وقت نازل ہوئی اور ایک فجر کے وقت۔

۱۔ فجر کی مختلف تاویلیں مسلمانوں نے کی ہیں۔ مثلاً (۱) جو دوستوں کی مناجات کا وقت ہے (۲) نمازِ فجر کی قسم (۳) محرم کا پہلا روز کہ اس سے سال شروع ہوتا ہے (۴) یا جمعہ کی فجر (۵) یا ذی الحج کا پہلا روزہ (۶) روزِ عرفہ کی صبح جب حاجیوں کی دعا قبول ہوتی ہے (۷) یا بقر عید کی صبح جو قربانی کا روز ہے (۸) قیامت کی صبح وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہمارے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ حضرت داؤد کی طرح محمد صاحب بھی جب ستاروں بھری رات کو اور صبح صادق کے وقت سورج کے نکلنے کے وقت عبادت میں مشغول ہوتے تو خدا کی قدرتوں کا عجب مکاشفہ ملتا اور قدرتوں کے نظاروں کو دیکھ کر جو سرور اُن کو حاصل ہوتا ہوگا۔ اُس وقت یہ سورتیں ان کے دل پر نازل ہوئی ہونگی۔

۲۔ دس راتوں کی۔ یہودیوں میں ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کفارہ کا دن تھا۔ جب ساری قوم روزہ رکھتی اور ساری قوم کے گناہوں کی معافی کی خاطر قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ جہاں سے عاشورہ روز ابتدائے اسلام میں مانا گیا۔ مہینے کے پہلے دس دن تیاری کے دِن تھے۔ اس لئے اُن میں بھی بعض لوگ روزہ رکھتے تھے۔ یہودی مذہب میں یہ دن آرام کا سبت تھا (احبار ۱۶: ۲۹ سے ۳۱)۔ البتہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے چند ایک قیاس دوڑائے مثلاً (۱) ذی الحج کا پہلا عشرہ (۲) محرم کا پہلا عشرہ (۳) رمضان کا اخیر عشرہ جس میں شب قدر آتی ہے (۴) شعبان کا بیچ والا عشرہ کہ اُس میں شب برات آتی ہے۔

۳۔ جفت اور طاق کی۔ اِس سے بعض مفسروں نے وہ تضاد و مخالفت مراد لی ہے جو مخلوقوں کے اوصاف میں ہوتی ہے۔ مثلاً عزت و ذلت۔ قدرت و عاجزی وغیرہ لیکن وِتر یا طاق

سے صفات الہی کا انفراد سمجھا گیا۔ جس میں عزت بے ذلت اور قدرت بے عجز ہے۔ الغرض طرح طرح کے معنی لئے گئے ہیں مثلاً جفت طاق سے عناصر اور افلاک مراد ہے (۲) برج اور سیر کرنے والے ستارے (۳) نماز فجر (۴) نماز مغرب (۵) جنت کے درجے یا دوزخ کے درجے (۶) بقرعید یا عرفہ کا دن (۷) مکہ و مدینہ کی دو مسجدیں (۸) صفا اور مروہ کی دو پہاڑیاں (۹) مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام

مگر ہمارے خیال میں محمد صاحب نے کائنات عالم میں بوقلمی اور رنگا رنگی اختلاف و تضاد کا مشاہدہ کیا اور اس بوقلمی میں خدا کی صفت کا مشاہدہ کیا۔ کیونکہ رات و دن سیاہ و سفید زندگی و موت کا نظارہ خدا کی قدرت کو ظاہر کرتے اور کائنات کی خوبصورتی کا باعث ہیں۔ انگریزی میں ایک مثل ہے variety is beauty کا جس کا یہ ترجمہ ہے" اختلاف خوبصورتی ہے"

۴۔ رات کی جب گذرنے لگے۔ یہاں بھی مختلف تاویلیں ہیں۔ (۱) شب قدر (۲) شب مزدلفہ لیکن ہمارے خیال میں عام رات کا ذکر ہے۔ رات کا گزرنا اور دن کا چڑھنا روزمرہ کا مشاہدہ ہے

۴۔ قدرت کے یہ نظارے عقلمندوں کی عبرت و نصیحت کے لئے ایک بھاری قسم کا حکم رکھتے ہیں۔ اس لئے ان مختلف نظاروں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کی قسم کھائی جاتی ہے کہ ان کا مشاہدہ کرنے سے ضرور عرفان الہی حاصل ہوگا۔ لیکن جو لوگ خدا کی ان صنعتوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے وہ عذاب الہی میں گرفتار ہونگے۔ آگے چل کر ماضی کی تاریخ سے مثالیں پیش کی گئیں۔

۷۔ عاد۔ اسلامی روایات کے مطابق اس قوم کے دو حصے تھے۔ ایک عاد اولیٰ کہلاتے اور ایک عاد اونیٰ عاد اونی کو عاد بن ارم بھی کہتے تھے۔ اور ارم ان کے جد امجد کا نام ہے اس واسطے کہ عاد اموص کا بیٹا تھا اور وہ ارم کا اور وہ سام بن نوح کا۔ البتہ بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ارم ان کے شہر کا نام ہے اس لئے وہ اہل ارم ہونگے۔

بڑے قد آور۔ یا بڑے خیموں والے۔ یہ ان عادیوں کی کیفیت تھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ارم تو عادیوں کا شہر تھا۔ اور ذات العماد اس شہر کی صفت ہے یعنی ایسا شہر جس کے مکانات بڑے بلند تھے۔ جس کی مثال تمام شہروں میں نہیں۔ اس کی تشریح میں یہ قصہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن قلابہ کھوئے ہوئے اونٹ کو صحرائے عدن میں ڈھونڈتے پھرتے تھے کہ ایک بیابان میں ایک شہر کے اندر پہنچے شہر پناہ بہت مستحکم اونچے محل بکثرت۔ عبد اللہ یہ امید کر کے شہر پناہ کے دروازے پر آئے کہ کسی کو دیکھے اور اس سے اپنے اونٹ کے بارے میں دریافت کرے۔ دروازے پر پہنچکر پھاٹک کی جوڑی میں قیمتی جواہر جڑے دیکھے لیکن حیران

ہوئے کہ وہاں نہ آدم اور آدم کی ذات تھی۔ شہر سنسان پڑا تھا۔ لیکن عالیشان مکانات تھے جس کے ستون یاقوت و زمرد کے بنے تھے۔ دیواروں میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی۔ تمام دیواریں سونے چاندی کی تھیں۔ صحنوں میں سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی لگے تھے۔ ہر محل کے گرد نہریں جاری تھیں۔ درختوں کے تنے سونے کے۔ پتے زمرد کے۔ کلیاں چاندی کی۔ عبداللہ نے خدا کی قدرت کا یہ نظارہ دیکھ کر کہا۔ کہ یہ وہی جنت تھا جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا۔ پس تھوڑے جواہر وہاں سے اٹھا لائے اور یمن میں لوگوں کو وہ جواہر انہوں نے دکھائے۔ کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور ہوتے ہوتے معاویہ کے گوش گزار ہوا۔ انہوں نے عبداللہ کو بلا کر ان کی زبان سے یہ سارا قصہ سُنا۔ معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر دریافت کیا۔ کہ کوئی ایسا شہر موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ایک ایسے شہر کا ذکر قرآن میں آیا ہے کہ دنیا کے شہروں میں کوئی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اُسے شداد بن عاد نے بنایا تھا۔ وہ بادشاہ عظیم القدر تھا۔ اُس کی عمر نو سو برس کی ہوئی۔ اِس شہر ارم کے بنانے میں تین سو سال لگے۔ جب وہ تیار ہوا تو شداد اپنے اُمرا و وزرا اور لاؤلشکر کو لیکر اُس کی سیر کو چلا۔ جب ایک رات کا سفر باقی رہا۔ تو خدا تعالےٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے آکر ایسی سخت آواز سے چیخ ماری کہ سب کے سب مر گئے۔ اور وہ شہر لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا۔

اس قوم اور ان کے نبی حضرت ہود کا مفصل ذکر سورہ ۷: ۶۳ سے ۷۰ تک ہوا ہے۔ اور پھر سورۃ ۱۱: ۵۲ سے ۶۳ تک میں۔ اور سورہ ۲۶: ۱۲۳ سے ۱۳۹ تک

اس بیان کے ساتھ مکاشفہ ۲۱: ۹ سے ۲۶ کا مقابلہ کریں اسی قسم کے شہر کا وہاں ذکر ہے۔ جو حقیقی جنت ہے۔

بائیبل میں کسی ایسے نبی کا ذکر نہیں جو ہود کہلاتا ہو۔ ایک اہود نامی قاضی کا ذکر ہے جس نے موآب کے بادشاہ سے بنی اسرائیل کو رہائی دی (قاضیوں ۳: ۱۲ سے ۲۸)

۸۔ ثمود۔ یہ دوسری مثال ہے۔ یہ لوگ وادی قری میں اپنے مکان بنانے کے لئے پہاڑ کاٹتے تھے ؛

فرعون ذی الاوتاد۔ جو میخیں رکھتا تھا۔ یا بہت لشکروں والا۔ جو لوگ میخیں ترجمہ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لوگ اُس کے سامنے میخوں سے کھیل کیا کرتے تھے۔ یا وہ لوگوں کو میخا کر کے سزا دیا کرتا تھا۔

یہ تینوں مثالیں ایسے لوگوں کی ہیں جو خدا سے منکر رہے اور جہالت و شرارت میں حد سے بڑھ گئے۔ ان سب پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ چونکہ عرب کوڑے کی مار کو سب عذابوں میں سخت جانتے تھے۔ اس لئے ہر طرح کے عذاب کو سوط یا کوڑا ہی کہا کرتے تھے۔

۱۳۔ نافرمانوں کی تاک میں ہے جیسے شکاری گھات میں بیٹھ کر تاکتا رہتا ہے

۱۴ سے۔ دو طرح کی آزمائیشوں کا ذکر ہے۔ خدا کبھی مال و عزت دیکر کسی کو آزماتا ہے اور کسی کو افلاس اور ذلت دے کر آزماتا ہے۔

۲۲۔ زمین مارے دھکوں کے۔ یہاں عذاب قیامت کا بیان ہے کہ زمین پاش پاش ہو جائے گی۔ اور فرشتے صف بستہ حاضر ہونگے۔ بائیبل میں ذکر ہے کہ دنیا کے آخر میں ایک سخت بھونچال آئے گا۔ (مکاشفہ ۶: ۱۲ سے ۱۷ و ۱۱: ۱۳۔ ذکریا ۱۴: ۵) دخرقیل

جہنم حاضر کی جائے گی۔ مسلمانوں میں اس کے متعلق کئی روائیتیں ہیں۔ بعضوں میں لکھا ہے۔ کہ ستر ہزار لگامیں جہنم پر چڑھی ہونگی۔ اور ستر ستر ہزار فرشتے ہر لگام کو پکڑے ہوئے کھینچتے ہونگے اور دوزخ کافروں پر غصہ میں جوش خروش کرتی ہوگی۔ یہاں تک کہ میدان حشر میں لائیں گے۔ اور عرش کے بائیں پر رکھیں گے۔ اس وقت سب لوگ نبی و مرسل بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ محمد صاحب کہتے ہونگے امتی امتی۔ اور جہنم کہتا ہوگا۔ آپ کو مجھ سے اور مجھ کو آپ سے کیا کام۔

۱۸۔ بلکہ تم یتیم کی خاطرداری نہیں کرتے۔ محمد صاحب خود بھی یتیم تھے۔

محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ عرب لوگ عورتوں اور بچوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور ان کا حق کھا لیتے تھے۔

۲۷۔ کہتے ہیں۔ کہ مدینہ میں صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا پانی میٹھا تھا اور وہ مسلمانوں کے قبضے سے باہر تھا۔ ایک مرتبہ محمد صاحب نے صحابہ سے کہا کہ میرے ہمراہیوں میں کسی کو اتنی ہمت ہے۔ کہ وہ اس کنوئیں کو خرید کر تمام آدمیوں کے لئے وقف کر دے۔ کہ جس کا جی چاہے اس کا شیریں پانی مفت پیئے۔ یہ سن کر عثمان کھڑے ہو گئے۔ کہ میں اسے وقف کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت عثمان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مکی

۱۱- سورۃ الضحیٰ

(سورہ ۹۳)

اس سورہ کے شان نزول کے بارے میں اکثر مفسروں نے یہ بیان کیا ہے کہ وحی کے آنے میں کچھ توقف ہو گیا۔ اور مشرکین عرب محمد صاحب کو طعنہ دینے لگے کہ خدا نے اُسے ترک کر دیا ہے۔ اس لئے خدا اب قسمیں کھا کر یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ میں نے محمد صاحب کو ترک نہیں کیا۔ لیکن کتاب مقدس پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب خدا کے نیک بندوں پر کوئی مصیبت یا بیماری آتی ہے۔ تو ان کے دشمن یہی الزام اُن پر لگایا کرتے تھے کہ خدا نے اُن کو ترک کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤد نے اپنے دشمنوں کے بارے میں یہی شکایت کی۔ "وہ کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اُسے ترک کیا ہے" (زبور ۷۱: ۱۰) اور کبھی راستباز اپنی بیکسی کی حالت میں خدا سے یہی فریاد کرتے ہیں۔ کہ "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ (زبور ۲۲: ۱) خداوند مسیح نے صلیب پر اسی آیت کو اپنی زبان مبارک سے نکالا۔ کیونکہ اسی ۲۲ مزمور میں راستباز شخص کے دُکھوں کا ذکر ہے۔ ایسی ہی حالت کسی وقت محمد صاحب پر طاری ہوئی ہو گی۔ جس کی وجہ سے ان کے دشمن بھی الزام اُن پر لگانے لگے کہ خدا نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ یا وحی کے التوا کے باعث خود محمد صاحب کو اسی قسم کا شبہ گزرا۔ اُس شُبہ کو رفع کرنے کے لئے یہ آیت اُن کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ کہ "میرا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا اور نہ ناخوش ہُوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب رات بھر دعا کرتے رہے اور صبح کو خدا کی طرف سے یہ تسلی بخش کلمات سُنے۔ البتہ آیت ۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیوی مال و دولت کی تنگی کی شکایت ہوئی۔ جس کی وجہ سے کہا گیا۔ "آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے اور آیت ۵ میں یہ ظاہر کیا کہ دنیاوی مال و دولت بھی ملے گا۔ مت گھبرا اور ان کو ان کی حالت یاد دلائی۔ کہ جب تمہارے والدین کوچ کر گئے تو ہم نے تمہاری پرورش کا انتظام کیا۔ اور جب تم یتیم رہ گئے تو ہم نے تمہاری حفاظت کا انتظام کیا۔ پس جب ایسی حالتوں میں خدا نے تمہاری مدد کی۔ تو اب تم کیوں گھبراتے ہو اور سمجھتے ہو کہ خدا نے تمہیں چھوڑ دیا۔ ایسے موقعوں کے لئے خداوند مسیح کی تعلیم یہ تھی "میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اپنی جان کا فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے اور نہ اپنے بدن کا کہ کیا پہنیں گے" (متی ۶: ۲۵)

محمد صاحب کو اُن کی پہلی حالت یاد دلا کر دو نصیحتیں کیں۔ تم یتیم تھے۔ اور میں نے تمہاری

خبر گیری کی۔ اس لئے تم نے یتیم کی طرف سے لاپروا نہ ہونا۔ تم محتاج اور سائل تھے۔ اس لئے کسی سائل کو نامراد واپس نہ بھیجنا۔ اسی قسم کی نصیحت خدا نے حضرت موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو دی تھی۔ کہ وہ مصر میں غلام اور مسافر تھے۔ اس لئے غلام و مسافر کی خاطر داری ان کا فرض تھا۔

آخر میں یہ تاکید کی کہ خدا نے جو نیک سلوک تم سے کیا۔ اس کے لئے شکر کرتے رہو اور اس کے احسانات کا تذکرہ کیا کرو۔

۱۲۔ سورہ الم نشرح

سورہ مکی (سورہ ۹۴)

۹۳۔ سورہ کی طرح اس سورہ میں بھی محمد صاحب کی ماضی زندگی زیر نظر ہے کہ خدا نے کیا کچھ محمد صاحب کے لئے کیا تھا۔ سورہ ۹۳ میں یہ ذکر آچکا ہے۔ کہ تو یتیم و بے سروسامان تھا۔ ہم نے تجھے حضرت خدیجہ کے ذریعہ صاحب مال و دولت وعزت بنا دیا۔ تو بھٹکا ہوا تھا۔ یعنی مشرکوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے۔ اور ہم نے راہ راست کی طرف تیری ہدایت کی۔ اسی طرح اس ۹۴ سورہ میں ہے۔ کہ ہم نے تیرا سینہ فراخ کیا۔ یعنی تجھے کشادہ دل بنایا۔ تیرے پچھلے تعصبات اور تنگ دلی کو دور کیا۔ بعض احادیث نے اس آیت کی تشریح یں بیان کیا ہے۔ کہ چند بار جبرائیل فرشتے نے انکے سینہ کو چاک کر کے اس سیاہ نقطہ کو جو از جانب شیطان تھا۔ نکال ڈالا۔ اور دل کو پاک صاف کر کے پھر بند کیا۔ لیکن پہلی تفسیر زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور دیگر بعض مفسروں نے یہی معنے لئے ہیں۔ اگرچہ عام طور پر سینہ چاک کرنے کی احادیث کو لوگوں نے مانا ہے۔ بعضوں نے اِس سے کشف اسرار الٰہی مراد لیا ہے۔

۲ و ۳۔ بوجھ تم ۔۔۔۔ یہ کونسا بوجھ تھا۔ سرسری نظر سے یہی معلوم ہوتا۔ کہ محمد صاحب کے افلاس وغربت کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے فکر میں انسان کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن خدا نے خدیجہ کے ذریعہ یہ بوجھ بھی ان کے سر سے اتار دیا۔

"آوازہ بلند کیا" یعنی اب شہرت حاصل ہوئی اُمرائے ملک میں شمار ہونے لگے اور یہ مثل اُن پر صادق آئی۔ کہ مشکل کے بعد کشادگی اور تنگی کے بعد فارغ البالی ملتی ہے۔ جیسے رات کے بعد دن آتا ہے۔ پس ایسی فارغ البالی حاصل کرنے پر یہ لازم ہے۔ کہ عبادت وریاضت

میں زیادہ مشغول ہو اور خدا کی طرف زیادہ متوجہ ہو۔

مکی ۱۳۔ سورۃ العصر (سورہ ۱۰۳)

اِس مختصر سی سورہ کی شان نزول ٹھیک معلوم نہیں۔ البتہ تفسیر قادری (تفسیر حسینی) میں یہ درج ہے۔ کہ ابو الاشدین نے حضرت ابو بکر سے یہ بات کہی کہ اے ابو بکر تم نے نقصان کیا۔ کہ اپنے اجداد کا دین چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر نے جواب دیا کہ وہ زیانکار نہیں جو خدا اور رسول کی بات سُنے اور نیک کام کرے وغیرہ۔ اِس کی تائید میں یہ سورۃ نازل ہوئی :۔

لیکن سورۃ کا بیان عام ہے۔ کہ آدمی گھاٹے میں ہیں۔ یہ عام بیان وہی ہے۔ جو کتاب مقدس بائیبل کے مختلف مقامات میں بارہا آیا ہے۔ چنانچہ زبور ۳۹: ۵ میں ہے "یقیناً ہر انسان بہترین حالت میں بھی بالکل بے ثبات ہے"۔ اسی طرح آیت ۱۱ میں ہے" یقیناً ہر انسان بے ثبات ہے۔ یہی پہلی آیت اس سورہ کی ہے وَالعصر اِنّ الا نسان لفی خسُرہ ۔ یہ زبور مسیحیوں کے درمیان نماز جنازہ میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سارے زبور میں انسان کی بے ثباتی کا ذکر آتا ہے۔ پادری راڈوِل صاحب نے ترجمہ قرآن میں ذکر کیا ہے۔ کہ محمد صاحب نے یہ آیات اپنے انتقال کے وقت پڑھیں۔ جیسے خداوند مسیح نے ۲۲ زبور کی پہلی آیت صلیب پر پڑھی تھی۔ اور اُس زمانے میں اہل کتاب اور ایمانداروں کا یہی وطیرہ تھا۔ اور جس لفظ کا ترجمہ بے ثبات اِس زبور میں کیا گیا۔ عبرانی میں اس لفظ کے معنی ہوا یا سانس ہے۔ جس سے مراد ہے بطلان۔

۱۔ عصر کی قسم۔ عصر سے کیا مراد ہے۔ مسلمان مفسروں کا اِس میں اختلاف ہے۔ مثلاً قسم زمانہ کے خدا کی۔ زمانہ کی قسم۔ نماز عصر کی قسم۔ یا ہر پیغمبر کے عصر کی قسم یا تمہارے عصر کی قسم۔ لیکن ہمارے خیال میں اِس کے معنی وہی ہیں جو زبور ۳۹ میں مذکور ہوئے۔

اِن الانسان کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے ابو الاشدین سمجھا۔ بعضوں نے ابو جہل اور بعضوں نے سب آدمی۔

یہ تیسرا خیال درست ہے انسان عام ہے

"گھاٹے میں ہیں" یعنی ناپائدار اشیا کی طلب میں زندگی گذارتے ہیں۔ چنانچہ اُسی ۳۹

زبور کی آیت میں لکھا ہے " وہ ذخیرہ کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اُسے کون لے گا"۔

۲- مگر وہ جو ایمان لائے۔ مقابلہ کرو۔ زبور ۴۰: ۴ " مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے"۔ ایک دوسرے کو حق کی ہدایت کرتے رہے۔ زبور ۴۰: ۱۰ " میں نے تیری وفاداری اور نجات کا اظہار کیا۔ یعنی جو خدا پر ایمان لاتے اور اُس کی وفاداری اور نجات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ نفع میں ہیں۔ چنانچہ زبور ۴۰: ۱ میں ہے " میں نے صبر سے خداوند پر آس رکھی"۔

البتہ بعض مفسر کہتے ہیں کہ لفی خسر میں ابوجہل کے حال سے کنایہ ہے اور آمنوا میں ابوبکر کی طرف اور عملوا الصالحٰت میں حضرت عمر کی طرف۔ اور وتواصوا بالصبر میں حضرت علی کی طرف۔ لیکن ایسی تفاسیر محض خیالی اور قیاسی ہیں۔ الفاظ اور قرینہ میں سے ایسے معنوں کی تائید نہیں ہوتی۔

سورہ مکی ۱۴- سورۃ العادیات (سورہ ۱۰۰)

اس سورہ کے شان نزول کے بارہ میں مسلمان مفسروں کا اتفاق نہیں۔ بعضوں کی رائے میں یہ مکی ہے اور بعضوں کی رائے میں مدنی۔ راڈویل صاحب کے انگریزی ترجمہ میں اس کا نمبر ۳۴ ہے۔ ہم نے اس کا نمبر مولوی نذیر احمد کے مطابق ۱۴ دیا ہے۔ پادری احمد شاہ صاحب نے اس سورہ کے شان نزول کے بارہ میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک بار محمد صاحب نے ایک رسالہ بماتحتی منذر بن عمر انصاری کو تمامہ کی طرف روانہ کیا جو ایک نہایت کافر قبیلہ تھا۔ کہ فلاں روز اُن پر صبح ہوتے ہی چھاپہ مارے۔ لیکن راہ میں ایک ندی جو طغیانی پر تھی حارج ہوئی اور یوں لشکر روز مقررہ پر وہاں نہ پہنچ سکا۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی لوٹ مار شروع کردی۔ اس وجہ سے لشکر کی واپسی میں ایک روز کی دیر ہوگئی۔ یہاں منافقین نے یہ افواہ اڑادی۔ کہ وہ لشکر تباہ ہوگیا۔ کوئی بھی نہ بچا۔ کہ آکر خبر دیتا۔ یہ سُنکر مسلمان بہت مغموم اور پریشان خاطر ہوئے۔ اس وقت اُن کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اُن کے گھوڑوں کی قسم کھائی۔

مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اِس سورہ کے نزول کا زمانہ تقریباً وہی ہے جو سورہ زلزلہ کے نزول کا ہے۔

پادری احمد شاہ صاحب نے جو حدیث نقل کی ہے ہمیں اُس سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ اگر اس حدیث کو صحیح مانیں۔ تو یہ سورہ مدنی ٹھیرے گی نہ مکّی۔ کیونکہ مکّہ میں جب تک محمد صاحب ہجرت سے پہلے رہے وہاں ایسے رسالہ بھیجنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ ایسی ساری صحیں مدنی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں ۔

اس سورہ کا جو پیغام ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان ناشکر گزار ہے اور نہایت زر دوست ہے ان کی یہ حالت خدا کو معلوم ہے۔ اور روز عدالت کو وہ خود اپنی حالت جان لیں گے اِس پیغام کا جو دیباچہ پہلی چار آیات میں مذکور ہؤا۔ وہ ضرور کسی ما قبل الہامی کتاب کے مطابق ہوگا جہاں انسان کی ناشکری ظاہر کی گئی ہو۔ اس سورہ کے ساتھ۔ زبور ۱۰۶ کا مقابلہ کریں جب فرعون کا رسالہ جو اسرائیل کے تعاقب میں تھا۔ بحیرہ قلزم میں غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل صحیح سلامت عبور کر گئے۔ لیکن آگے چل کر لکھا ہے ۔ کہ وہ جلد اُس کے کاموں کو بھول گئے۔۔ ۔۔۔ اُنھوں نے جنگل میں بڑی حرص کی ۔۔۔۔ اُنھوں نے خیمہ گاہ میں موسٰی پر اور یاہواہ کے پاک مرد ہارون پر حسد کیا۔ پس زمین پھٹی اور داتن کو نگل گئی۔۔۔۔۔ الغرض فرعون کی فوج و رسالے کی غرقابی۔ بنی اسرائیل کی ناشکر گزاری اور زمین کا اُن کو نگل لینا عربوں کی عبرت کے لئے پیش کیا گیا تاکہ وہ توبہ کریں۔ اِس مقابلہ کے بغیر اِس سورہ کی پہلی چار آیتوں کا باقی آیتوں سے تعلق پیدا کرنا نہایت مشکل ہے۔

سورہ مکّی

۱۵۔ سورۃ الکوثر

(سورۃ ۱۰۸)

۳ آیات

شرح۔ اس سورہ کی شان نزول کے متعلق دو روائتیں چلی آئی ہیں۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ ابو جہل کی عادت تھی کہ جب کوئی مالدار آدمی سخت بیمار ہوتا تھا تو یہ اُس کے پاس جا کر میٹھی باتیں کرتا اور کہتا۔ کہ اپنا مال اور اولاد میرے حوالے کر جاؤ۔ میں تمہارے یتیم بچوں کی کفالت اچھی طرح کروں گا پھر جب ان کا مال قبضے میں لے آتا۔ تو یتیم بچوں کو دھکے دے کر نکال دیتا تھا۔ وہ بیچارے دربدر مارے پھرتے تھے۔ ایک روز ایک یتیم اسی ظلم سے روتا ہؤا آیا۔ اور محمد صاحب سے فریاد کی۔ محمد صاحب نے جا کر ابو جہل کو سمجھایا۔ تو اُس نے محمد صاحب کی رسالت اور روز جزا سے انحراف کیا۔ اُس وقت یہ

سورۃ مشرکین اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ۔

دوسری روایت یہ ہے۔ کہ عاص بن وائل کہا کرتا تھا۔ کہ محمد صاحب کے کوئی بیٹا نہیں اور اُس پر اُن کو ابتر کہا کرتا تھا۔ جس کے معنی ہیں۔ لنڈورا یا بے دم۔ اِن باتوں سے محمد صاحب کو سخت ملال ہوُا۔ اُس وقت ان کی تسلی اور اطمینان کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی

اس دوسری روایت کو مولانا محمد علی نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ یہ امر طبعی ہے کہ فرزند نرینہ کے نہ ہونے سے تکلیف اور رنج محسوس ہو۔ پھر اس پر دشمنوں کی طعنہ زنی زخم پر نمک پاشی کا کام کرتی ہے۔

اِسی قسم کا وعدہ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کیا تھا: "مَیں اِس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں" (یوحنا ۱۰:۱۰) لفظ کوثر کثرت سے نکلا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں۔ بڑی کثرت"۔ اور اس کثرت کو ایک موقعہ پر ندی سے تشبیہ دی گئی "جو کوئی اُس پانی میں سے پئے گا جو میں اُسے دونگا وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا۔ بلکہ جو پانی اُسے میں دُونگا وہ اس میں ایک چشمہ بن جائیگا۔ جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہیگا"۔ (یوحنا ۴: ۱۴) مکاشفہ کی کتاب میں بھی اِس ندی کا دوبار ذکر آیا ہے "اس تخت کے سامنے گویا شیشے کا سمندر بلور کی مانند ہے پھر دوسرے مقام میں یوں ہے"۔ پھر اُس نے مجھے بلوّر کی طرح چمکتا ہوا آبِ حیات کا ایک دریا دکھایا جو خدا اور برّے کے تخت سے نکل کر اُس شہر کی سڑک کے بیچ میں بہتا تھا اور دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا۔

چنانچہ مفسرین قرآن نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کہ کوثر جنت کے ایک دریا یا حوض کا نام ہے۔ چنانچہ تفسیر حسینی کے اردو ترجمہ میں یہ لکھا ہے "بہت مشہور یہ بات ہے۔ کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اُس کے کنارے سونے کے ہیں اور اُس کے سوتے موتی اور یاقوت کے . . . . جو اُس حوض سے پانی پئیگا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔ اِسی قسم کا وعدہ جو ایماندارں سے انجیل میں کیا گیا تھا۔ محمد صاحب سے کیا گیا ہوگا۔ بشرطیکہ عبادت کریں اور اونٹ کی قربانی چڑھاتے رہیں۔ غالباً اُس قربانی کی طرف اشارہ ہوگا۔ جو عید الضحٰی کے موقعہ پر گزرانی جاتی ہے اور اس امر کی یادگار ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند اسحاق کو حکم الٰہی کے مطابق قربانی کے لئے تیار کیا۔ لیکن ایک ذبحہ عظیم یعنی آسمانی برّہ کی قربانی کی وجہ سے بچ گیا ایسا ایمان رکھنے والوں سے اس پانی کا وعدہ کیا گیا۔ جسے پی کر ایمان لانے والا ابد تک پیاسا

نہ ہوگا۔ پھر آخری جملہ میں وہ طعنہ ان کے دشمن عاص بن وائل کو دیا گیا۔ کہ وُہی دم کٹا ہے۔ اور خیر سے منقطع اور بے نسل ہے ؎

سورہ مکی (سورہ ۱۰۲)

۱۶۔ سورہ تکاثر

اس سورہ کے شان نزول کے بارے میں تفسیر حسینی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ بنی عبد مناف اور بنی سہم اپنے اپنے قبیلہ کی کثرت پر فخر کیا کرتے تھے۔ لیکن جب دونوں نے اپنے اپنے قبیلہ کا شمار کیا۔ تو عبد مناف کے لوگ تعداد میں زیادہ نکلے۔ اس پر بنی سہم بولے کہ ہمارے لوگ ایام جاہلیت میں بہت قتل ہو گئے ہم مُردے اور زندے سب ملا کر شمار کرتے ہیں۔ جب اس طرح شمار کیا۔ تو بنی سہم کے لوگ تین خانوادے زیادہ نکلے تو حق تعالےٰ نے یہ سورہ بھیجی۔

۱۔ تم اپنی قوم کی کثرت پر فخر کرنے میں مشغول رہتے ہو۔ یا اپنے مال واولاد کی زیادتی میں مصروف ہو کر عاقبت سے غافل رہتے ہو ؎

"یہاں تک کہ تم قبر میں آتے ہو"۔ مُردوں کو شمار کرنے کے لئے تا کہ تمہاری کثرت ثابت ہو۔ لیکن یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں اور بہتر معنی معلوم ہوتے ہیں۔ "حتےٰ کہ تم قبر میں جا پڑتے ہو"

"آگے چلکر تم کو معلوم ہو جائے گا" یعنی مرتے وقت تم کو ایسے فخر کا انجام معلوم ہو جائیگا اس جملہ کا پھر تکرار ہے۔

اس سورہ کے ساتھ ان آیات کا مقابلہ کرو۔ "اے دولتمندو۔ ذرا سُنو تو سہی۔ تم کو اپنی مصیبتوں پر جو آنے والی ہیں رونا اور واویلا کرنا چاہئے۔ تمہارا مال بگڑ گیا۔ ۔ ۔ ۔ تمہارے سونے چاندی کو زنگ لگ گیا۔ وہ زنگ تم پر گواہی دیگا۔ اور آگ کی طرح تمہارا گوشت کھائیگا"۔ (یعقوب ۵: ۱ سے ۳)

ان آیتوں میں تین طرح کے علم کا ذکر ہے۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ علم الیقین تو وہ ہے۔ جو بذریعہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے جیسے رفتار زمانہ سے نتیجہ نکلتا ہے کہ دو زخ ہو گا۔

دوئم عین الیقین جو دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ سوم حق الیقین جس کا تجربہ خود کسی کو حاصل ہو۔ دولتمندوں کا انجام زمانہ کی تاریخ پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر فی زمانہ

ہم دیکھ رہے ہیں کہ دولتمند کیسے فکر وغم میں بتلا رہتے ہیں اور جب وہ دوزخ میں پڑینگے تب اُن کو حق الیقین حاصل ہوگا۔

ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ محمد صاحب کو قدیم مقدس کتابوں کا علم کس قدر حاصل تھا۔ خواہ بذریعہ تلاوت خواہ بذریعہ روایت اِس لئے مسلمانوں کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ جب انہوں نے کتب مقدسہ کا مطالعہ چھوڑا اور محض روایات اور احادیث کو اپنا ہادی و رہنما بنایا؛

سورہ مکی — (سورہ ۱۰۷)

۱۷۔ سورہ ماعون

جس لفظ سے اِس سورہ کا نام ماعون ہوا۔ وہ اِس سورہ کے آخر میں آیا ہے۔ جس لفظ سے یہ نکلا ہے۔ اس کے معنی ہیں خفیف یا قلیل شے۔ گھر کی اشیا میں سے آگ پانی۔ نمک۔ رکابی۔ کلہاڑا۔ گھڑا وغیرہ معمولی اشیا تھیں جو ضروری تو تھیں۔ لیکن کم قیمت تھیں۔ بعضوں نے اِس سے خیرات یا زکوۃ مراد لی ہے۔ کیونکہ وہ بھی کل جائداد کا ایک قلیل حصّہ ہوتا ہے اور غالباً یہ دوسرے معنی زیادہ مناسب ہیں۔

مخاطب اہل قریش ہیں جو خیرات وہ یکی دینے سے انکار کرتے تھے اور یتیموں اور غریبوں کی چنداں فکر نہ کرتے تھے اور روز عدالت کو نہ مانتے تھے۔ ایسے لوگوں کی عبرت کے لئے یہ سورہ نازل ہوئی؛

اس سورہ کے ساتھ ملاکی نبی کی کتاب ۳: ۸ سے ۱۰ کا مقابلہ کرو۔ کیا کوئی آدمی خدا کو جھٹلے گا۔ پر تم نے مجھ کو جھٹسا۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ ہم نے کس بات میں تجھے جھٹسا۔ وہ ہدیوں اور ہدیوں میں۔ سو تم اِس سے لعنتی ہوئے۔ کیونکہ تم نے ہاں تمام قوم نے مجھے جھٹسا"

پہلی آیت میں جس لفظ کا ترجمہ جزا کیا گیا وہ الدّین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عدالت کے روز کے بھی منکر تھے۔ اِس لئے ملاکی کی کتاب کے ۴: ا میں روز عدالت کا ذکر ہے جس میں شریروں کو سزا ملے گی" دیکھو وہ دن آتا ہے۔ جو تنور کی مانند سوزاں ہوگا۔ تب سارے مغرور اور ہر ایک جو بدکاری کرتا ہے۔ کھونٹی کی مانند ہونگے۔ اور وہ دن جو آتا ہے۔ اُن کو جلائے گا

رب الافواج فرماتا ہے۔ ایسا کہ وہ نہ ان کی جڑ چھوڑیگا۔ نہ ڈالی"۔

تفسیر قادری میں ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ کہ ابوجہل قیامت کی تکذیب کرتا اور جب کسی یتیم کا وصی ہوتا۔ اور یتیم اپنے مال میں سے کھانا کپڑا مانگتا۔ تو یہ ظالم اُس یتیم کو مار کر نکال دیتا۔ کہتے ہیں۔ کہ پہلی آیت میں اُسی کی طرف اشارہ ہے۔ اُسی تفسیر میں یہ روایت بھی نقل ہوئی۔ کہ ابوسفیان یا ولید نے ایک اونٹ ذبح کیا اور اُس کے حصّے کر رہا تھا کہ ایک یتیم نے اُس سے حصّہ مانگا۔ تو اُسے لاٹھی سے مارا۔ تو حق تعالیٰ نے اس کی مذمت کی :

سورہ مکّی

۱۸۔ سورہ کافرون

سورہ ۱۰۹

اِس سورہ کی شان نزول کے بارے میں مسلمانوں میں مختلف روائتیں ہیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے اپنے قرآن میں یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ جب کفار مکہ نے دیکھا۔ کہ اسلام بڑھتا جاتا ہے۔ تو عاجز آکر محمد صاحب سے درخواست کی۔ کہ آؤ ہم تم باری باندھ لیں۔ ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں۔ ایک سال تم ہمارے بتوں کی پرستش کر لیا کرنا۔ اُس کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی۔ کہ ہم میں اور تم میں نہ تو ابھی موافقت ہے اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔

اِس روایت کو یوں بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابوجہل اور عاص بن وائل ۔ ۔ ۔ ۔ نے عباس کے ہاتھ محمد صاحب کو پیغام بھیجا۔ کہ آؤ ہم اور تم باری باندھ لیں ۔ ۔ ۔ ۔ وغیرہ

مولوی محمد علی صاحب نے تو صرف یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ اس سورۃ میں کافروں کو یہ کہا گیا کہ اُن کو اُن کی بدکاریوں کی سزا ملے گی۔ اور محمد صاحب کو ان کے نیک کاموں کی جزا ملے گی۔ الغرض انہوں نے اس سورہ کو ایک نبوت قرار دیا۔ لیکن ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ مکہ میں ہجرت سے پہلے نہ اسلام کو ایسا غلبہ ہؤا۔ کہ کافر اُن سے صلح چاہتے۔ اور نہ یہاں کوئی نبوت ہے۔ بلکہ ایک عام صداقت کا ذکر یہاں ہے جو کتاب مقدس بائبل میں بار بار مذکور ہوئی۔ اُسی صداقت کو محمد صاحب نے کافروں کے سامنے بیان کر دیا۔ "بے ایمانوں کے ساتھ شریک ہو کر نامناسب چال نہ چلو۔ کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول اور روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت مسیح کو بلیعال کے ساتھ کونسی موافقت اور ایماندار کا بے ایمان سے کیا؟ واسطہ۔ اور خدا کے

مقدس کو بتوں سے کیا مناسبت ہے (۲ کرنتھی ۶: ۱۴ سے ۱۶)

آخری آیت میں جو لفظ دین آیا ہے۔ اُس سے محمد علی صاحب نے اجر مراد لی ہے۔ یہ محمد صاحب کی طرف سے کافروں کے سمجھنے کی کوشش نہیں۔ بلکہ وہ ہدایت الہٰی کے مطابق ان کو چند نصیحتیں کرکے اُن سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ وہ اپنے موتی سوروں کے آگے پھینکنا نہیں چاہتے۔

تفسیر قادری میں ذکر ہے۔ کہ اس سورہ کی آخری آیت کو آیت سیف نے منسوخ کردیا ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ اس سورہ سے زیادہ سخت شیطان پر کوئی سورہ نہیں اس واسطے کہ یہ سورت توحید محض ہے اور اس سورہ کے پڑھنے کا ثواب چوتھائی قرآن پڑھنے کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔

یہ کوئی تفسیر نہیں بلکہ دنیدارانہ قیاسات وتخیلات ہیں۔ اصل بات وہی ہے۔ جو ہم اوپر بیان کرآئے۔

سورہ مکی (سورہ ۱۰۵)

۱۹- سورۃ الفیل

اِس سورہ کے شانِ نزول کے بارے میں تحقیق کچھ معلوم نہیں۔ کہ کس موقعہ پر یا کس غرض سے یہ سورہ نازل ہوئی۔ چونکہ اس سورت میں اصحاب الفیل کا ذکر ہے۔ اس لئے اس سورہ کا نام سورۃ الفیل ہوگیا اور عموماً یہ سمجھا گیا کہ اس سورہ میں محمد صاحب کی پیدائش سے تقریباً دو سال پہلے (سنہ ۵۶۸ء) کے ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ کہ یمن کے ایک مسیحی بادشاہ بنام ابرہا نے بمقام صنا ایک عظیم الشان گرجا بنوایا۔ تاکہ عرب لوگ بجائے مکہ کے جو اس وقت مشہور بت خانہ تھا صنا میں جاکر خدا کی عبادت کریں۔ ابھی اس گرجا کی تقدیس بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ قریش فرقہ کے کسی عرب نے اُس کو ناپاک کیا۔ جس کی سرزنش کے لئے ابرہا نے مکہ پر لشکر کشی کی۔ لیکن اعجازی طور پر اُس کو شکست ہوئی ابابیل پرندوں نے کنکروں کی مار سے اس لشکر کو تباہ کردیا۔

خود اس سورہ میں نہ تو مکہ کا ذکر ہے۔ نہ مکہ پر حملہ کا۔ البتہ مفسروں نے اس سورت کو اِس واقعہ سے منسوب کیا۔ کیونکہ یہ واقعہ محمد صاحب کی پیدائش سے ذرا پہلے وقوع میں آیا تھا۔ لیکن مکہ تو اُس وقت بت خانہ تھا۔ ۳۶۰ سے زیادہ بت وہاں پوجے جاتے تھے۔ اس کو اعجازی طور سے بچانے

میں کوئی خاص خوبی نہ تھی۔ اور جیسا کہ تاریخ مکہ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ بارہا تباہ ہوُا اور از سرِ نو آباد ہوُا۔ ہمارا اپنا یہ خیال ہے۔ گو مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف ہو کہ محمد صاحب کے کسی خاص وعظ کا یہ سورہ جزو ہے۔ جس میں ایسے ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا جو کتاب مقدس میں مندرج تھا۔

چنانچہ آسوریوں کے بادشاہ نے یہوداہ کے بادشاہ حزقیاہ کے دنوں میں شہر یروشلم کا محاصرہ کیا۔ اور رات کو ایسی آفت آئی۔ جس سے سارا لشکر تباہ ہوُا اور جو بچ رہے وہ اپنے ملک کو بھاگ گئے۔ اِن آسوریوں نے یہودیوں کے خدا کی توہین کی تھی۔ اور بہت غرور سے کلام کیا اور کفر بکا تھا۔ اس لئے خدا نے حزقیاہ کی دعا کے جواب میں بت پرستوں کے لشکر کو اعجازی طور پر تباہ کر دیا (یسعیاہ ۳۷: ۳۶ و ۳۸) اگر ایسے واقعہ کے ساتھ اس سورہ کو ربط دیں۔ تو نہایت اعلےٰ اخلاقی سبق نکل آتا ہے۔ جو اہل قریش کے لئے موزوں و مناسب تھا۔

البتہ یہ سوال رہ جاتا ہے کہ ان کنکریوں سے کیا مراد ہو گی۔ جن کے ذریعہ لشکر تباہ ہوا ہمارے نزدیک یہ چیچک کی آفت تھی۔ جو دشمن کے لشکر میں پھوٹ نکلی۔ اور یہ چیچک کی پھپڑیاں مثل کنکریوں کے تھیں۔ اور شاید ابرہہ کے لشکر میں بھی ایسی آفت آئی ہو۔ لیکن ہمیں اِس امر کے ماننے میں ذرا تامل ہے۔ کیونکہ عرب میں ہاتھی نہیں ہوتے۔ اور نیز مفسروں نے ان جانوروں اور کنکریوں کی جو تاویلیں کی ہیں۔ وہ فسانہ کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں:

مکی ۲۰۔ سورہ فلق سورہ ۱۱۳

سورہ ۱۱۳ و ۱۱۴ کے شان نزول کے بارہ میں مسلمانوں میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض مفسر اِن دونو سورتوں کو مدنی ٹھیراتے ہیں اور بعض مکی۔ بعض مفسر ۱۱۳ کو مکی اور ۱۱۴ کو مدنی ٹھیراتے ہیں یہ دونو سورتیں معوذتین کہلاتی ہیں۔ کیونکہ ان دونو میں محمد صاحب کو خاص خاص باتوں سے خدا سے پناہ مانگنے کی ہدایت ہے۔ غالباً یہ دونو سورتیں اکٹھی نازل ہوئیں اور وہ شروع میں ایک ہی سورۃ ہو گی۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں سورہ فلق کی تفسیر میں ایک قصہ ہے۔ کہ لبید بن عاصم یہودی کی لڑکیوں نے محمد صاحب کے ایک یہودی غلام کی معرفت ان کے سر کے چند بال منگوائے اور ایک رسّی پر جادو پھونک کے چاہ ذروان میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا۔ جبرئیل نے محمد صاحب

کو اِس سے آگاہ کر دیا۔ محمد صاحب نے حضرت علی کو بھیج کر وہ رسّی منگوائی۔ اُس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور جبرئیل نے یہ سورتیں پڑھیں۔ تو ہر آیت کے ساتھ اُس رسی کی ایک گرہ کھُل گئی۔ اِن دو سورتوں کی ۱۱ آیتیں تھیں۔ اِس لئے ان گیارہ آیتوں کے پڑھنے پر باری باری گیارہ گرہیں کھُل گئیں اور جادو ٹوٹ گیا۔

عقبہ بن عامر نے محمد صاحب سے روایت کی ہے۔ کہ پناہ مانگنے والوں کے واسطے ان دو سورتوں کی مثل کوئی پناہ نہیں۔ اور محمد صاحب ان دعاؤں کو مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی استعمال کرتے ہونگے اور شاید جادو کا اثر دور کرنے کے لئے بھی یہ استعمال کی جاتی ہونگی جیسے آج کل بعض قرآنی آیات کا استعمال بعض لوگ کیا کرتے ہیں۔ اس قسم کی دعائیں توریت میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جن کو یہودی اور عیسائی آج تک استعمال کرتے ہیں۔ زبور ۹۱ و ۱۲۱ کو غور سے پڑھئے سورہ فلق اور سورہ الناس سے اِن دونو مزامیر کا مقابلہ کیجئے۔

زبور ۹۱۔ مَیں خداوند کے بارے میں کہونگا۔
وُہی میری پناہ اور اور میرا گڑھ ہے۔۔۔۔
وہ تجھے صیاد کے پھندے سے اور مہلک وبا سے
چھڑائے گا۔۔۔۔۔
تو نہ رات کی ہیبت سے ڈرے گا۔ نہ دن کو اڑنے والے
تیر سے۔ نہ اُس وبا سے جو اندھیرے میں چلتی
نہ اُس ہلاکت سے جو دوپہر کو ویران کرتی۔۔۔۔۔
تجھ پر کوئی آفت نہ آئے گی اور کوئی وبا تیرے
خیمہ کے نزدیک نہ پہنچے گی۔
زبور ۱۲۱۔ میری کمک کہاں سے آئے گی ؟
میری کمک خداوند سے ہے۔۔۔۔
نہ آفتاب دِن کو تجھے ضرر پہنچائے گا۔
نہ ماہتاب رات کو
خداوند ہر بلا سے تجھے محفوظ رکھے گا۔
وہ تیری جان کو محفوظ رکھے گا۔

خداوند تیری آمد و رفت میں اب سے
ہمیشہ تک تیری حفاظت کرے گا۔

محمد صاحب چونکہ جادو کو برحق جانتے تھے۔ اس لئے جادو کی بدتاثیر سے بچنے کے لئے بھی خدا کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ باقی وہی عام دعا ہے۔ جو مذکورہ بالا مزامیر میں پائی جاتی ہے

۲۱۔ سورۃ الناس

مکی — سورہ ۱۱۴

سورہ فلق ۱۱۳ کے بارہ میں جو لکھا گیا وہ اس سورہ پر بھی عائد ہوتا ہے تین برائیوں سے بچنے کے لئے پناہ سورہ فلق میں مانگی گئی اور چوتھی بدی سے جو اُن پہلی تینوں سے بدترین ہے پناہ کی ہدایت اس سورہ میں آئی ہے۔ یہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان ہے۔ خناس کے معنی چھپنے والے کے ہیں۔ جو پس پردہ کام کرتا ہے۔ وہ آدمیوں کو اور جنوں کو اِن وسوسوں کا وسیلہ بناتا ہے اور یہ شرارت شیطان شروع سے کرتا چلا آیا ہے۔ طرح طرح کے شک اور وسوسے لوگوں کے دلوں میں ڈال کر اُن کو خدا کی طرف سے ہٹاتا ہے۔ جیسے باغ عدن میں سانپ کی صورت میں شیطان نے آدم و حوا کے دل میں خدا کی محبت اور صداقت کے خلاف وسوسہ ڈالا اور ان کو جنت میں سے خارج کرایا۔

اس سورۃ میں خدا کے تین لقب آئے ہیں مالک۔ بادشاہ۔ خدا۔ اِس لئے اس کی پناہ پکڑنا سب سے بہتر ہے۔

۲۲۔ سورۃ الاخلاص

سورہ ۱۱۲

اِس سورہ کی شان نزول کے بارہ میں یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل یہود نے محمد صاحب سے کہا۔ کہ ہم سے اللہ کے اوصاف بیان کر کہ وہ کیا ہے۔ وہ کیا کھاتا ہے اور کیا پیتا ہے کس

کے ترکہ پر قابض ہے۔ اُس کی میراث کون لیگا۔ اس وقت اُن کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی خواہ شان نزول کچھ ہی ہو۔ یہ خاص پیغام تھا۔ جو محمد صاحب مشرک عربوں کو سنانے آئے تھے۔ جو یہ مانتے تھے۔ کہ فرشتے خدا کے بیٹے بیٹیاں ہیں۔ جن کے ہاں ہندوؤں اور یونانیوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ کہ دیوتاؤں کی بیویاں ہوتی ہیں اور اُن کی اولاد ہوتی ہے۔ ایسے غلط عقیدے کی تردید اس مختصر سی سورہ میں نہایت عمدگی اور زور سے کی گئی۔ یہ سورۃ ہمیں یسعیاہ نبی کی کتاب کے دوسرے حصّہ کو یاد دلاتی ہے۔ جہاں یہ عقیدہ بار بار دُہرایا گیا ہے۔

اگر یہودیوں نے خدا کے بارے میں محمد صاحب سے یہ سوال پوچھا تو وہ حق بجانب تھے کیونکہ توریت شریف میں سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان کے لئے اُن کو یہ ہدایت ملی تھی "میں اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا۔ وہ سب اُن سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری . . . لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا۔ اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے (استثنا ۱۸-۱۹ و ۲۰) اِس لئے اہل یہود محمد صاحب کو توریت شریف کے اس معیار پر پرکھنا چاہتے تھے۔ حالانکہ ان کی کتاب میں اُس نبی کے لئے یہ بھی شرط تھی کہ "وہ تمہارے درمیان سے ہو" اور چونکہ ان کی کتب مقدسہ میں توحید الٰہی پر بڑا زور تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کے متعلق بھی محمد صاحب کی تعلیم دریافت کی "سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے" (استثنا ۶: ۴)، اور دس احکام میں سے پہلا حکم یہی ہے "خداوند تیرا خدا میں ہوں . . . میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو (خروج ۲۰: ۲) "میں اول اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں"۔ کیا میرے سوا کوئی خدا ہے . . . میں ایسا کوئی نہیں جانتا"۔ "تاکہ لوگ سورج کے نکلنے کی اطراف سے غروب کی اطراف تک جانیں کہ میرے سوا کوئی نہیں میں ہی خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں" (یسعیاہ ۴۴: ۶ و ۸ ۴۵ و ۵ و ۶)

نہ صرف یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ بلکہ مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ انجیل شریف میں آیا ہے۔ خداوند مسیح نے وہی عقیدہ دُہرایا جو استثنا کی کتاب ۶: ۴ میں مندرج تھا (مرقس ۱۲: ۲۹)۔ پھر ایک دوسرے مقام میں خداوند مسیح نے فرمایا "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تونے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷: ۳)۔ اسی کے مطابق

یونس رسول نے تعلیم دی "ہم جانتے ہیں۔ کہ بُت دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے نزدیک تو ایک ہی اللہ ہے۔ یعنی باپ جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں اور ہم اُسی کے لئے ہیں"۔ (۱ کرنتھی ۸ : ۴ سے ۶) ایک دوسرے مقام میں بھی اُس نے یہی تلقین کی "خدا بھی ایک ہی ہے۔ اور خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی بھی ایک ہی ہے۔ یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے۔

سو محمد صاحب نے یہودیوں کو ان کی کتاب مقدس کے مطابق صحیح جواب دیا۔ کہ خدا احد ہے عرب کے مشرکوں اور کافروں کے خلاف یہود کے عقیدے کو اپنا عقیدہ بنایا ؛

خدا کی دوسری صفت بھی یہودیوں کے عقیدے کے عین مطابق ہے کہ خدا بے نیاز ہے وُہ اپنی ذات کے سوا کسی دیگر شے کا محتاج نہیں۔ مولوی محمد علی نے جو معنی اس لفظ کے دئے ہیں۔ وُہ بھی درست ہیں۔ کہ ہر دیگر شے خدا کی محتاج ہے اور اپنی حاجتوں کے رفع کے لئے خدا کی طرف رجوع کرتی ہے ؛

تیسری صفت یہ ہے "نہ اس سے کوئی پیدا ہؤا۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہُوا"۔ یہاں لفظ لم یلد و لم یولد کا استعمال ہوُا ہے۔ جو جسمانی ولادت پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہاں بُت پرستوں کے عقیدے کی تردید ہے۔ جو خدا کی اولاد جسمانی طور پر مانتے تھے۔ یاد رکھئے کہ خداوند مسیح کے بارے میں انجیل شریف میں لفظ ابن استعمال ہوُا ہے۔ جس کا تعلق و رشتہ روحانی ہے نہ جسمانی اور مسیحی لوگ کبھی بھی یہ نہ مانتے تھے۔ کہ خدا کی جورو اور بچے ہیں۔ چنانچہ جہاں جہاں لفظ ابنؔ انجیل میں آیا ہے۔ اس کے حوالے نکال کر پڑھئے ؛

چوتھی صفت یہ بیان ہوئی ہے "نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے"۔ یہی دعوے کُتب مقدسہ کا تھا۔ یہاں نہ کسی تجسیم کا ذکر ہے۔ اور نہ کسی مسیحی عقیدہ کا۔ کیونکہ یہودی اور مسیحی یہی مانتے ہیں۔ کہ خدا کے برابر کوئی نہیں۔ مسیحی لوگ مسیح کو کلمہ خدا مانتے ہیں۔ اِس لئے جو رتبہ کلمہ خدا کا ہے وہ مسیح کو دیجئے۔ علما کی تفسیروں اور تاویلوں کے پیچھے نہ جائیے۔ انجیل شریف کو پڑھیں تو معلوم ہو جائیگا کہ جو ذکر توحید کا سورہ اخلاص میں پایا جاتا ہے۔ وہ یہودی اور مسیحی عقیدے کی تصدیق و تائید ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے آنے کا ایک بڑا مقصد یہی بتایا گیا ہے ؛

مکی ۲۳-سورہ نجم (سورہ ۵۳)

نجم۔ اِس سورہ کی پہلی آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ جس کی وجہ سے ساری سورہ کا نام سورہ نجم ہو گیا۔

یہ سورہ غالباً نبوت کے پانچویں سال میں نازل ہوئی۔ جب محمد صاحب مکہ ہی میں تھے۔ جو مسلمان ہجرت کرکے ابی سینا چلے گئے تھے۔ وہ تین ماہ کے بعد واپس آ گئے۔ اُن کی واپسی کی وجہ ہشامی نے تو یہ بتائی ہے۔ کہ ان کو ابی سینا میں یہ خبر ملی۔ کہ اہل قریش مسلمان ہو گئے۔ یہ خوشی کی خبر سن کر وہ واپس آ گئے۔ لیکن واقدی اور طبری نے اس سورہ کے نازل ہونے کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک روز سرداران مکہ کعبہ کے نزدیک جمع تھے اور دوستانہ طور پر شہر کے معاملات پر بحث کر رہے تھے۔ اُس وقت محمد صاحب بھی تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان کو سورہ نجم سنانے لگے۔

اِس سورہ کے شروع میں جبرئیل کا ذکر ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ محمد صاحب کے پاس آئے سورہ ۹۶ و ۸) پھر جبرئیل کی دوسری رویت کا ذکر کیا۔ جب چند ایک آسمانی راز اُن پر منکشف ہوئے۔ اور پڑھتے پڑھتے جب ۱۹ آیت پر پہنچے جہاں ذکر ہے۔ کہ " بھلا تم نے لات اور عزیٰ پر بھی نظر کی اور وہ تیسری اَور ہے۔ منات۔ تو شیطان نے یہ الفاظ اُن کے مُنہ میں ڈال دیئے تلک الغرانیق ۔ ۔ ۔ اپنے بتوں کی تعریف سُن کر قریش خوش ہو گئے۔ اور محمد صاحب کے خدا کے آگے سجدہ کیا۔ لیکن جب محمد صاحب نے یہ سورہ گھر جا کر حضرت جبرائیل کو سنائی۔ تو اُنھوں نے کہا۔ کہ یہ الفاظ تو میں نے تمہیں سکھائے تھے۔ محمد صاحب غمگین ہوئے اور جبرئیل نے اُن کو تسلی دی اور وہ الفاظ منسوخ کر دیئے اور صحیح الفاظ ان کی جگہ بحال کر دیئے لیکن اہل قریش کے مسلمان ہونے کی خبر مشہور ہوتے ہوتے ابی سینا پُہنچ گئی اور وہ لوگ واپس آئے تو دیکھا کہ اہل قریش تو پہلے سے بھی زیادہ مخالف تھے۔

۱۔ نجم۔ بمعنی ستارہ۔ اور جب اسم علم کے طور پر استعمال ہو تو اُس سے عقد ثریا یا پرین مراد ہوتی ہے۔ عربوں کا ایمان یہ تھا۔ کہ جب یہ پروین ستارے صبح کو طلوع ہوتے ہیں۔ تو

مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور اُس کے طلوع ہونے کے وقت سے لیکر ان کے چھپ جانے تک کے عرصے میں بیماریاں۔ آفتیں اور مصیبتیں آدمیوں۔ اونٹوں اور پھلوں پر نازل ہوتی ہیں۔ چھپ جانے کے بعد یہ صبح کو پھر طلوع ہوتا ہے۔

انجیل شریف میں بھی صبح کے ستارے کا ذکر ہے "ہمارے پاس نبیوں کا وہ کلام ہے جو زیادہ معتبر ٹھیرا ۔ ۔ ۔ ۔ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے۔ جب تک پَو نہ پھٹے اور صبح کا ستارہ تمہارے دلوں میں نہ چمکے" (۲ پطرس ۱: ۱۹)۔ یہاں ماقبل نبیوں کے کلام کو چراغ سے تشبیہ دی گئی اور مسیح کے مکاشفہ کو صبح کے ستارے سے۔ یعنی جب تک خداوند مسیح دوبارہ نہ آئے۔

بلعام نبی نے بھی ستارہ کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی (گنتی ۲۴: ۱۷) "یعقوب سے ایک ستارہ نکلے گا ۔ ۔ ۔ ۔ اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کرے گا"۔

اسی پیشین گوئی کے مطابق مجوسیوں نے خاص رہنمائی حاصل کر کے مسیح کی تلاش کی جس کا مفصل ذکر متی کی انجیل کے دوسرے باب میں آتا ہے۔

بعض مسلمان مفسروں نے "نجم" سے قرآن کا حصہ بھی مراد لیا ہے۔ کیونکہ قرآن تھوڑا تھوڑا بیس سال کے عرصے میں نازل ہوا۔ چنانچہ پہلی آیت میں جس لفظ کا ترجمہ "یہاں گرتا ہے" کیا گیا اس کا ترجمہ "اترتا" یا منکشف ہوتا کیا گیا ہے۔ سورہ ۵۶ کی ۷۵ آیت سے مقابلہ کرو (مواقع النجوم)

۲۔ "تمہارے رفیق"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس ساری آیت کے ساتھ مقابلہ کرو (۲ پطرس ۱: ۲۱) "نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی خدا کی طرف سے روح القدس کی تحریک کے سبب بولتے تھے"۔

یہ محاورہ "تمہارا رفیق" (صاحبکم) ایک دفعہ اور آیا ہے (۸۱: ۲۲)، جہاں لکھا ہے کہ تمہارا رفیق باؤلا نہیں۔

"نہ بھٹکا" ایک دوسرے مقام میں ہے ووجدک ضالاً فہدیٰ (تم کو دیکھا بھٹکا ہوا) سورہ (۹۳: ۲) غالباً اس دوسری آیت میں نبوت کے ملنے سے پیشتر کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور سورہ نجم کی اس دوسری آیت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جو الہام انہیں ملا اُس میں کوئی غلطی نہیں اور نہ اُن کی اپنی خواہش کا اظہار ہے۔ ایسا ہی سورہ فاتحہ کے آخر میں الضالین سے مراد ہے۔ وہ لوگ جو دین کے صحیح راستے سے بھٹکے ہوتے ہیں۔

۵۔ شدید القویٰ سے مراد قادر مطلق خدا ہے۔ بعض مفسرین اس سے جبرئیل مراد لیتے ہیں

مقابلہ کرو ۵۵ : ۱ور ۲ سے ۔ خدا کا یہ نام قرآن میں دوسری جگہ نہیں آیا۔ البتہ شدید العذاب اور شدید العقاب وغیرہ آیا ہے ۔

۶ سے ۱۸ ۔ جس مکاشفہ کا ذکر ان آیات میں آیا ہے۔ اُس کا مقابلہ اُس مکاشفہ کے ساتھ کرو جو پولس رسول نے دمشق کی راہ میں دیکھا (اعمال ۹: ۱ سے) اور ۲ کرنتھی ۱۲: ۱ سے ۶ میں مزید مکاشفہ کا ذکر ہے۔ جو محمد صاحب کے مکاشفہ سے کچھ ملتا جلتا ہے۔ اور محمد صاحب کو جو یہ رویت ملی اُس کا اثر اُن کی زندگی پر آخر عمر تک رہا ۔

۱۴۔ سدرۃ المنتہیٰ ۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے یہ لکھا ہے کہ " سدرہ عربی میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں ۔ اور سدرۃ المنتہیٰ وہ بیری کا درخت ہے ۔ جو ساتویں آسمان پر ہے اور جبرئیل جیسے مقرب فرشتے کی وہیں تک رسائی ہوئی ہے اور یہ ساری باتیں داخل اسرار الٰہی ہیں ۔ فہم بشر سے خارج مولوی محمد علی لکھتے ہیں ۔ کہ عرب میں یہ ایسا درخت ہے ۔ جس کے سایہ تلے لوگ جمع ہوتے اور آرام کرتے ہیں ۔ البتہ سورہ ۵۶ : ۲۸ میں یہ درخت فردوس میں دکھایا گیا ہے ۔ وہاں یہ سدرہ مخضود کہلایا یعنی بے کانٹوں کا بیری کا درخت ۔ یا ایسا درخت جس کی ڈالیاں پھل کے بوجھ سے جھک رہی ہوں ۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے محمد صاحب نبوت کے لئے مقرر ہوئے یا وہ درخت جس کے نیچے صحابہ نے محمد صاحب سے عہد باندھا تھا کہ وہ اپنی جانوں سے اس کی حمایت کریں گے ۔ یہ مقام حدیبیہ میں ہوا ۔ بعض مفسروں نے یہ خیال کیا کہ یہ ایسا درخت ہے جس کی حد کے آگے انسان کے علم کو رسائی نہیں ۔ بلکہ فرشتوں کو بھی وہاں تک کا ہی علم ہے ۔ اُس سے آگے کا نہیں ۔ کیونکہ بے کانٹوں کی بیری بیروں از قیاس ہے ۔ جیسے ہندوستان میں کہتے ہیں چڑیوں کا دودھ یعنی شے محال ۔ ایک اور رائے یہ ہے ۔ کہ اس کے وہی معنی ہیں ۔ جو علیین کے بیان ہوتے ہیں (۸۳ : ۱۸) یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ جگہ یا مرتبہ ہمیں یہاں یہ دریافت کرنا مناسب ہوگا ۔ کہ یہودی اور مسیحی کتابوں میں بھی ایسے کسی درخت کا ذکر آتا ہے یا نہیں ۔ باغ عدن میں دو درختوں کا ذکر ہے ایک تو زندگی کا درخت " کہلاتا ہے اور دوسرا نیکی و بدی کی پہچان کا درخت اور مکاشفہ کی کتاب میں بھی ذکر ہے کہ فردوس میں زندگی کا درخت ہے ۔" میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دونگا " ۔ " وہ زندگی کے درخت کے پاس آنے کا اختیار پائیں گے " ۔ " دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا ۔ اُس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا تھا ۔ اور اُس درخت کے پتوں سے قوموں کی شفا ہوتی تھی ۔

(مکاشفہ ۲: ۷ و ۲۲: ۲ و ۱۴) محمد صاحب کے ایام میں ایک اور کتاب مشہور تھی۔ جس کا نام حضرت پولس کا رویا تھا۔ اِس کتاب کا ترجمہ سریانی زبان میں مروج تھا۔ اِس کتاب کی ۴۵ فصل میں ذکر ہے کہ جب فرشتہ پولس رسول کو فردوس میں لے گیا۔ تو وہاں اس نے ایک درخت دیکھا۔ جس کی جڑوں میں سے پانی بہ رہا تھا اور اِس پانی سے چار دریا نکلے۔ اور خدا کا روح اس درخت پر رہتا تھا اور جب روح میں جنبش آتی۔ تو پانی بہ نکلتا۔ فرشتے نے یہ بھی کہا کہ زمین وآسمان کے پیدا ہونے سے بیشتر خدا کا روح پانیوں پر جنبش کرتا تھا۔ لیکن آسمان وزمین کی پیدائش کے بعد وہ اِس درخت پر سکونت کرنے لگا۔ وغیرہ۔

شاید اسی وجہ سے بعضوں نے سدرۃ المنتہی کو حضرت جبرائیل کا مسکن سمجھا۔ آسمانی کی بادشاہت کو بھی درخت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کی ڈالیوں پر پرندے بسیرا کرتے ہیں۔

چونکہ اس درخت کا تعلق فردوس سے ہے۔ اِس لئے یہ وہی درخت ہوگا۔ جس کا ذکر حضرت پولس کی رویا میں ہوا۔ جب انہوں نے خدا کے عجائبات کو دیکھا۔ محمد صاحب کے معراج اور دوزخ وبہشت کی سیر کا جو ذکر کتابوں میں ہوا وہ پولس کی رویا سے بہت ملتا جلتا ہے۔ شائقین اِس رویا کو ضرور پڑھیں۔

۱۹ سے ۲۱۔ واقدی اور طبری جیسے عالموں نے یہاں ایک قصہ بیان کیا ہے جس کو بعض علمائے محمدی نے رد کیا اور بعضوں نے قبول کیا۔ چنانچہ ہمارے ہی زمانہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اُس کو صحیح مانا اور جہاں انہوں نے القائے شیطانی کا ذکر کیا۔ وہاں انہوں نے اِس مقام میں بھی القائے شیطانی کو صحیح سمجھا۔

وہ قصہ یہ ہے۔ کہ آیت ۲۱ کی بجائے محمد صاحب نے یہ الفاظ پڑھے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن ۔ ۔ ۔" یہ بلند پایہ دیویاں ہیں۔ ان سے شفاعت طلب کرنی چاہئے کہتے ہیں کہ اِن الفاظ سے قریش خوش ہو گئے۔

۱۹۔ لات۔ اللہ کی تانیث ہے۔ مکہ میں یہ بت تھا اور صدیوں سے اِس بت کی پرستش ہوتی چلی آ رہی تھی۔ طائف کے لوگوں بنی ثقیف کے پاس بھی لات کا بت تھا۔ سنہ ۹ ہجری (سنہ ۶۳۱ء) میں دسمبر کے مہینے جب طائف کے لوگوں نے دین اسلام قبول کیا تب یہ بت بھی توڑا گیا

عزیٰ۔ فرقہ قریش اور کنانہ کا یہ بت تھا۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ یہ ایک درخت تھا۔ جو مصری ببول یا (Acacia) کہلاتا ہے۔ یہاں ایک مندر ایسی ترکیب سے بنایا گیا تھا۔ کہ جب کوئی اندر

داخل ہونا۔ تو ایک آواز پیدا ہوتی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ مندر مکہ کی مخالفت میں بنایا گیا تھا خالد ابن ولید نے ۸ہجری میں اُسے توڑ کر جلا دیا۔ لفظ عُزیٰ کے معنی ہیں سب سے زیادہ قادر

مَنات۔ جو قرقہ مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا (ھُذیل اور خزاعہ) اُس کا یہ بُت تھا یہ سنگین بت تھا۔ جسے سعدؔ نے ۸ہجری کو توڑا۔ اس لفظ کے معنی ہیں بہتا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جو قربانیاں اِس بُت کے لئے ذبح کی جاتی تھیں۔ اُن کا خون بہایا جاتا تھا۔ اور جو وادی مکہ کے نزدیک ہے اس کا نام مِنا پڑ گیا۔ اب بھی حاجی لوگ وہاں اپنی قربانیاں ذبح کرتے ہیں

۲۶و۲۷۔ فرشتوں کو سفارش کرنے کا حق نہیں جب تک کہ خدا کی طرف سے اجازت نہ ملے۔ اِن کا کام یہ ہے۔ کہ خدا کی طرف سے جو پیغام ملے اُسے پہنچا دیں اور جو حکم ملے اُس کی تعمیل کریں ایک موقعہ پر خداوند مسیح بھی فرشتہ کہلائے (زکریاہ ۱:۲۰ و ۱۰:۱)۔ یہودیوں میں اور دیگر قوموں میں موکل فرشتوں کی نسبت یہ گمان تھا۔ کہ وہ سفارش کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد صاحب کے ایام میں نہ صرف عربوں کی یہ رائے تھی۔ بلکہ رومی کلیسیا میں بھی فرشتوں سے سفارش طلب کی جاتی تھی اِس لئے قرآن میں ایسی رائے کی تردید کی گئی۔ کیونکہ بائیبل شریف میں ایسی تعلیم پائی نہیں جاتی۔

۲۷۔ آخرت کا یقین نہ رکھنے والے فرشتوں کو عورتیں بتلاتے ہیں۔ عربوں کا ایمان آخرت پر نہ تھا۔ اِس لئے وہ بھی فرشتوں کو مونث اور اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے۔ حالانکہ بائیبل شریف میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں نہ بیٹیاں (ایوب ۱:۶ و ۳۸:۷ و زبور ۸۹:۶) جب تک خدا کی طرف سے الہام نہ ہو۔ فرشتوں کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جو لوگ بائیبل شریف کے خلاف فرشتوں کی نسبت کوئی رائے قائم کرتے ہیں وہ صرف اٹکل پر چلتے ہیں اور اُن کو حقیقت معلوم نہیں۔

۳۲۔ گناہ صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم بھی انجیل کے مطابق ہے۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کی معافی ہو سکتی ہے اور بعض ایسے گناہ ہیں۔ جن کی معافی نہیں ہو سکتی (عبرانی ۶:۴ سے ۶ و ۱ یوحنا ۵:۱۶ و ۱۷ و متی ۱۲:۳۱ و ۳۲)۔

چھوٹے چھوٹے گناہ۔ ارتکاب گناہ سے پیشتر گناہ کی خواہش و ارادہ۔ مولانا محمد علی کا قرآن۔

ماؤں کے پیٹ میں۔ مقابلہ کرو زبور ۱۳۹:۱۵ و ۱۶

تم اپنی پاکیزگی نہ کرو۔ یا "اپنے نفسوں سے پاکیزگی منسوب نہ کرو"۔ اِس جملہ کی تشریح زبور ۵۱:۵ سے بخوبی ہوتی ہے جہاں یہ لکھا ہے "دیکھ میں نے برائی میں صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھ میری ماں نے مجھے پیٹ میں لیا"۔ یہاں موروثی گناہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ گناہ کی

طرف میلان والدین کی طرف سے ورثہ میں ملتا ہے۔ اس لئے کوئی اپنے تئیں پاک نہ سمجھے۔

۳۳ سے ۴۱۔ آدمیوں کو بدلا ان کے اعمال کے مطابق ملتا ہے۔

۴۲ سے ۴۶۔ اللہ ہی پیدا کرنا اور فنا کرتا ہے۔

۴۷ سے ۵۴۔ پہلی قومیں برباد ہو گئیں۔

۵۵ سے ۶۲۔ آنے والی سزا سے آگاہی۔

۳۳ و ۳۴۔ بھلا تو نے اُس شخص پر نظر کی ۔ ۔ ۔ ۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن منیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ وہ اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ بعض مفسرین کا گمان ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کی نسبت نازل ہوئی۔

لیکن ہمارا گمان ہے کہ یہاں حنانیاہ اور سفیرہ کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے تھوڑا سا دے کر یہ دکھانا چاہا تھا کہ انہوں نے اپنا سارا مال خدا کی نذر کر دیا۔ اِس جھوٹ کے عوض پہلے حنانیاہ اور پھر سفیرہ کو خدا نے موت کی سزا دی (اعمال ۵: ۱ سے ۱۱ تک)

۳۶۔ موسیٰ کی کتابوں میں۔ حضرت موسےٰ کی توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا کے واسطے سب کچھ چھوڑا۔ چنانچہ عبرانیوں ۱۱ باب میں ان کے ایمان کے بارہ میں یہ گواہی درج ہے " ایمان ہی کے سبب سے موسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا۔ اس لئے کہ اُس نے گناہ کا چند روزہ لطف اٹھانے کی نسبت خدا کی امت کے ساتھ بدسلوکی کی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا"

راسی طرح حضرت ابراہیم کے بارے میں توریت شریف کی شہادت کا بیان یوں کیا گیا " ایمان ہی کے سبب سے ابراہیم نے آزمائش کے وقت اسحاق کو نذر گزرانا" ۔ ایمان ہی کے سبب سے ابراہیم۔ جب بلایا گیا۔ تو حکم مان کر اس جگہ چلا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ایمان ہی کے سبب سے اُس نے وعدہ کئے ہوئے ملک کو غیر ملک جان کر اُس میں مسافرانہ طور پر بود و باش کی (عبرانی ۱۱: ۱۷ و ۸ و ۹)

چنانچہ لفظ وفّی کے یہی معنی ہیں کہ حکم مان کر پورا کیا۔ دیکھو مولوی محمد علی کا ترجمہ۔

۳۸۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہ لیگا۔ مقابلہ کرو زبور ۴۹: ۷ " کوئی اپنے بھائی کا فدیہ ہرگز نہیں دے سکتا۔ اور نہ خدا کو ان کا کفارہ دے سکتا ہے"

۳۹ سے ۴۴ تک کے ساتھ مقابلہ کرو۔ اکرنتھی ۳: ۱۳ " وہ آگ ہر ایک کام کو خود آزما

لے گی۔ کہ کیسا ہے۔ جس کا کام اس پر بنا ہوا باقی رہے گا وہ اجر پائے گا اور جس کا کام جل جائیگا وہ نقصان اُٹھائے گا"۔ نیز دیکھو ۲ کرنتھی ۹: ۶ "جو تھوڑا بوتا ہے وہ تھوڑا کاٹیگا اور جو بہت بوتا ہے۔ وہ بہت کاٹے گا۔ جس قدر ہر ایک نے اپنے دِل میں ٹھیرایا ہے۔ اُسی قدر دے"۔

۴۹۔ شعریٰ کا مالک۔ نذیر احمد صاحب نے اپنے قرآن کے حاشیہ میں یہ درج کیا ہے۔ کہ عرب کے بعض قبیلے ستارہ شعریٰ کی بھی پرستش کرتے تھے۔ غیاث اللغات میں لکھا ہے "آں ستارہ رُوشن است کہ بعد از جوزا برآید۔ چنانچہ در آخر زمستان سرشام بر فلک نمایاں می شود وشعریٰ دو ہستند یکے راشعری عبور خوانند۔۔۔ وآن بسیار روشن است۔ ودیگرے را غمیصا مانند بُغمِ عین۔۔۔ یعنی کم روشنی دارد۔ وآں روشن نیست ومشہور شعری عبور است کہ آنرا در ایام جاہلیت بعض قریش بخدائے پرستش میکردند۔ شعری شامی ستارہ است کم روشن کہ بطرف شمال طلوع کند۔۔۔ لہذا بشام نسبت کردند۔ شعری یمانی ستارہ است روشن کہ بطرف جنوب تابد۔ چوں یمن بجنوب عرب واقع است لہذا بہ یمن نسبت کردند۔۔۔

ممکن ہے کہ یہاں ایسے ستارہ کی طرف اشارہ ہو لیکن قرینہ یہ چاہتا ہے۔ کہ جب صحف موسیٰ کا ذکر ہو اور کتاب مقدس کی عام تعلیم کا بیان ہو تو وہاں بت پرستوں کے دیوتاؤں کے ذکر کی ضرورت نہ تھی اور نہ اس امر کی۔ کہ خدا ایسے دیوتاؤں کا رب کہلائے۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ یہاں یسعیاہ نبی کے صحیفہ کی طرف اشارہ ہے جہاں یسعیاہ کے بیٹے شِعریاشوب کا ذکر ہے۔ اِس نام کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک بقیہ خدا کی طرف پھریگا۔ اور نبیوں کی کتابوں میں بار بار اس شعر کا ذکر ہے عبرانی میں شعر کے معنی بقیہ کے ہیں۔ سارا اسرائیل خدا کی طرف نہ پھریگا۔ بلکہ ایک بقیہ اور خدا اُس بقیہ کا رب کہلاتا ہے۔ اسلام میں بھی سارے مسلمان نجات نہ پائیں گے۔ بلکہ اُن میں سے ایک بقیہ جو حقیقی مسلمان ہونگے نجات پائیں گے۔ ہم اس اپنے خیال کی طرف علمائے اسلام کی توجہ دلاتے ہیں۔ کہ کیا یہ معنی زیادہ شاندار اور قرینہ کے مطابق نہیں۔ اور مابعد میں بھی کتاب مقدس کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔

۵۰ سے ۵۲۔ اقوام عاد۔ ثمود اور قوم نوح۔ جن پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ سدوم وعمورہ کی بستیاں آگ وگندھک سے برباد ہوئیں۔ اِن سب کا ذکر توریت شریف میں آیا۔ اور اِن سے ایمانداروں اور بے ایمانوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

۵۶۔ ڈر سنانے والے۔ یعنی غضب الٰہی سے آگاہ کرنے والے۔ محمد صاحب بھی آنے

والی سزا کی خبر دینے والے تھے۔ اس آنے والے دن کو بائیبل شریف میں خداوند کا دن کہا ہے۔ محمد صاحب نے نہ صرف روز عدالت کا خوف دلایا۔ بلکہ اردگرد ملکوں پر جو مصیبتیں جلد آنے والی تھیں۔ اُن سے بھی اُن کو آگاہ کیا۔

۶۱۔ بس خدا کے آگے سجدہ کرو۔ پہلے اور دوسرے موسوی احکام میں یہی حکم ہے۔ خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانو اور سوائے اس کے کسی دوسرے کی پرستش نہ کرو۔ توریت شریف میں یہ حکم ہے (استثنا ۶ : ۱۶)، اور اسی کے مطابق خداوند یسوع نے فرمایا "اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر (متی ۴:۱۰)

۲۴۔ سورہ عبس

مکی — سورہ ۸۰

۱ سے ۱۰۔ محمد صاحب کا ایک اندھے پر تیوری چڑھانا۔

۱۱ سے ۱۶۔ مقدس نوشتوں کا ذکر ہے۔ جن میں یہ تعلیم پائی جاتی ہے۔

۱۷ سے ۳۲۔ انسان پر خدا کی برکتیں۔

۳۳ سے ۴۲۔ بہرہ کر دینے والی چیخ۔

اس سورہ کے پہلے لفظ عبس سے اِس سورہ کا نام عبس رکھا گیا۔ اِس لفظ کے معنی ہیں "چیں بجبیں ہوا"۔ یا تیوری چڑھائی۔ علمائے اسلام کا خیال ہے۔ کہ یہاں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب محمد صاحب رؤسائے قریش کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے۔ کہ اِس اثنا میں عبداللہ بن اُم مکتوم نابینا آیا۔ اور محمد صاحب سے درخواست کی کہ اُسے کچھ تعلیم دے۔ لیکن محمد صاحب کو اس کی یہ مداخلت بری لگی۔ اور تیوری چڑھائی اس پر خدا نے اُن کو تنبیہ کی۔ کہ غریبوں سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہیئے۔

اِن آیات میں وہی سبق ہے۔ جو بزرگ یعقوب کے خط میں پایا جاتا ہے۔ "اے میرے بھائیو ہمارے خداوند ذوالجلال یسوع مسیح کا ایمان تم میں طرفداری کے ساتھ نہ ہو کیونکہ اگر ایک شخص تو سونے کی انگوٹھی اور عمدہ پوشاک پہنے ہوئے تمہاری جماعت میں آئے۔ اور ایک غریب آدمی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ اور تم اُس عمدہ

پوشاک والے کا لحاظ کرکے کہو کہ تو یہاں اچھی جگہ بیٹھ اور اُس غریب شخص سے کہو کہ تو وہاں کھڑا رہ یا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ ..... سنو کیا خدا نے اس جہان کے غریبوں کو ایمان میں دولتمند اور اُس بادشاہت کا وارث ہونے کے لئے برگزیدہ نہیں کیا"۔ لیکن تم نے غریب آدمی کی بےعزتی کی۔ کیا دولتمند تم پر ظلم نہیں کرتے .... " (یعقوب ۲: ۱ سے ۷)

اگر قرآن میں اِسی نوشتے کی طرف اشارہ مان لیا جائے تو محمد صاحب پر سے وہ اعتراض اُٹھ جاتا ہے۔ جس کے رفع کرنے کے لئے علمائے اسلام نے بے فائدہ کوشش کی۔ اور یہاں خدا نے محمد صاحب سے خطاب نہیں کیا۔ کیونکہ جہاں محمد صاحب سے خطاب ہے۔ وہاں صیغہ واحد حاضر آتا ہے اور یہاں صیغہ واحد غائب اِستعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہاں عوام کے لئے نصیحت ہے۔ نہ محمد صاحب سے عتاب وتنبیہ کا ذکر ہے

۱۱ سے ۱۶ مقدس نوشتوں کی تعریف۔ تقریباً یہی تعریف خدا کے کلام یا بائبل میں ملتی ہے۔

۱۷ سے ۳۲۔ انسان پر خدا کی برکتیں۔ لیکن انسان ناشکر گزار ہے۔

۱۷۔ ناشکر۔ خداوند یسوع نے دس کوڑھیوں کو شفا دی۔ لیکن اُن میں سے ایک نے آکر یسوع کے پاؤں میں گر کر شکریہ ادا کیا۔ اِس پر خدا نے فرمایا"۔ کیا دسوں پاک صاف نہ ہوئے۔ پھر وہ نو کہاں ہیں۔ کیا سوائے اِس پردیسی کے اَور کوئی نہ نکلا جو لوٹ کر خدا کی تمجید کرے (لوقا ۱۷: ۱۱ سے ۱۹)

۱۸ سے ۲۲۔ انسان کی پیدائش اور انجام۔ انسانی فطرت اور قدرتی حالت کا عمدہ بیان ہے

۲۳۔ لیکن انسان نے خدا کی حکم عدولی کی۔ اگرچہ خدا نے طرح طرح کی برکتیں نازل کیں خدا شاکی ہے کہ انسان نے اُس کے کلمے کو ٹال دیا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں بھی یہی شکایت ہے۔ "میں اپنے تاکستان (اسرائیل) کے لئے کیا زیادہ کرسکتا جو میں نے نہ کیا اور اب جو میں نے اُس کے انگوروں کا انتظار کیا۔ تو کس لئے یہ جنگلی انگور لایا" (یسعیاہ ۵: ۴)

۲۴ سے ۳۱ کے ساتھ مقابلہ کرو (اعمال ۱۴: ۱۷) "چنانچہ اُس نے مہربانیاں کیں اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا اور بڑی بڑی پیداوار کے موسم عطا کئے اور تمہارے دلوں کو خوراک اور خوشی سے بھر دیا"۔ اعمال ۱۷: ۲۴ سے ۲۷" جس خدا نے دنیا اور اُس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا ...... وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔

... تاکہ وہ خدا کو ڈھونڈیں "۔

۲۲۔ روزِ حشر کا ذکر ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا۔ اور ہر شخص نفسی نفسی پکاریگا۔ وہ بڑا خوفناک دن ہوگا۔ " اُس وقت پہاڑوں سے کہنا شروع کریں گے۔ کہ ہم پر گر پڑو۔ اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپاؤ " (لوقا ۲۳: ۳۰۔ مکاشفہ ۶: ۱۵ و ۱۶)

شورِ محشر مشہور ہے "۔ اُس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز سنائی دیگی اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائے گا۔ اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے۔ ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے " (۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۵ سے ۱۷)

۳۹ سے ۴۲۔ اُس دن بدکاروں کی حالت۔ "جس گھڑی" اُس وقت اُن پر اس طرح ناگہاں ہلاکت آئے گی۔ جس طرح حاملہ کو درد لگتا ہے۔ اور وہ ہرگز نہ بچیں گے " (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۳) "پر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سارے جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا یہ دوسری موت ہے " (مکاشفہ ۲۱: ۸)

۲۵۔ سورۃ القدر

سورہ ۹۷

۱۔ اس آیت سے علمائے اسلام نے یہ سمجھا کہ قرآن شریف اِس رات میں نازل ہوا۔ لیکن چونکہ یہ بھی واقعی امر ہے۔ کہ قرآن شریف ۲۳ سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ اس لئے اِن دو امور کو تطبیق دینے کی خاطر ایسی احادیث کو ماننا پڑا۔ جن میں ذکر ہے کہ قرآن شریف اس رات میں لوحِ محفوظ سے آ کر ایک زیریں آسمان میں ٹھیرا۔ اور وہاں سے تھوڑا تھوڑا حضرت جبرئیل کے ذریعہ محمد صاحب کو ملتا رہا۔

چونکہ قرآن کا ہر جزو بھی قرآن کہلاتا ہے۔ اِس لئے یہاں کسی خاص مکاشفہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو اُسی رات یعنی لیلۃ القدر کو نازل ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ رات بھی قدر۔ (عظمت کی رات) کہلائی۔ اِسی طرح ۴۴: ۳ میں یہ رات مبارک رات کہلاتی ہے۔

بائیبل شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیا کو اکثر رات ہی کے وقت الہام ہوا کرتا تھا۔

چنانچہ لکھا ہے ۔ کہ خدا اسرائیل سے رات کی رویتوں میں کلام کرتا تھا (پیدائش ۴۶ : ۲)۔ نہ صرف حضرت اسرائیل یعنی حضرت یعقوب سے خدا نے رات کے وقت کلام کیا۔ بلکہ حضرت سموئیل سے (۱ سموئیل ۱۵ : ۱۱) حضرت سلیمان سے (۲ تواریخ ۱ : ۷) حضرت دانیال سے (دانیال ۲ : ۱۹)۔ حضرت پطرس اور پولس کو بھی رات کے وقت رویا ملیں (اعمال ۵ : ۱۹ و ۱۲ : ۶ و ۱۶ : ۹)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کوئی ایسی رات تھی ۔ جو شب قدر کہلاتی ہوگی ۔ اس آیت کے نازل ہونے سے شب قدر نہیں کہلائی ۔ بائیبل سے اس سوال کا جواب یہ ملتا ہے " یہ خداوند کی وہ رات ہے ۔ جو چاہئے ۔ کہ خوب یاد رکھی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خداوند کی یہ وہی رات ہے ۔ جسے چاہئے ۔ کہ سارے بنی اسرائیل اپنے قرنوں میں یاد رکھیں " (خروج ۱۲ : ۴۲) یہودیوں کی سالانہ عید فسح اسی رات کی یادگاری میں منائی جاتی تھی ۔ اور یہودیوں کا کلیسیائی سال اسی وقت سے شروع ہوا ۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس آیت میں بھی وہی مشہور رات سمجھی جائے ۔

لیکن اہل اسلام آج تک شک میں ہیں ۔ کہ وہ رات کونسی ہوگی ۔ ان کے نزدیک ماہ رمضان کی ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ تاریخ کی رات ہوگی ۔ اور غالباً ۲۷ یا ۲۹ تاریخ کی رات ماہ رمضان کا ذکر سورہ ۲ : ۱۸۵ میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا ۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیحیوں کے درمیان محمد صاحب کے ایام میں اسی موسم میں چالیس روزہ رکھنے کا دستور تھا اور وہ روزے عید فسح کے شروع ہونے پر ختم ہوتے تھے ۔ کیونکہ عید فسح کے بعد اتوار مسیحیوں کے درمیان مانا جاتا تھا ۔ جسے مسیح کے جی اٹھنے کی یادگار میں کلیسیا مانتی چلی آئی ہے ۔ اور آج تک لنٹ روزوں کے بعد یہ عید ساری مسیحی دنیا میں مانی جاتی ہے ۔

اس رات کو خاص مکاشفہ بنی اسرائیل کو ملا ۔ اور مصریوں کے پہلوٹھے اسی رات مارے گئے ۔ اور اسرائیلیوں کے بچوں کو کچھ نقصان نہ ہوا ۔ اسی معجزے اور مکاشفہ کا نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ فرعون جیسا سنگدل بادشاہ موم ہو گیا ۔ اور بنی اسرائیل کو اس ملک سے نکل جانے کی اجازت دی ۔

مسلمانوں میں رمضان کے آخری دس دنوں کے لئے مسجدوں میں اعتکاف کرنے کا

دستور ہے۔ اور یہ مناسب ہے۔ اگر ہم خدا سے کسی مکاشفہ کے متوقع ہیں تو ہمیں روزہ اور دعا میں مشغول ہونا چاہئے۔ جیسے دس احکام کے ملنے سے پیشتر حضرت موسیٰ نے روزہ رکھا۔ اور خداوند یسوع نے اپنی خدمت کے شروع میں روزہ رکھا۔ روزہ رکھنا نہایت مفید اور روحانی زندگی کا بڑا ممد ہے۔ بشرطیکہ سچے دل سے گناہوں پر تائب ہو کر رکھا جائے۔

بائیبل میں یہ لفظ رات نہ صرف دِن کی ضد ہے۔ بلکہ کسی بلا کے اچانک نازل ہونے کے لئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔ (یوحنا ۱۲: ۲۰)۔ زمانہ جہالت و بے ایمانی کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے۔ (رومیوں ۱۳: ۱۲) "رات بہت گذر گئی اور دِن نکلنے والا ہے"۔ مصیبت کے معنی میں بھی یہ لفظ آیا ہے (یسعیاہ ۲۱: ۱۲) اور نیز موت کے لئے (یوحنا ۹: ۴)

۳۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے"۔ مقابلہ کرو زبور ۹۰: ۴ سے جہاں لکھا ہے کہ ہزار برس تیرے آگے ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا اور جیسے ایک پہر رات"

مولوی محمد علی صاحب نے جو تفسیر اس جملہ کی پیش کی ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک ہزار مہینے تقریباً ۸۳ سالوں کے برابر ہوتے ہیں۔ یعنی ایک صدسال سے ۱۲ سال کم اور مسلمانوں کی ایک حدیث ہے۔ کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد برپا ہوتا ہے اور وہ مجدد تقریباً ۲۰ سال کام کرتا ہے اور یہ بیس سال باقی اسی سالوں سے بہتر ہیں

۴۔ فرشتے اور روح۔ حضرت اسرائیل یعنی یعقوب کو جو مکاشفہ رات کے وقت ملا اُس میں حضرت ممدوح نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے دیکھا۔ جس کا ذکر انجیل شریف میں بھی ہوا۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ تم آسمان کو کھلا ہوا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اُترتے دیکھو گے"۔ (یوحنا ۱: ۵۱)

۵۔ "وہ طلوع فجر تک ہے"۔ مقابلہ کرو ۲ پطرس ۱: ۱۹) "وہ ایک چراغ ہے۔ جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے۔ جب تک پو نہ پھٹے اور صبح کا ستارہ تمہارے دِلوں میں نہ چمکے"۔

نوٹ: ۔ اِس سورہ کے شان نزول کے متعلق یہ دو روایات بھی بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے ایک قصہ بیان کیا۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ کہ تمام رات اللہ کی عبادت کرتا اور تمام دشمنان خدا سے لڑتا اور مسلح جہاد کرتا رہتا۔ ہزار

ماہ تک اسی طرح ریاضت میں مشغول رہا۔ صحابہ نے افسوس کے طور پر عرض کیا یا رسول اللہ ہماری عمریں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اِس کوتاہی عمر پر اس بندے جیسی عبادت کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی کہ ایک شب قدر کی عبادت اُس ہزار مہینوں کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے۔

۲۔ کہتے ہیں۔ کہ پہلے تمام یہود و نصاریٰ اِس بات پر متفق تھے کہ ضرور نبی آخرالزمان پر ایمان لائیں گے۔ جس وقت محمد صاحب نے نبی آخرالزمان ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو سوائے چند کے کوئی ایمان نہ لایا۔ اس کا حال بیان کرنے کو یہ سورہ نازل ہوئی ؛

۲۶۔ سورۃ والشمس

سورہ مکی — سورہ ۹۱ — ۱۵ آیات

اِس سورہ کا مقصد اتنا ہے۔ کہ جو شخص اپنی روح کو پاک کرتا ہے وہ مبارک ہے اور جس نے اُسے خراب کیا وہ خسارہ اٹھائے گا۔ اِس کی تشریح کے لئے قوم ثمود کی مثال دی۔ جنھوں نے صالح کی اونٹنی کو مار دیا اور خدا کا عذاب اُن پر نازل ہُوا۔ اور اس کی تصدیق سورج چاند۔ دن و رات۔ آسمان و زمین کے قیام سے کیا۔ جب تک یہ باقی ہیں۔ اُس کا قول بھی قائم رہیگا بلکہ اس سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں، کہ "آسمان و زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی" اِسی قسم کی عبارت یسعیاہ نبی نے استعمال کی۔

"سن اے آسمان اور کان لگا اے زمین"۔ یہاں قسم کا اتنا خیال نہیں جتنا خدا کے کلام اور اُس کے قوانین کی استواری اور پائداری کا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد علی صاحب نے یہاں قسم ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہ تم غور کرو اور خدا کے حکموں پر عمل کرو۔ ورنہ تمہارا حال ویسا ہی ہوگا۔ جو قوم ثمود کا ہُوا۔

ثمود کے معنی ہیں " پانی طلب کرنا"۔ اِس قصہ میں ذکر آتا ہے کہ صالح نبی نے یہ حکم دیا تھا۔ کہ وہ اس اونٹنی کو اپنے ساتھ پانی پینے دے (دیکھو سورہ ۵۴ : ۲۸ : ۹۱ : ۱۲)

قوم عاد کی طرح یہ بھی عرب کی کوئی قدیم قوم تھی۔ جو اب نیست و نابود ہے۔ اس قوم کو صالح نبی نے اپنی اونٹنی کی حفاظت کے لئے حکم دیا۔ لیکن انہوں نے جو بے ایمان تھے

یا خاص نو شخصوں نے (سورہ ۲۷ : ۴۹) اس اونٹنی کی کونچیں ماریں۔ اور اس لئے اس قوم پر عذاب نازل ہوا۔

بعض مفسروں نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ اس قوم کا جد امجد ثمود بن جد۔ بن آرام بن سام بن نوح تھا۔ بعضوں نے سمجھا کہ اصحاب الحجر جن کا ذکر سورہ ۱۵ : ۸۰ میں ہؤا۔ وہ اہل ثمود تھے لیکن یہ معتبر نہیں۔ صالح نبی کا نام بھی بائیبل میں نہیں ملتا۔ اور نہ اس قصہ کا کہیں ذکر ہے اور نہ یہودیوں کی روائتوں میں یہ قصہ مذکور ہے۔ البتہ یہ نام صالح ایک نام سے ملتا ہے۔ جو پیدائش ۱۰ : ۲۴ میں آیا ہے بنام سلح۔ یہ ارفکسد بن سام تھا۔ شاید عربی میں یہ بدل کر صالح ہو گیا ؛

۲۷- البروج

سورہ مکی — سورہ ۸۵ — بتیس آیات۔

البروج جمع برج۔ لفظی معنی گنبد۔ اصطلاح میں آسمان کے وہ بارہ حصے جو علم ہیئت والوں نے ستاروں کی رفتار اور ان کے مقام سمجھنے کے لئے مقرر کر رکھے ہیں اور ہر ایک حصے میں جو ستارے واقع ہیں۔ اُن کی مختلف اشکال ہیں مثلاً بیل۔ مچھلی (ثور۔ حوت) وغیرہ ان شکلوں کے مطابق ان حصوں کے نام رکھ دیئے گئے۔ مثلاً برج ثور (بیل) سے مراد آسمان کا وہ حصہ ہے جس میں چند ستارے مل کر بیل کی شکل میں واقع ہیں۔

۱۔ مولانا محمد علی نے برج کا ترجمہ ستارہ کیا ہے اور یہاں بھی قسم کھانا مراد نہیں لی بلکہ یہ کہ ان پر "غور کرو"۔ اور یہ ترجمہ کیا "ستاروں سے بھرا آسمان"۔ حضرت ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کو یہ برکت ملی تھی۔ کہ ان کی اولاد "آسمان کے تاروں" کی مانند ہو گی (پیدائش ۲۲ : ۱۷ وغیرہ)

۲۔ یوم الموعود۔ مقررہ دن۔ قیامت کا یا روز عدالت کا۔ چنانچہ اعمال ۱۷ : ۳۱ میں لکھا ہے۔ کہ "اُس نے ایک دن ٹھیرایا ہے جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت کرے گا"۔ محمد صاحب نے بار بار اس دن کا خوف عربوں کو دلایا۔

۳۔ شاہد و مشہود۔ گواہ اور جس کی گواہی دی جائے۔ ان الفاظ کی تفسیر میں علما کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے جمعہ کے دن کو شاہد اور عرفہ کو مشہود کہا۔ (۲) بعضوں نے دونوں کو مشہود کہا ہے۔ (۳) بعضوں نے انسان کے اعضا کو شاہد سمجھا کہ وہ لوگوں کے اعمال کی گواہی دیں گے

اور لوگوں کو مشہود (۲)۔ بعضوں نے پیغمبر کو شاہد اور اُمت کو مشہود سمجھا۔

یہ اختلاف بائیبل کی مدد سے جاتا رہتا ہے۔ وہاں شاہد حواری اور روح القدس ہیں۔ اور مسیح مشہود (یوحنا ۱۵: ۲۷ ؛ لوقا ۲۴: ۴۸ ؛ اعمال ۱: ۸ وغیرہ) بلکہ خود مسیح "سچا گواہ" اور خدا مشہود ہے (مکاشفہ ۱: ۵)

۴ "خندقوں والے"۔ اصحاب الاخدود۔ اِس قصہ کی تشریح میں تین مختلف بیانات ہیں اُن میں ایک مشہور بیان یہ ہے۔ کہ یمن کا ایک بادشاہ ذو نواس نامی تھا۔ جو مذہب کا یہودی تھا اُس نے چند مسیحیوں کو آگ کی بھری خندق میں ڈلوا کر مروایا۔ مولانا بیضاوی کا یہ خیال ہے کہ بنوکدنضر شاہ بابل نے تین یہودی نوجوانوں سدرک۔ میسک اور عبدنجو کو آگ میں ڈلوایا (دانیال ۳: ۱۹ سے ۲۱)۔ ان کو خدا نے بچا لیا۔ اِس پر بادشاہ نے ان کے مخالفوں کو ڈلوایا اور وہ سب جل کر بھسم ہو گئے۔

یہاں خندق کی لڑائی کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ جو محمد صاحب نے اپنی فوج کی حفاظت کے لئے کھدوائی تھی۔ بیضاوی کا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دانیال اور اس کے رفیق خدائے واحد کے ماننے والے تھے۔ جس کی وجہ سے بت پرست بادشاہ نے اِن تین نوجوانوں کو آگ کی بھٹی میں ڈالوایا۔

۹۔ مقابلہ کرو۔ دانیال ۶: ۲۶ "وہی زندہ خدا ہے اور ہمیشہ قائم ہے اور اُس کی سلطنت لازوال ہے"۔

۱۷۔ لشکروں۔ فرعون کا لشکر بحیرہ قلزم میں غرق ہُوا۔

۲۱۔ قرآن مجید لوح محفوظ میں۔ یہ لفظ قرآن مختلف معنی میں مستعمل ہے۔ اس لئے لوح محفوظ سے اس کے معنی محدود ہو سکتے ہیں۔ قرآن شریف میں لوح کا لفظ حضرت موسیٰ کی توریت کے لئے آیا ہے (سورہ ۷: ۱۴۵ و ۱۵۰ و ۱۵۴) خاص دس احکام کے لئے جو دو لوحوں یعنی تختیوں پر لکھے حضرت موسیٰ کو ملے تھے۔ جس کے بعد بنی اسرائیل نے بچھڑا بنا کر اُس کی پرستش کی۔ اور حضرت موسیٰ نے ناراض ہو کر اُن تختیوں کو توڑ ڈالا اور پھر نئی تختیاں اُسے عطا ہوئیں (خروج ۲۰: ۱ سے ۱۷ ؛ ۳۲: ۱ سے ۲۹ ؛ ۳۴: ۱ سے ۲۹)۔ اس لئے ہماری رائے میں یہاں بھی قرآن مجید سے مراد توراۃ اور خاصکر دس احکام ہیں۔ جو لوح محفوظ پر لکھے تھے۔ اور اگر یہ قانون درست ہے۔ کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنا بہتر ہے تو ہم یاد رکھیں کہ سورہ

اعراف میں تین دفعہ اِن لوحوں سے وہ لوحیں مراد ہیں۔ جو حضرت موسےٰ کو ملی تھیں جن پر دس احکام کندہ تھے۔ اور کہیں قرآن موجودہ کی نسبت یہ نہیں لکھا کہ وہ لوح محفوظ میں لکھا تھا۔ اِس لئے اس مقام کی تفسیر سورہ اعراف کے مطابق کریں۔ کیونکہ سورہ اعراف سورہ بروج کے بعد نازل ہوئی۔ اگر لوح محفوظ سے موسےٰ کی لوحوں کے سوا کچھ اور مراد ہوتی تو سورہ اعراف یا دیگر مابعد سورتوں سے تشریح ہو جاتی۔

علاوہ ازیں قرآن کے بارہ میں چند ایک بیان خود موجودہ قرآن میں ایسے آئے ہیں جن سے مذکورہ بالا رائے کی تائید ہوتی ہے مثلاً (۱) سورہ عبس ۸۰ : ۱۱ سے ۱۵ میں ذکر ہے۔ کہ وہ " اوراق میں ہے۔ جن کی تعظیم کی جاتی ہے اور لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جو بزرگ اور نیکوکار ہیں"۔ یہاں بھی قرآن سے توریت شریف کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے۔ سورہ الشعرا ۲۶ : ۱۹۷ " اِس میں شک نہیں کہ یہ اگلی کتابوں میں ہے۔ کیا لوگوں کے لئے یہ دلیل نہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم اِس سے واقف ہیں۔ بنی اسرائیل کے عالم موجودہ قرآن سے تو واقف نہ تھے۔ کیونکہ وہ اب تک پورا نازل نہ ہوا تھا۔ لیکن جس سے وہ واقف تھے وہ توریت شریف اور دس احکام تھے۔ یہ لفظ قرآن مختلف المعنی ہے۔ توریت۔ موجودہ قرآن کا کوئی حصہ۔ پورا قرآن اس لئے ہر موقعہ پر اِس کے معنی دریافت کرنے چاہیئے کہ یہ لفظ کس معنی میں آیا ہے۔

۲۸۔ سورۃ التین

سورہ مکی — سورہ ۹۵

۱۔ اگر یہاں بھی بجائے قسم کھانے کے "غور کرو" ترجمہ کریں تو بہتر ہوگا۔ " انجیر پر غور کرو" حضرت مسیح نے بھی ایسی نصیحت کی " اب انجیر کے درخت سے ایک تمثیل سیکھو" (متی ۲۴ : ۳۲ : ۳۳) جب اُس کی ڈالی نرم ہوتی اور پتے نکلتے ہیں تو جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے۔ اِسی طرح جب تم اِن سب باتوں کو دیکھو۔ تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے"۔ البتہ تفسیر حسینی میں انجیر کے طبی فوائد کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن ہمیں مولانا محمد علی سے اتفاق ہے۔ کہ انجیر کا درخت یہودی قوم کی ایک مثال ہے جو ہری بھری تو نظر آتی ہے۔ لیکن پھل اُس میں نہیں۔ اور خداوند مسیح کے حکم سے وہ درخت سوکھ گیا جس سے یہ ظاہر کیا گیا کہ یہودی قوم پر

ایسی ہی سزا نازل ہوگی۔ جو ۷۰ء میں نازل ہوئی اور وہ قوم ساری دنیا میں تتر بتر ہو گئی (متی ۲۱:
۱۹ سے دیکھو یسعیاہ ۲۴ باب)

"زیتوں پر غور کرو"۔ زیتون بھی یہودی قوم کا نشان تھا۔ جس کی ڈالیاں بے ایمانی کے
باعث کاٹی گئیں اور اُس کی جگہ مسیحی ایماندار پیوند کئے گئے (رومیوں ۱۱: ۱۵ سے ۲۴)
ایک دوسرے موقعہ پر بھی زیتوں کی رویت کے ذریعہ خداوند کے دو ممسوح بندوں کا ذکر
ہوا (زکریاہ ۴: ۱ سے ۱۰) جس کی طرف اشارہ قرآن میں پایا جاتا ہے (سورہ النور ۲۴: ۳۵)

۳۔ "کوہ سینا پر غور کرو"۔ جہاں حضرت موسےٰ کو خدا کی طرف سے مکاشفہ اور شریعت
ملی۔ جس کی نسبت لکھا ہے"۔ تم اُس پہاڑ کے پاس نہیں آئے۔ جس کا چھونا ممکن تھا اور وہ آگ سے
جلتا تھا۔ اور اُس پر کالی گھٹا اور تاریکی اور طوفان۔۔۔۔ اور وہ نظارہ ایسا ڈراونا تھا۔ کہ موسیٰ
نے کہا میں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں"۔ (عبرانی ۱۲: ۱۸ سے)

اِن تینوں مثالوں سے یہ ظاہر ہے کہ خدا نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیتا ہے۔

۴ آیت میں جو بیان ہے اُسکے ساتھ مقابلہ کریں۔ رومیوں ۱: ۲۱ سے ۲۳ تک جہاں ذکر ہے۔ کہ
انسان نے بت پرستی کے ذریعہ آپ کو کہاں تک پست کر دیا۔ اِن حوالوں کی روشنی میں یہ سورہ بخوبی
واضح ہو جاتی ہے۔

مکی۔ ۲۹۔ سورۃ القریش سورہ ۱۰۶

۱۔ قریش فرقہ کا جد امجد نضر بن قنہ بتاتے ہیں۔ اس لفظ کا ترجمہ کیا گیا "ایک ایسا
جانور جو سمندر میں رہتا ہے۔ جو دوسرے دریائی جانوروں پر گذران کرتا ہے۔ مگر اُسے کوئی
نہیں کھا سکتا۔ اِسی قسم کا نام بائیبل میں مصر کو دیا گیا (یسعیاہ ۳۰: ۷) ایک دریائی اژدہا
جو بہت کھاتا ہے اور پھر سُست پڑا رہتا ہے۔ اِسی قسم کا ایک دوسرا سمندری جانور لویاتان
تھا۔ وہ بھی مصر کا نشان تھا۔ اُس کا ذکر بھی بائیبل میں کئی دفعہ آیا ہے (یسعیاہ ۲۷: ۱ ز
زبور ۱۰۴: ۲۶ و ۷۴: ۱۴) اور غالباً لفظ قریش کے معنی میں اِس قوم کے کھاؤ اور پیٹو
اور سست ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔ جن میں روپیہ کمانے کی حرص بہت تھی۔ اِسی

وجہ سے وہ شام وغیرہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ چونکہ خانہ کعبہ کے یہ محافظ تھے۔ اِس لئے انہوں نے اِس عہدہ کو یہودی کاہنوں کی طرح روپیہ کمانے کا وسیلہ بنا لیا جس کی وجہ سے حضرت مسیح نے اُن کی نسبت یہ فرمایا "میرے گھر کو تجارت کا گھر نہ بناؤ۔" لکھا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر کہلائیگا۔ مگر تم اُسے ڈاکوؤں کا کھوہ بناتے ہو" (یوحنا ۲: ۱۶ و متی ۲۱: ۱۳) ہمارے خیال میں اِسی قسم کی ملامت اس سورہ میں پائی جاتی ہے۔ کہ خدا نے اُس قوم کو خانہ کعبہ کا محافظ بنا کر سارے عربوں میں ان کو عزت دی۔ اُن کو بیرونی حملوں سے بچایا۔ مگر انہوں نے بجائے شکر گزار ہونے کے اس کو روپیہ کمانے کا وسیلہ بنا لیا۔

۳۰۔ سورۃ القارعۃ

مکی — سورہ ۱۰۱

۱۔ کھڑکھڑا ڈالنے والے سے حادثہ عظیم مراد ہے (سورہ ۱۳: ۳۱) چونکہ ایسی بڑی مصیبت روز قیامت سے پہلے نمودار ہوگی اور سخت بھونچال آئے گا۔ "اُس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی۔ کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔" (متی ۲۴: ۲۱)۔ "آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائینگی" (متی ۲۴: ۲۹)۔ بڑے بڑے بھونچال آئیں گے (لوقا ۲۱: ۱۱)۔ اِس لئے القارعۃ قیامت کے دن کا نام ہے۔ اس لفظ سے ایسی مصیبت مراد ہے۔ جس سے کوئی قوم روئے زمین پر سے تباہ ہو جائے (سورہ الحاقہ ۶۹: ۱)

۴ و ۵ آیات میں اِس دن کی مزید تشریح کی گئی۔ جس کے ساتھ مقابلہ کریں "اُس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے۔ ... اور زمین اور اُس پر کے کام جل جائینگے" (۲ پطرس ۳: ۱۰) نیز مقابلہ کرو مکاشفہ ۶: ۱۲ سے ۱۷)

۹۔ ہاویہ۔ ایسی گہری جگہ جس کی تھاہ نہ مل سکے۔ بائبل میں یہ اتھاہ گڑھا کہلاتا ہے (مکاشفہ ۹: ۱ سے ۱۱ و ۱۷: ۸ و ۲۰: ۱ و ۳)۔ لفظ ہاویہ کے لغوی معنی ہیں "نیچے گرنا"۔ یہاں لفظی طور پر اُمہ ہاویہ کے معنی ہونگے جس کی ماں ہاویہ ہوگی یعنی جس کے شکم میں وہ پڑا رہے گا۔

۱۱۔ یہ اس کی مزید تشریح ہے۔ جو بائبل کی تشریح کے مطابق ہے۔ عبرانی میں شیول

اور یونانی میں حادیس کے یہی معنی ہیں۔

۳۱۔ سورۃ القیمہ

سورۃ ۷۵

اس سورہ کا مضمون قیامت ہے اور مُردوں کا جی اُٹھنا۔

۱ سے ۱۵ تک۔ قیامت کی شہادت

۱۶ سے ۱۹ تک۔ قرآن کی ترتیب اور جمع کرنا الہی مکاشفہ ہے

۳۰ سے ۳۰ ۔ بڑی مصیبت۔

یہ سورہ غالباً نبوت کے چوتھے سال نازل ہوئی۔

۱۔ یوم القیامت۔ قیامت کے دن پر غور کرو۔

۲۔ نفس لوآمہ۔ سورہ یوسف ۱۲: ۵۳ میں نفس امارّہ کا ذکر ہے جو گویا حکم کرنے کا عادی ہے۔ اِس کے بالمقابل نفس مطمئنہ ہے (سورہ ۸۹: ۲۷)۔

۳۔ اِس سوال اور ہڈیوں کے جمع کرنے کے ساتھ مقابلہ کرو (حزقیل ۳۷: ۱ سے ۱۴) "اُس نے مجھے فرمایا اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں زندہ ہوسکتی ہیں ۔۔۔ اِن سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو۔ خداوند کا کلام سُنو ..... میں تمہارے اندر روح ڈالوں گا اور تم پر نسیں پھیلاؤنگا ..... اور تم زندہ ہو گی اور جانو گی کہ میں خداوند ہوں"

۶۔ روز قیامت کب ہوگا؟ اِسی قسم کا سوال حضرت مسیح کے حواریوں نے پوچھا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ اے استاد پھر یہ باتیں کب ہونگی ۔۔۔ اُس وقت کا کیا نشان ہے"؟ (لوقا ۲۱: ۷ سے ۱۱) چونکہ روز قیامت حضرت مسیح کی آمد ثانی کے وقت ہو گی۔ اس لئے جو نشان آمد ثانی کے بتائے گئے وُہی روز قیامت کے نشان ہیں۔ لیکن ٹھیک وقت نہیں بتایا گیا۔ ایسا ہی قرآن میں قیامت کے دن کے نشان بتائے گئے۔ لیکن ٹھیک دن نہیں بتایا گیا۔ اُس روز سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے

۷ سے ۱۰ تک میں نشانات قیامت ہیں۔

۱۰ سے ۱۲ تک مقابلہ کرو مکاشفہ ۶: ۱۶ و ۱۷ "اور پہاڑوں اور چٹانوں سے کہنے لگے۔ کہ

ہم پر گر پڑو اور ہمیں اس کی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہؤا ہے۔ اور برّہ کے غضب سے چھپا لو۔ کیونکہ ان کے غضب کا روز عظیم آ پہنچا۔ اب کون ٹھیر سکتا ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - -

۱۶ آیت سے ۲۰ تک بالکل الگ مضمون ہے۔ شاید یہ حصہ کسی دوسرے وقت نازل ہوا اور پہلے حصہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ محمدی مفسروں کا یہ خیال ہے کہ یہاں اس وقت کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت جبرئیل وحی لاتے تھے اور جلد جلد پڑھنے سے محمد صاحبؐ کو روکا یا ہدایت کی۔

۱۷ آیت کے ساتھ مقابلہ کرو۔ سورہ ۲۰: ۱۱۳ و ۱۱۴

۲۱ آیت سے پھر قیامت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔

۲۷۔ جھاڑنے والے سے مراد جادوگر یا فسوں گر ہے۔ جو اس مصیبت کو دور کرے۔ جس لفظ کا ترجمہ جھاڑنے والا کیا گیا۔ اس کے لغوی معنے چڑھنے کے ہیں۔ اور بعضوں نے یہ مراد لی ہے کہ کیا رحمت کے فرشتے اُس کے ساتھ چڑھیں گے یا غضب کے فرشتے۔

۲۸۔ مفارقت۔ یعنی موت کا وقت جدائی کا وقت ہے اور قیامت کا وقت بھی جدائی کا ہے جب نیک لوگ بدوں سے جدا کئے جائیں گے۔ دیکھو متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶ "وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا۔

۲۹ "پنڈلی سے پنڈلی"۔ تکلیف کی وجہ سے۔ البتہ بعضوں نے یہاں ساق کا ترجمہ مصیبت کیا ہے۔ لیکن مقابلہ کرو۔ سورہ نمل ۲۷: ۴۴ و ۶۸: ۴۲۔

۳۱ سے ۳۵ میں کسی بے ایمان کی طرف اشارہ ہے۔ جس نے محمد صاحب کی باتوں کی مخالفت کی تھی۔ عام بے ایمانوں کے لئے بھی یہ درست ہے اور کسی خاص بے ایمان کیلئے بھی روایت ہے۔ کہ ابوجہل نے محمد صاحب سے یہ کہا تھا۔ کہ تو اور تیرا خدا ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ اُس پر لعنت کی گئی۔

تُف۔ ایسے موقعہ پر بائیبل میں لفظ واویلا یا افسوس آیا ہے (یسعیاہ ۵: ۸ و ۱۱ و ۱۸) متی ۲۳: ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ وغیرہ) یہ لفظ دُہرایا گیا۔ جس سے تاکید مراد ہے یا یہ کہ دُگنی سزا ملے گی۔

۳۷ سے ۳۹ آیات بھی غالباً ابوجہل کو نصیحت کے طور پر کہی گئیں کہ انسان کیسا ضعیف

البنیان ہے۔ اُس کو خود رُسمجھتا ہیں۔ یا اُن آیات کو ۴۰ آیت کی دلیل گروانا ہے۔ کہ جب خدا نے انسان کو ایسی ذراسی شئے سے پیدا کر دیا۔ تو کیا وہ مُردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟

یہ محاورہ اور لفظ بائیبل میں نہیں آتا۔ وہاں خاک کا ذکر ہے۔ کہ خدا نے خاک سے انسان کو بنایا اور قرآن میں بھی دوسری جگہ خاک کا ذکر آتا ہے۔

۳۲۔ سورہ ویلٌ الکل یا سورۂ ہمزہ

مکی — سورہ ۱۰۴

اِس سورہ میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو نیک اعمال کرنے کی بجائے مال و دولت جمع کرنے میں مصروف ہے۔

۱۔ عیب چینی کرنے کی مذمت انجیل میں بھی ہے دیکھو متی ۷: ۱ سے ۵ ذ رومیوں ۱۴: ۱۳ اور ۴ ذ اکرنتھی ۴: ۵ ذ یعقوب ۵: ۹ وغیرہ

۲ و ۳۔ مال جمع کرنے کی مذمت کے لئے دیکھو متی ۶: ۱۹ سے ۲۱ ذ ا تیمتھیس ۶: ۹ و ۱۰ و ۱۷ سے ۱۹ ذ یعقوب ۵: ۱ سے ۶

اِسی قسم کی ملامت شبنا پر جو بادشاہ کا خزانچی تھا کی گئی (یسعیاہ ۲۲: ۱۵ سے ۱۹)

۴۔ حُطمہ بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور اہلِ اسلام کے نزدیک دوزخ کے دوسرے طبقے کا نام۔ یا دوزخ کے پھاٹک کا نام۔ یہ نام اِس لئے دوزخ کو دیا گیا۔ کہ جو کچھ اُس میں ڈالا جاتا ہے۔ اُسے ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے۔

۷۔ دوزخ کی آگ جو دلوں تک ۔ ۔ ۔ دِل سے بدی نکلتی ہے اس لئے دوزخ کی آگ وہاں سے گویا مشتعل ہوتی ہے

۹۔ "بڑے ستونوں میں" آگ کے بلند شعلے

مکی

۳۳-سورۃ المرسلات

سورہ ۷۷

غالباً نبوت کے چوتھے سال یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اِس کا عام مضمون یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدا کے پیغمبروں کو ردّ کرتے ہیں۔ اُن کا انجام کیسا خراب ہوتا ہے۔

۱۔ مرسلات عرفاً کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب نے بنک پیغمبر کیا ہے۔ جو ماضی میں گزرے اور مولوی نذیر احمد صاحب نے "ہوائیں" کیا۔ اور بعضوں نے "فرشتے" مراد لی۔

خواہ ہوائیں مراد لیں یا پیغامبر یا فرشتے یہ دو قسم کے ہیں۔ جو دھیمی رفتار سے چلتے ہیں اور جو زور سے یا تیزی سے چلتے ہیں۔

۴۔ تیسری صفت ہے جدا کرنا۔

۵۔ چوتھی صفت۔ خیال ڈالنا یا یاد دلانا۔

۶۔ پانچویں صفت ڈرانا

فرشتوں کو ہوا سے تشبیہ دی گئی (عبرانی ۱: ۷)۔ اور روح القدس کو (یوحنا ۳: ۸) اور خدا کے ظہور کا نشان (اسلاطینی ۱۹: ۱۱ و ۱۲)۔ خاص کر دیکھیں اعمال ۲: ۱ سے ۴ "یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور اُنہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھیریں۔

مسیحی کلیسیا میں یہ واقعہ بہت مشہور گزرا ہے۔ بلکہ مسیحی کلیسیا کے جنم کا دن تھا۔ شاید مرسلات عرفاً میں اِسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔

۷۔ اگر مرسلات عرفاً سے اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ جس کا اوپر ہم نے ذکر کیا تو اس وعدہ کی تشریح ہو جائے گی۔ جس کا وعدہ حضرت مسیح نے کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ (مقابلہ کرو لوقا ۲۴: ۴۹ و اعمال ۱: ۴ کا۔ اعمال ۲: ۱ سے ۴ سے)

۷ سے ۱۹ تک میں قیامت اور روز عدالت یا فیصلہ کے دن کا ذکر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا جس دن نیکوں اور بدوں کا حساب ہوگا اور جزا و سزا ملے گی۔ اُس دِن کا نشان ٹھہرا دیکا۔ (و) ستاروں کا ماند پڑنا (ب)، آسمان کا پھٹ جانا (ج)، پہاڑوں کا اُڑ جانا (مقابلہ

کرو متی ۲۴: ۳۹ و ۴۰ و مکاشفہ ۱۴ و ۱۶ : ۲۰) جو لوگ روز عدالت کے منکر تھے - وہ جھوٹے ثابت ہوں گے اور اُن کو سزا ملے گی۔ قدیم زمانے میں ایسے بدکاروں کو جو سزائیں ملیں وہ آئندہ سزا کی دلیل ہیں

۱۹ و ۲۰ میں انسان کی حقیقت کا بیان ہے۔

۲۱ سے ۲۸ تک پھر قیامت اور روز عدالت کا ذکر ہے

۲۹ سے ۳۳ تک دوزخ کا بیان ہے اور

۳۴ سے آخر تک قیامت کا بیان

اس بیان میں تقریباً وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو انجیل شریف میں بیان ہوئیں۔ اِس لئے طوالت کے خوف سے حوالوں کو چھوڑ دیا۔

---

۴۳ - سورہ ق

سورہ ۵۰

۱ سے ۵ تک میں بے ایمانوں کی حیرت کا ذکر ہے۔

۶ سے ۱۱ - قیامت کی صداقت پر فطرت خود گواہ ہے۔

۱۲ سے ۱۵ - ماضی کے لوگوں کی تاریخ سے عبرت کا سبق۔

۱۶ سے ۱۸ - آدمی کے ہر لفظ اور کام محفوظ رہتے ہیں۔

۲۳ سے ۲۹ دوزخ کا نظارہ۔

۳۰ سے ۳۵ نیکی کی جزا اور بدی کی سزا۔

۳۶ و ۳۷ تنبیہ۔

۳۸ - خدا کی طاقت۔

۳۹ و ۴۰ صبر کرنا لازمی ہے۔

۴۱ سے ۴۵ تباہی کا اعلان۔

۱۔ اِس سورہ کے شروع میں صرف قٓ آیا ہے جس کی وجہ سے اِس سورہ کا نام قٓ رکھا گیا۔ قٓ کی تشریح علمائے اسلام نے دو طرح سے کی ہے کہ یہ قادر یا قدیر رجو

خدا کا نام ہے) کی جگہ آیا ہے۔ مزمور ۱۱۱: ۹ آیت کے دوسرے مصرعہ کا نام ق آیا ہے اُس میں درج ہے۔ "اُس کا نام قدوس اور مہیب (قہار) ہے"

قرآن مجید۔ ابھی تک سارا قرآن تو نازل نہ ہوا تھا جیسا کہ شان نزول کی ترتیب سے ظاہر ہے۔ کہ اب تک صرف ۳۲ سورتیں ۱۱۴ میں سے نازل ہوئی تھیں۔ اس لئے جن کو یہ سورہ سنائی گئی ہوگی۔ اُنہوں نے نازل شدہ سورتوں ہی کو قرآن مجید سمجھا ہوگا یا توریت و انجیل و زبور شریف کو جو کہ اہل کتاب کے پاس موجود تھیں۔ جنہیں دوسرے مقام میں "زبر الاولین" کہا ہے (سورہ شعرا: ۱۹۶) توریت کی تعریف میں یہ الفاظ آئے ہیں (۱) فرقان (یعنی فرق کنندہ) سورہ انبیاء ۴۹ (۲) پیشوا اور رحمت (سورہ ہود: ۲۰) (۳) ہدایت و نور (سورہ مائدہ: ۴۸) (۴) ہدایت و رحمت (سورہ انعام: ۱۵۵ ؛ سورہ قصص: ۴۳)۔ (۵) اس سے بڑھ کر کوئی ہادی کتاب اس وقت موجود نہ تھی (سورہ قصص: ۴۹)

اسی طرح انجیل شریف کی تعریف میں آیا ہے کہ وہ (۱) ہدایت و نور ہے (سورہ مائدہ ۴۶) اس تفسیر کی تائید میں ہم یہ دلیل بھی دے سکتے ہیں۔ کہ اہل یہود ساری شریعت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے (۱) تحریر شدہ تعلیم یعنی کتاب (بائیبل) اور (۲) زبانی تعلیم یعنی احادیث۔ تحریر شدہ تعلیم کو وہ "قرا" کہتے تھے۔ جس سے لفظ قرآن نکلا اور زبانی تعلیم یعنی احادیث کو (شانا) اور احادیث کے مجموعہ کا نام مشنا پڑ گیا۔ دیکھو

Judaism and Islam by Geiger p 43

۲۔ جن لوگوں کے درمیان محمد صاحب نے تبلیغ کا کام کیا اور ان کو روز عدالت اور قیامت کے دن سے ڈرایا۔ تو وہ لوگ کہنے لگے۔ کہ سب کا سب غلط ہے۔ جب ہم مر کر مٹی ہو گئے تو کیا پھر زندہ ہو سکتے ہیں؟ الغرض محمد صاحب کے پیغام کو انہوں نے قبول نہ کیا

۴۔ اعمال کے حساب کے لئے اعمالنامہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو کیا کوئی ایسی تحریر محفوظ رہ سکتی ہے۔ جب ہم خاک کے ذرہ بن گئے۔ اُس کے جواب میں خدا یہ کہتا ہے۔ کہ ہم کو ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے۔ چنانچہ بائیبل شریف میں کئی بار ایسی کتاب کا ذکر آیا ہے۔ (دانیال ۷: ۱۰ ؛ مکاشفہ ۲۰: ۱۲ سے ۱۴)

۵۔ جس کو قرار نہیں۔ یہ وہ حالت ہے جسے یعقوب بزرگ نے ان الفاظ میں ظاہر کیا۔ "وہ شخص دودلا ہے اور اپنی ساری باتوں میں بے قیام ہے"۔ اُنہیں اس نے یہ نصیحت کی "اے

دو دِلو اپنے دِلوں کو پاک کرو۔" (یعقوب ۱: ۸ و ۴: ۸)

۶ سے ۱۱ تک فطرت کے نظارہ سے قیامت کی دلیل نکالی گئی۔ زمین و آسمان پر اور جو کچھ اُن میں ہے اُن پر غور کرو۔ انبیاے سلف نے بھی یہی دلیل بار بار اپنے سامعین کے سامنے پیش کی (یسعیاہ ۴۱: ۱۸ سے ۲۰: ۴۰: ۱۲ سے ۱۷) ایوب ۳۸ و ۳۹ باب اِسی قسم کی دلیل سے بھرے ہیں

۱۱- "مری ہوئی بستی۔ غالباً یہ معنی ہیں کہ صحرا کو اُس نے جنگل بنا دیا۔ اور بیابان کو آباد کر دیا جیسا کہ یسعیاہ نبی نے فرمایا تھا (یسعیاہ ۴۱: ۱۸ و ۱۹)

۱۲- نوح کی قوم نے جھٹلایا۔ (پیدائش ۷ باب) حضرت مسیح نے بھی نوح اور طوفان کا حوالہ اپنے سامعین کے سامنے پیش کیا (لوقا ۱۷: ۲۶ و ۲۷ و متی ۲۴: ۳۷ و ۳۸ و نیز دیکھو عبرانی ۱۱: ۷ و ۱ پطرس ۳: ۲)

خندق والوں نے۔ اصحاب الرس کا ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب نے خندق والوں کیا۔ لیکن مولانا محمد علی صاحب نے "الراس کے باشندے" کیا ان کے نزدیک الراس اُس ملک کا نام تھا۔ جس کے ایک حصے میں قوم ثمود بستی تھی۔ بعضوں کی رائے ہے کہ یہ یمامہ کا ایک شہر کا نام تھا۔ علاوہ ازیں راس کے معنی بھی مختلف آئے ہیں۔ مثلاً کنواں۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ جیسے یوسف کو اس کے بھائیوں نے۔ مقابلہ کرو۔ سورہ ۲۵: ۳۸ و ۷: ۶۵ سے ۷۲ و ۱۱: ۵۰ سے ۶۰ و ۱۴: ۹ و ۲۶: ۱۲۳ سے ۱۴۰ و ۲۹: ۳۸ وغیرہ۔

بائبل میں ایک جگہ کا نام رِسّا آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کھنڈرات جو کسی آفت سے تباہ ہو گیا تھا۔ حضرت موسےٰ کے زمانہ میں (گنتی ۳۳: ۲۱ و ۲۲)

۱۴- بن کے رہنے والے یا جھاڑیوں کے رہنے والے حضرت شعیب کے زمانہ کے لوگ شاید مدیان کے لوگ۔ اگر یہ عکو شہر کا یا علاقہ کا نام ہو تو دیکھو قاضی ۱: ۳۱ جو آج کل عکیس کہلاتا ہے

تبع۔ مولوی نذیر احمد صاحب کے خیال میں یمن کا بادشاہ تھا مولانا محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ حِمیری بادشاہوں کا یہ لقب تھا۔

۱۶- خدا سب کے خیالات سے واقف ہے "خدا ہر ایک فعل کو ہر ایک پوشیدہ

چیز کے ساتھ ..... عدالت میں لائیگا" واعظ ۱۲: ۱۴

۱۷- دو ضبط کرنے والے۔ غالباً اُن فرشتوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو مسلمانوں کے نزدیک انسان کے داہنے بائیں رہتے ہیں۔ اور اُن کے نیک و بد اعمال کو لکھتے رہتے ہیں۔ انہیں وہ کراماً کاتبیں کہتے ہیں۔

۲۰- "صور پھونکا جائے گا" انجیل میں بھی یہی ذکر ہے کہ قیامت سے پہلے نرسنگا پھونکا جائے گا۔ (۱ تھسلنیکے ۴: ۱۶ ذ متی ۲۴: ۳۱ ذ ا کرنتھی ۱۵: ۵۲) مقابلہ کرو سورہ ۶: ۷۳

۲۱- ہانکنے والا۔ غالباً فرشتے ہیں اور گواہ بھی فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ یہ ہانکنے والے اور گواہ دونوں سے اعمال مراد ہونگی۔ جن کی وجہ سے وہ مجرم یا بری ٹھیرائے جائیں گے۔ اسی قسم کا محاورہ یسعیاہ ۵: ۱۸ و ۱۹ میں آیا ہے۔

پردہ اُٹھ جائیگا۔ یہ غفلت کا پردہ ہے۔ جس کا ذکر پولس رسول نے ان الفاظ میں کیا" ان کے خیالات کثیف ہو گئے۔ کیونکہ آج تک ..... ان کے دلوں پر وہی پردہ پڑا رہتا ہے۔ وہ پردہ مسیح میں اُٹھ جاتا ہے (۲ کرنتھی ۳: ۱۴ و ۱۵- نیز دیکھو یسعیاہ ۲۵: ۷)۔ اُس روز دینداروں کو بھی دیدار الہی حاصل ہوگا۔ (۱ یوحنا ۳: ۲)

۲۲- "اُس کا ساتھی" یعنی فرشتہ جو اعمال لکھتا رہا۔

۲۳ سے ۲۸- بدکار دوزخ میں جائیں گے۔

۳۰- اَور بھی۔ یہ لفظ آیت ۳۵ میں بھی آیا ہے۔ وہاں مولانا محمد علی اس لفظ مزید (اَور بھی) کی یہ تفسیر کرتے ہیں۔ کہ خدا کا دیدار ملے گا۔ جو اہالیان بہشت کی اعلیٰ نعمت ہے۔ اور بعضوں نے یہ ترجمہ بھی کیا ہے "کیا اَور بھی ہے"۔ تفسیر قادری نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ استفہام سوال کے معنی میں ہے یعنی مجھ میں اور زیادہ کر دے۔ حق تعالیٰ اور کافروں کو دوزخ میں بھیج دے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ پُر ہو جائیگی۔ اور ایک قول یہ ہے۔ کہ دوزخ نہ بھرے گی ..... یہاں تک کہ حضرت جہاں اپنے دونوں قدم اُس میں رکھ دیگا۔ پھر فرمائے گا کہ بس بس امام زاہدی اور بعضے اور محقق اس بات پر ہیں کہ یہ استفہام نفی کے معنی میں ہے یعنی دوزخ کہے گی کہ میں بھر گئی۔ اب مجھ میں زیادہ کی گنجائش نہیں۔

۳۱- پرہیزگاروں۔ یعنی جنہوں نے بدی سے اپنے تئیں محفوظ رکھا۔

۳۱ سے ۳۵ بہشت کا ذکر کہ کون لوگ وہاں داخل ہونگے۔

۳۵ آیت میں لفظ مزید کے لئے دیکھو ۳۰ آیت کی تشریح۔

۳۶ و ۳۷۔ عبرت کے لئے ماضی کے واقعات کا ذکر۔

۳۸۔ بائیبل کے مطابق زمین و آسمان و ما فیہا چھ دن میں بنائے گئے۔ یہاں پیدائش ۲ : ۱ و ۲ کی طرف صریح اشارہ ہے۔ اور سبت کے دن کا ذکر ہے اور سبت کے معنی جو آرام لئے جاتے ہیں۔ اُس کی یہاں تشریح ہے۔ کہ اس آرام سے مراد یہ نہیں کہ وہ تھک گیا تھا۔ کیونکہ تکان خدا پر غالب نہیں آسکتی یا چھو نہیں سکتی۔ بلکہ اس سے مراد ہے کہ وہ فارغ ہوا جیسا کہ نئے ترجمہ بائیبل سے ظاہر ہے۔ اور جس کی یادگار سبت کا دن ہے۔ اگرچہ یہودیوں نے اس خوشی کے دن کو غم کے دن سے بدل ڈالا۔

۳۹ و ۴۰۔ تین وقت کی نماز کی ہدایت کی۔ یعنی صبح و شام و رات کی نماز جیسا کہ ان دنوں یہودیوں کا دستور تھا (دانیال ۶ : ۱۰ زبور ۵۵ : ۱۷

۴۱ و ۴۲۔ صور کا پھونکا جانا (تھسلنیکے ۴ : ۱۶)

۴۴۔ مقابلہ کرو (متی ۱۳ : ۴۱ : ۲۴ : ۳۱

۴۵۔ جابر۔ یعنی جبر و قہر سے کسی کو ایماندار نہیں بنا سکتے۔ مکّی سورتوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ تبلیغ پر زور دیتی ہیں۔ اور جبر کو روا نہیں رکھتیں جیسا دوسرے مقام میں آیا ہے۔ لا اکراہ فی الدین

مکی ## ۳۵۔ سورۃ البلد سورہ ۹۰

اِس پر تو سب علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور پہلی نازل شدہ سورتوں میں سے ایک سورہ ہے۔ لیکن جو تفسیر وہ کرتے ہیں۔ اُس سے ہمارا اتفاق نہیں۔ چنانچہ اِس امر کو ہم واضح کریں گے

۱۔ خدا اس شہر کی قسم کھاتا ہے۔ اور مفسران اسلام اِس شہر سے مکّہ مراد لیتے ہیں۔ جو اِس سورہ کے نازل ہونے کے وقت ۳۶۰ بتوں سے بھرا پڑا تھا اور عرب بت پرستوں کا بت خانہ اور معبد تھا۔ خدا کیوں ایسے شہر کی قسم ایسی حالت میں کھاتا ہے۔ سامعین نے اِس شہر

سے کونسا شہر سمجھا ہوگا۔ اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے اِس سے کیا مراد لی ہوگی۔ اس وقت تک محمد صاحب اہل کتاب سے دوستانہ سلوک کرتے اور ان کی کتابوں کی عزت کرتے تھے اس لئے گمان غالب ہے۔ کہ یہاں اُسی شہر کی قسم کھائی ہوگی۔ جو اُس وقت بیت المقدس یعنی شہر یروشلم تھا۔ اور محمد صاحب کا قبلہ بھی ان ایام میں یروشلم ہی تھا۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے۔ کہ یہاں جس شہر کا ذکر ہے وہ یروشلم ہے۔ جب حضرت سلیمان نے یروشلم کی ہیکل بنائی تو یہ دعا مانگی۔ کہ" تیری آنکھیں اِس گھر کی طرف یعنی اس جگہ کی طرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دن رات کھلی رہیں۔ تاکہ تو اُس دعا کو سنے۔ جو تیرا بندہ اس مقام کی طرف رُخ کرکے تجھ سے مانگے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔" (۲ تواریخ ۶: ۲۰ سے ۴۱) جو بہشت کا نمونہ تھا۔ جس کے لئے طرح طرح کے وعدے تھے۔ (یسعیاہ ۵۲: ۱ و ۲ ؛ ۶۰ ؛ ۶۶: ۱۲ و ۱۹ سے ۲۳ عبرانیوں ۱۲: ۲۲ ؛ مکاشفہ ۳: ۱۲ ؛ ۲۱: ۲ سے ۲۷ ؛ ۲۲: ۱۹)

۲۔ "اور تم اس شہر میں ٹھیرے ہوئے ہو"۔ مولانا محمد علی نے یہ ترجمہ کیا۔ "اور تم اس شہر میں آزاد ہوگئے" دیکھو اس آیت کی شرح ان کے انگریزی ترجمہ قرآن میں۔ اور یہ ترجمہ ہماری تشریح کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ آسمانی یروشلم آزاد ہے (گلتیون ۴: ۲۶) اور اس شہر کا معمار اور بنانے والا خدا ہے" (عبرانی ۱۱: ۱۰) اِسی کی تلاش حضرت ابراہیم کو تھی

۳۔ "اُس کی اولاد" یعنی وہاں کے باشندے۔

۴۔ ۴ سے ۹ آدمی کی کمزوری کا ذکر کہ اُس کو اِن باتوں پر غور کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ "دو نو راستے"۔ جن کی تعلیم حضرت مسیح نے دی تھی (متی ۷: ۱۳ و ۱۴)۔ یہ دو راستے زندگی اور موت کے راستے ہیں۔ جو خدا نے ہر ایک انسان کے سامنے رکھ دیئے۔

۱۱ و ۱۲۔ یہ گھاٹی تنگ راہ ہے۔

۱۳ سے ۱۷ تک میں اِس تنگ راہ پر چلنے والوں کی تعریف ہے (مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۸: ۶ سے ۱۱)

۱۸ سے ۲۰۔ "یہی لوگ مبارک ہونگے" یا داہنے ہاتھ والے" (پڑھو متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶ تک)

مکی

۳۶- سورۃ الطارق

سورہ ۸۶

الطارق کے معنی ہیں رات کا آنے والا۔

۱و۲۔ رات کے آنے والے کی تشریح تیسری آیت میں کر دی گئی ہے (۲ پطرس ۱: ۱۹)
نیز مقابلہ کرو۔ خداوند مسیح کا قول (متی ۲۴: ۴۳ و ۴۴)

۴۔ چوکیدار۔ موکل فرشتوں کی طرف اشارہ ہے۔

۵ سے ۷۔ جب خدا نے انسان کو ایک قطرہ سے پیدا کر دیا تو وہ اسے پھر زندہ بھی کر سکتا ہے۔

۹ و ۱۰ میں روز عدالت کا ذکر ہے۔

۱۱۔ پانی والے آسمان۔ یعنی پانی برسانے والے بادل۔

۱۳ و ۱۴۔ خدا کا کلام مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۵: ۱۰ سے ۱۲+ خدا کا کلام مینہ کی
طرح بے انجام خدا کے پاس نہیں لوٹتا۔

۱۵ و ۱۶۔ مخالفوں کا ذکر ہے کہ وہ خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ خود فریب
کھاتے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب نے کید کا ترجمہ لڑائی کیا ہے۔ اور حاشیہ میں "منصوبہ باندھنا"
کیا ہے

مکی

۳۷- سورۃ القمر

سورہ ۵۴

الف۔ جیسے نوح اور عاد کے لوگوں کو سزا ملی ویسے آجکل کے بے ایمانوں کو سزا ملے گی

ب۔ ثمود اور لوط کے لوگوں کا ذکر

ج۔ فرعون اور دیگر مخالفوں کا ذکر

چونکہ اِس سورہ کی پہلی آیت میں چاند کا ذکر ہے۔ اس لئے اِس سورہ کا نام قمر یا
چاند پڑ گیا۔ اِس سورہ کے ساتھ مقابلہ کرو زبور ۸۳۔ جہاں اِسی قسم کا بیان ہے۔ اور
قدیم دشمنوں کی سزا کا ذکر ہے۔ خداوند مسیح نے بھی ایسے قدیم مخالفوں کی سزاؤں سے اپنے
زمانہ کے لوگوں کو عبرت دلائی (لوقا ۱۷: ۲۶ و ۲۷ متی ۲۴: ۳۷ و ۳۸ و متی ۱۱: ۲۳ و ۲۴ و
لوقا ۱۰: ۱۵)

یہ سورہ غالباً مکی زمانے کے آخر کے قریب دی گئی۔ نبوت کے چوتھے سال کے شروع میں جب یہ حکم ہوا کہ مسلمان نماز کے لئے ارقام کے گھر میں جمع ہوا کریں۔ کیونکہ اہل قریش نے اُن کو برملا نماز پڑھنے سے روکا۔

۱۔ گھڑی نزدیک آگئی۔ ۲۶ ۴۷ آیت میں اس گھڑی کی تشریح ہے اور وہ گھڑی قیامت کی ہے یعنی جب قیامت کی گھڑی نزدیک آگئی یا آجائیگی۔ تو فلاں فلاں واقعہ ہوگا۔

چنانچہ مولوی نذیر احمد نے یہاں قیامت کے ہی معنی لیئے۔

چاند شق ہو گیا۔ نذیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ چاند کا شق ہو جانا قرب قیامت کی نشانی ہے۔ اور انجیل میں بھی قیامت کی یہ ایک نشانی ہے" فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا" (متی ۲۴: ۲۹ ذیسعیاہ ۱۳: ۱۰ ذ ۲۴: ۲۳ ذحزقیل ۳۲: ۷ ذیوایل ۲: ۱۰ و ۳۱ ذ ۳: ۱۵ ذ اعمال ۲: ۲۰)

ایک دوسرے معنی میں بھی سورج چاند ستارے بائیبل میں مستعمل ہوئے ہیں۔ یعنی دنیاوی بادشاہ اور سلطان۔ اور عربوں میں بھی چاند اسی معنی میں مستعمل تھا۔ مولانا محمد علی صاحب نے اس آیت کی شرح میں یہ تحریر کیا کہ چاند عربوں کا خاص کر بت پرست عربوں کی طاقت کا نشان تھا۔ یہ دنیاوی سلطنتیں اور قدرتیں سب تباہ ہو جائینگی۔ اور صرف خدا کی بادشاہت قائم رہیگی

ایک تیسری رائے بھی مسلمانوں میں بہت مروج ہے۔ اس رائے کے مطابق یہ محمد صاحب کا معجزہ سمجھا جاتا ہے۔

چوتھی رائے یہ ہے کہ انشق القمر کے ایک معنی یہ ہیں ظہر الامر یعنی کسی امر کی حقیقت کا اظہار جیسے صبح کے لئے لفظ فلق بمعنی پھٹ جانا آیا ہے۔

۲۔ یہاں غالباً اُس زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب یہودیوں نے مسیح کے معجزوں کو شیاطین سے منسوب کیا (مرقس ۳: ۲۲) اسی طرح حضرت موسیٰ کے معجزوں کو جادو سے منسوب کیا۔ سورہ انعام ۷: ۵۷ و ۵۸ میں بھی کفار مکہ محمد صاحب سے معجزہ طلب کرتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے کبھی اس معجزہ کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ اس لئے جن کے صریح معجزوں کا انکار کفار نے کیا۔ ان کا ذکر بار بار قرآن میں آیا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل ۵۹ میں لکھا ہے" ہم کو معجزوں کو بھیجنے سے کوئی اور وجہ مانع نہیں ہوئی۔ مگر یہی کہ اگلے لوگوں نے اُنہیں جھٹلایا" (نذیر احمد)

پس اس آیت میں محمد صاحب کے کسی معجزے کا ذکر نہیں۔

۳ و ۴ آیات میں بھی اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ کفارہ نے اگلے نبیوں کے معجزوں کو جھٹلایا "جن میں تنبیہ تھی"۔ یعنی توریت زبور و انجیل وغیرہ کے ذریعہ

۵۔ سرتا سر دانائی۔ توریت و زبور و انجیل کے بارے میں یہ ذکر آیا ہے۔ کہ اُن میں ہدایت و نور و نصیحت تھی (سورہ مائدہ: ۴۸ ذ سورہ انعام: ۱۵۵ ذ سورہ مائدہ: ۵۰ و ۵۱ ذ سورہ انبیا: ۱۰۵)

۶۔ اِس لئے ایسے لوگوں سے کنارہ کرو۔ قیامت کے دِن اُن سے مواخدہ ہوگا۔ خداوند مسیح نے بھی ایسے لوگوں کو نصیحت کرنے سے منع کیا (متی ۷: ۶)

۷و ۸ میں روزِ حشر کا ذکر ہے۔ کہ اس دن اِن لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔ یہ قیامت یا سزا کا دن ان لوگوں کے لئے کٹھن دن ہوگا جیسے

۹ سے ۱۴ نوح کو اس کی قوم نے جھٹلایا اور ہم نے طوفان کے ذریعہ اُن کو ہلاک کیا۔ پیدائش ۶ و ۷ و ۸ باب)

۱۵۔ "ایک نمونہ" (۱ پطرس ۳: ۲۰ و ۲۱ ذ عبرانی ۱۱: ۷)

۱۷ سے ۲۲۔ قران سے یہاں الٰہی مکاشفہ مراد ہے جو پہلے لوگوں کو حاصل ہوا۔ لیکن انہوں نے اِس کو قبول نہ کیا۔ اِس لئے اُن کو سزا ملی۔ اس لئے اب بھی جو لوگ الٰہی مکاشفہ کا انکار کرینگے اُن کو سزا ملے گی۔ خواہ اِسی زندگی میں خواہ آئندہ زندگی میں۔

۲۳ سے ۲۷ میں قوم ثمود وغیرہ کی مثال عبرت کے لئے (مقابلہ کرو سورہ ۵۱ : ۳۷ سے ۴۶)

۲۸ سے ۳۲۔ حضرت صالح کی اونٹنی اور اُس قوم کی سزا کا ذکر۔ یہاں بھی قرآن سے قدیم الٰہی مکاشفہ مراد ہے۔ جس کا انکار صالح کے زمانہ کے لوگوں نے کیا۔

۳۳ سے ۳۹۔ لوط اور اُس کے زمانہ کے لوگوں کا ذکر ہے

ثمود کے لوگوں کو جو سزا ملی وہ کبھی بھونچال (سورہ ۷: ۷۸) اور کبھی بجلی (سورہ ۴۱: ۱۳ ذ ۶۹: ۵ ذ ۵۱: ۴۴) اور کبھی چیخ جیسے یہاں ۳۱ آیت میں ہُوا۔

۳۴ آیت میں پتھروں کے طوفان کا ذکر ہے۔ اس کا مفصل ذکر سورہ شعرا: ۱۶۰ سے ۱۷۴ ذ سورہ حجر: ۶۱ سے ۷۷ ذ سورہ ص: ۱۲ میں آیا ہے۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۹ باب سے خاصکر ۲۴ سے ۲۸ آیت تک۔ گندھک اور آگ کا طوفان غالباً آتش خیز پہاڑ کے پھٹ جانے سے وہ لوگ اور ملک تباہ ہُوا۔

۴۰- آیت میں پھر وہی جملہ دُہرایا گیا اور اپیل کی ہے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرو۔
۴۱ سے ۴۵ میں فرعون اور اس کی امت کے بیان سے عبرت دلائی گئی اور اہلیان مکہ کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا۔
۴۶ سے ۴۸ آیت میں جہنم کے عذاب اور اُس کی آگ کا ذکر آیا ہے۔
۴۹- سزا کا ایک وقت خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔ جس دن وہ سب کی عدالت کریگا (اعمال ۱۷: ۳۰)۔
۵۲ و ۵۳ یعنی اُن کے اعمال ناموں میں
۵۴ و ۵۵- لیکن جو ایمان لائیں گے اُن کو جنت نصیب ہو گا۔

مکی ۳۸- سورہ ص سورہ ۳۸

۱- آیت کے شروع میں ص آیا ہے جس سے اِس سورہ کا نام ص رکھا گیا۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ جن کی تشریح میں مفسران قرآن کا بہت اختلاف ہے۔ اِس لیے ہم بھی زیادہ نہیں بتا سکتے۔ البتہ زبور کی کتاب میں ۱۱۹ زبور کے ایک حصہ کا نام ص رکھا گیا ہے۔ جس کی شروع آیت میں ہے "اے خداوند تو صادق ہے"۔ اِس لئے قرآن کی اِس سورہ میں بھی غالباً اِسی زبور کی طرف اشارہ ہے۔ اور اِس آیت کے دوسرے حصے میں یہ لکھا ہے "تیرے احکام برحق ہیں"۔ اِسی طرح اس سورہ میں ذکر ہے "قرآن جس میں نصیحت ہے"۔ پھر زبور کے ص حصے کی تیسری آیت میں ہے "میرے مخالف تیری باتیں بھول گئے"۔
۲ سے ۱۰ تک مخالفوں کا ذکر ہے جنہوں نے محمد صاحب کے پیغام کو قبول نہ کیا۔ بلکہ اُلٹے اعتراض کئے۔ پھر محمد صاحب نے قدیم تاریخ سے مثالیں پیش کر کے بتایا کہ جیسے پہلے خدا اور انبیا کے مخالفوں کو سزا ملی تھی۔ ویسے اِن مخالفوں کو بھی ملے گی۔
۱۰- سیڑھیاں لگا کر چڑھیں۔ غالباً استثنا ۳۰: ۱۲ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا حوالہ نئے عہد نامہ میں دیا گیا (رومیوں ۱۰: ۶)، خدا کا کلام تیرے عین نزدیک ہے۔ اس کے لئے سیڑھیاں لگا کر آسمان پر جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت یعقوب نے خواب میں ایک سیڑھی دیکھی جو زمین سے آسمان تک لگی ہوئی تھی۔ جس پر فرشتے چڑھتے اترتے تھے۔ جس کی تفسیر یوحنا ۱: ۵۱

میں کی گئی۔

"گروہوں" یعنی جیسے زمانہ ماضی کی بے ایمان قوموں کو شکست ہوئی ویسے ان مخالفوں اور معترضوں کو ہوگی۔ آگے چل کر ان گروہوں کی مثالیں دی گئیں۔

۱۲۔ آیت میں نوح کی قوم اور عاد اور فرعون کی مثال دی گئی۔

فرعون کے ساتھ لفظ "میخوں والا" آیا ہے۔ لیکن محمد علی صاحب نے "لشکروں کا خداوند" کیا ہے اور یوں تشریح کی ہے "اوتاد البلاد" سے شہروں، صوبوں یا ملکوں کے سردار مراد ہے اس طرح ذوالاوتاد سے ذوالجموع الکثیرۃ مراد ہے

۱۳۔ ثمود اور لوط کی قوم اور بن کے لوگوں کی مثال

بن کے لوگوں کے لئے دیکھو سورہ ۱۵: ۷۸۔ مدیان کے لوگ شعیب کی قوم جو موسیٰ کا ماموں تھا

۱۵۔ "زور کی آواز" جیسے بجلی۔ کڑک کی آواز جس سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ دیکھو سورہ ۵۴: ۳۱ کی تشریح۔

۱۶۔ یہ لوگ اپنی زندگی میں سزا کا مطالبہ کرتے ہیں۔

۱۷۔ حضرت داؤد کی مثال۔ وہ صاحب قوت اور اواب یعنی توبہ کرنے والا کہلاتا ہے مقابلہ کرو ۲۔ سموئیل ۱۲: ۱۳ وغیرہ

۱۸و۱۹ آیت میں کہ پہاڑ اور پرند خدا کی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس سے غالباً وہ مزامیر مراد ہیں۔ جن میں حضرت داؤد نے پہاڑوں کو مخاطب کیا کہ وہ خدا کی تعریف کریں۔ دزبور ۱۴۸: ۹ وغیرہ

۲۰ سے ۲۶ تک میں حضرت داؤد کی دانائی اُس کے گناہ اور توبہ کا ذکر ہے۔ اِس قصہ کا ذکر ۲ سموئیل ۱۲: ۱ سے ۲۵ میں ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ سموئیل نبی کی کتاب میں حجرہ کی دیوار پھاندنے کا ذکر نہیں۔

۲۹۔ "برکت والی کتاب" یہاں غالباً زبور کی کتاب مراد ہوگی۔ کیونکہ اِس سے پیشتر اور مابعد آیات میں حضرات داؤد اور سلیمان کا ذکر آیا ہے اور قرآن میں زبور کی کتاب کا حوالہ آیا ہے سورہ انبیا: ۱۰۵) یہ کتاب مبارک اس لئے کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس کی پہلی کتاب لفظ مبارک سے شروع ہوئی اور لفظ مبارک پر ختم ہوتی ہے۔

۳۰ سے ۴۰ تک میں سلیمان کا ذکر ہے۔

۳۰ سے ۳۳ تک میں گھوڑوں کا قصہ ہے جو کسی دوڑ میں دوڑے اور جن کی مالش اپنے ہاتھوں سلیمان نے کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھوڑوں سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ اور اس لئے بعضوں نے اس مقام میں یہ سمجھا کہ چونکہ حضرت سلیمان گھوڑوں کی محبت کے باعث گمراہ ہو گیا تھا۔ اِس لئے جب اُس نے توبہ کی تو ان گھوڑوں کی ٹانگیں کٹوا دیں۔

اسلاطین ۱۰ : ۲۹ میں ذکر ہے کہ وہ مصر سے گھوڑے خریدا کرتے تھے۔ حالانکہ موسوی شریعت میں اِس کی ممانعت تھی۔ (استثنا ۱۷ : ۱۶) اور موسوی شریعت میں یہ حکم بھی تھا (استثنا ۱۷ : ۱۷) کہ بادشاہ بہت بیویاں بھی نہ رکھے۔ تا نہ ہو کہ اِس کا دل پھر جائے اور نہ وہ اپنے لئے سونا چاندی ذخیرہ کرے۔ لیکن حضرت سلیمان نے اِن تینوں حکموں کو توڑا اور گناہ کیا۔ چنانچہ اسلاطین ۱۱ : ۱ سے ۱۳ میں ذکر ہے کہ جب سلیمان بوڑھا ہو گیا۔ تو اُس کی بیویوں نے اُس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کیا۔ اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا۔ ... اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا ... اِس لئے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھین کر تیرے خادم کو دونگا وغیرہ۔ حضرت سلیمان بائبل میں حکمت و دانائی کی وجہ سے مشہور ہے (۲ تواریخ ۱ باب)

۳۴۔ ایک دھڑ لا ڈالا۔ یعنی اُس کا نالائق بیٹا رحبعام یا اُس کا خادم یربعام جس نے بنی اسرائیل کو بت پرست بنا دیا (اسلاطین ۱۲ : ۱۷ و ۲۸) ہمارے خیال میں اُس بت پرستی کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں بت پرست بیویوں کی تاثیر سے وہ بت پرستی میں مبتلا ہوئے۔ جس سے آخر کار اُنہوں نے توبہ کی

۳۶-۴۰۔ شیاطین اور جن سلیمان کے تابع تھے۔ آستر کی کتاب کے دوسرے تارگم میں (آستر ۲ : ۲ کا تارگم) یہ ذکر ہے۔ کہ مختلف قسم کے جن اور شیاطین اُس کے قبضے میں تھے۔ لیکن بائبل میں ان کا کچھ ذکر نہیں۔ البتہ واعظ ۲ : ۸ میں لکھا ہے۔ شِدّاہ و شِدّوت۔ جن کا ترجمہ ہماری اردو بائبل میں گانے والوں اور گانے والیوں کیا گیا ہے۔ لیکن کسی نے غلطی سے اِن کا ترجمہ جنات کیا۔

محمد علی صاحب نے یہاں اِن سے غیر ملکی لوگ مراد لئے جو سلیمان کے ماتحت ہو گئے تھے۔ کیونکہ اِن ہی لوگوں سے سلیمان نے بیگار لی تھی۔ چنانچہ یہ جملہ کہ وہ زنجیروں میں بند تھے۔ اُن ہی غیر ملکی قیدیوں کے لئے استعمال ہوا۔

۴۱ آیت سے ۴۴ تک میں حضرت ایوب کا ذکر ہے (دیکھو حضرت ایوب کی کتاب پہلا اور آخری باب) شیطان نے اُن کو کیسے عذاب دیا اور آخر کار خدا نے پہلے سے دوگنی برکت ان کو عطا کی۔ نیز دیکھو سورہ ۲۱ کی تشریح۔

۴۴۔ اِس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض مفسر کہتے ہیں۔ کہ حضرت ایوب نے قسم کھائی تھی۔ کہ وہ اپنی بیوی کو ۱۰۰ بید ضرب لگائیں گے اور انہوں نے اِس قسم کو پورا کیا۔ لیکن ایسے واقعہ کا نہ کوئی ذکر قرآن میں اور نہ بائیبل میں آیا ہے۔ غالباً محمد علی صاحب کی تشریح درست ہے۔ کہ اس سے مراد دنیاوی مال کا تصرف میں آنا ہے۔ یعنی حضرت ایوب کو آخر میں دنیاوی برکت ملی۔ چنانچہ آیت ۴۱ میں حضرت ایوب کی مصیبت کا ذکر ہے اور ۴۲ آیت میں اِس مصیبت کے دُور ہونے کا اور ۴۳ آیت میں اس کے خاندان کے ملنے کا اور ۴۴ آیت میں دنیاوی مال و متاع ملنے کا ۴۵ سے ۴۷ میں قدیم بزرگوں کا ذکر ہے۔

۴۸ ذوالکفل ۔ "لفظی معنی تو یہ ہیں جس کو کافی حصہ ملا" مفسروں نے اِس سے مختلف اشخاص مراد لی۔ مثلاً زکریاہ ۔ الیاہ یا یشوع۔ راڈول صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ اس سے حزقیل مراد ہے جسے اہل عرب کفی کہتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ بھی اِس کا ذکر ہے (سورہ ۲۱: ۸۵)۔ البتہ تفسیر حسینی نے اِس کا نام بشیر بن ایعث بتایا ہے۔ غالباً عیدباہ جس نے ایک سو نبیوں کو غار میں چھپایا اور ان کی پرورش کی (۱ سلاطین ۱۸: ۴ و ۱۳)

۶ ۴۔ "ایک خاص بات کے لئے"۔ غالباً ان کے ایمان کی طرف اشارہ ہے مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۱۱ باب سے جہاں ایسے ایماندار وں کی فہرست دی گئی ہے۔

۵۰ سے ۵۴ تک بہشت کا بیان ہے۔ جو ایمانداروں کو عاقبت میں نصیب ہوگا۔ جنّت یا بہشت باغ عدن کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے معنی خوشی کا باغ ہے۔ وہاں کے آرام اور نعمتوں کا نقشہ کچھ تو بائیبل کے مطابق ہے۔ اور کچھ اُس زمانے کے امیروں اور بادشاہوں کی معاشرت کے مطابق ہے جنّاتِ عدن۔ یا فردوس۔ لفظ عدن عربی نہیں۔ کیونکہ خوشی و عشرت کے معنی جو عبرانی میں اِس لفظ کے ہیں۔ عربی میں پائے نہیں جاتے۔ یہ وہ علاقہ تھا۔ جہاں آدم و حوا شروع میں رکھے گئے اور آخر کار یہی جگہ آئندہ کی خوشی کی جگہ کے لئے منسوب ہوئی (سورہ ۹: ۷۳؛ ۱۳: ۲۳؛ ۱۶: ۳۳؛ ۱۸: ۳۰؛ ۱۹: ۶۲؛ ۲۰: ۷۸؛ ۳۵: ۳۰؛ ۳۸: ۵۰؛ ۴۰: ۸؛ ۶۱: ۲) اور دیگر مقامات میں یہ جنّاتِ النعیم کہلائے (۵: ۷۰؛ ۱۰: ۹؛ ۲۲: ۵۵؛ ۳۱: ۷؛ ۳۷: ۴۲؛ ۶۸: ۳۴) یا محض جنّت النعیم ۲۶: ۸۵ اور بعض مقاموں میں ال کے بغیر جنّت نعیم (۵۶: ۸۸؛ ۷۰: ۳۸) مسیحیوں میں یہ جنّت الفردوس کہلایا۔ اور مابعد یہودیوں نے بھی یہی نام استعمال کیا فردوس کا لفظ غزل الغزلات ۴: ۱۳؛ نحمیاہ ۲: ۸؛ واعظ ۲: ۵ میں آیا ہے اور انجیل

میں بمعنی بہشت آیا ہے (لوقا ۲۳: ۴۳ و ۲ کرنتھی ۱۲: ۴ و مکاشفہ ۲: ۷)

بہشت کے آرام اور نعمتوں کا ذکر مکاشفہ ۲۱: ۱ سے ۸ اور ۲۲: ۱ سے ۷ میں آیا ہے۔ البتہ شراباً طہورا کی جگہ آب حیات کا دریا اور میوہ جات کے لئے زندگی کے درخت کا پھل مذکور ہے جس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا تھا۔

لیکن حوروں کا ذکر بائیبل میں نہیں آتا۔ البتہ زردشت کے مذہب میں حوروں کا ذکر ہے اور وہ دو قسم کی ہیں گوری اور کالی۔ گوری حوریں ایمانداروں کو ملیں گی۔ لیکن کالی حوریں بدکاروں کو نصیب ہونگی۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ نیک لوگوں کی نیک سیرت گوری حور کی صورت میں ملے گی اور بدکاروں کی سیاہ سیرت سیاہ حور کی صورت میں جیسی سیرت انسان نے اِس دنیا میں بنالی۔ وُہی اُسے آخرکار عاقبت میں نصیب ہوگی۔

۵۵ سے ۶۴ تک دوزخ کا ذکر ہے۔ جس کے لئے لفظ جہنم آیا ہے یہ لفظ بھی یہودی اصطلاح ہے۔ یہ مرکب ہے دو لفظوں پر۔ گی (یا جی) بمعنی زمین۔ اور ہنوم ایک وادی کا نام تھا۔ جو یروسلم کے قریب واقع تھی۔ جہاں پہلے بت پرستی ہوتی تھی اور مولک کے بُت کے ہاتھوں میں بچوں کو دیتے اور وہ جل جاتے تھے۔ اور بعد ازاں یہودیوں نے اِس جگہ مجرموں کی لاشوں کو ڈالنا اور شہر کا کوڑا کرکٹ پھینکنا شروع کیا اور وہ لاشیں اور کوڑا کرکٹ آگ سے جلایا جاتا اور آگ ہمیشہ جلتی رہتی۔ اِس سے آئیندہ دوزخ کو تشبیہ دیکر اُس کا نام جہنم رکھا گیا۔ اور انجیل میں اسی معنی میں یہ لفظ آیا ہے (متی ۵: ۲۲ و ۲۹ و ۱۰: ۲۸ و ۱۸: ۹ و ۲۳: ۱۵ و ۳۳ و مرقس ۹: ۴۳ و ۴۷ و لوقا ۱۲: ۵ و یعقوب ۳: ۶ وغیرہ)

۶۶ آیت میں خدا کی جن صفات کا ذکر ہے۔ اُس کے ساتھ مقابلہ کرو (خروج ۳۴: ۶ و ۷)

۶۷۔ ”یہ بڑا واقعہ ہے“۔ دوسرا ترجمہ یہ ہے ”یہ اہم پیغام ہے“ (سورہ البنا ۷۸: ۲) اِس سے غالباً قیامت کے دِن کی طرف اشارہ ہے جب بے ایمانوں کو سزا ملے گی۔

۶۹۔ ”عالم بالا کے رہنے والے“۔ یہاں غالباً فرشتوں کا بیان ہے جو آدم کے پیدا کرنے پر جھگڑے جب خدا نے ان کو حکم دیا کہ وہ آدم کے آگے سجدہ کریں۔ لیکن شیطان اور اس کے رفیقوں نے سجدہ کرنے سے انکار کیا (عبرانیوں ۱: ۶)۔ عبرانیوں ۱: ۷ میں ذکر ہے۔ کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں اور آگ کے شعلے بناتا ہے۔ جس سے بعضوں نے یہ مراد لی۔ کہ انسان تو مٹی سے بنایا گیا۔ لیکن فرشتے نور اور آگ سے بنائے گئے اِس قصہ کے ساتھ مقابلہ کرو سورہ ۱۷: ۶۱ سے ۶۵ اور سورہ ۲: ۲۸ سے ۳۲۔

۷۰ سے ۸۷ تک شیطان کے انکار (تکبر) اور اُس کے راندہ ہونے کا ذکر ہے۔ شیطان کے تکبر کا ذکر انجیل میں بھی آیا ہے (اتیمتھیس ۳: ۶)
پیدائش کی کتاب کی جو تفسیر مدراش ربّاہ میں پائی جاتی ہے وہ یوں ہے "جب اُس قدوس نے۔ مبارک ہے وہ۔ انسان کو خلق کرنا چاہا۔ تو اُس نے فرشتوں سے مشورت کی اور اُنہیں کہا۔ کہ "ہم انسان کو اپنی صورت پر بنائیں گے۔ تب اُنہوں نے کہا" انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے (زبور ۸: ۵) اس کی خصوصیت کیا ہوگی۔ اُس نے جواب دیا" اس کی دانائی تم سے اعلےٰ ہوگی۔۔۔ تب وہ درندوں۔ مویشیوں اور پرندوں کو اُن کے سامنے لایا اور اُن سے ان کے نام پوچھے۔۔۔ وہ نہ بتا سکے۔ پھر آدم سے پوچھے تو اُس نے ہر ایک کا نام بتایا وغیرہ۔
اِس کے بعد وہ قصہ ہے جس میں ذکر ہے کہ خدا نے فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کو کہا۔ اِس قصہ میں یہ نام ابلیس یونانی Diabolos سے نکلا ہے جو مسیحی کتابوں میں مستعمل ہے۔ عبرانی نام شیطان ہے۔ وہ بھی قرآن میں مستعمل ہے (دیکھو یوحنا ۸: ۴۴ مکاشفہ ۱۲: ۷ سے ۱۷ و ۲۰: ۲)

۸۰۔ جنت دی گئی (سورہ ۱۵: ۳۶ سے ۴۰ و سورہ ۲: ۱۲۰ سے ۱۲۳

مکی ۷ ۔ سورۃ الاعراف سورہ ۷

اِس سورہ کا نام اعراف اِس لئے رکھا گیا۔ کیونکہ یہ لفظ اس سورہ میں ۴۴ آیت میں آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں ممتاز جگہ۔ جہاں ایماندار روز عدالت تک رہیں گے۔
اِس سورہ کے شروع میں چار حرف آئے ہیں۔ جن میں سے تین تو وہی ہیں۔ جو سورہ بقر کے شروع میں آئے ہیں اور چوتھا حرف وہ ہے۔ جو سورہ ص کا ہے۔ ہم نے گذشتہ سورہ کی تفسیر میں ظاہر کیا تھا۔ کہ زبور کی کتاب میں بعض مزامیر پر حروف تہجی آئے ہیں۔ اِن مزامیر سے ۱۱۹ مزمور کے حصوں کو بھی حروف تہجی کے مطابق ۲۲ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ کا نام حروف تہجی کے مطابق رکھا گیا۔ اِسی قیاس کے مطابق اِس مزمور کے حصے الف ۔لام ۔م میں شریعت یا خدا کے کلام کی تعریف ہے اور جو اُس کلام پر عمل کرتے ہیں وہ مبارک ہیں۔ سورہ بقر کے شروع حصے میں بھی اِس شریعت کی کتاب کا یا مکاشفہ کی کتاب کا ذکر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اور اُس

کلام کے نہ ماننے والوں کو سزا کا ڈر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اِس سورہ کے شروع میں کلام الٰہی اور اُس کے ماننے والوں کی تعریف اور نہ ماننے کو ڈر دکھایا گیا۔ اِس لئے اِس کتاب الٰہی کے ماننے والوں کو ۱۱۹ زبور کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ جس میں سراسر کلام الٰہی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ یہ سورہ مکی سورتوں میں بہت بڑا سورہ ہے۔ اور غالباً مکی زمانے کے آخر میں نازل ہُوا۔ اِس سورہ کی تقسیم یوں کی گئی ہے

۱۔ خدا کا مکاشفہ اور اُس کے مخالفوں کا انجام ۱ سے ۱۰

۲۔ شیطان کی مخالفت آدم سے ۱۱ سے ۲۵

۳۔ شیطان کے ورغلانے کے خلاف آگاہی ۲۶ سے ۳۱

۴۔ رسولوں کا بھیجا جانا اور لوگوں کی طرف سے رد کیا جانا ۳۲ سے ۳۹

۵۔ جو اِس مکاشفہ کو قبول کرتے ہیں ۴۰ سے ۴۷

۶۔ شریروں کی بیکسی ۴۸ سے ۵۳

۷۔ راستباز بختاور ہونگے ۵۴ سے ۵۸

۸ سے ۱۱ مثالیں نوح۔ ہود۔ صالح۔ لوط اور شعیب کی تاریخ سے ۵۹ سے ۹۳

۱۲۔ اہالیان مکہ کو سزا کی دھمکی ۹۴ سے ۹۹

۱۳ سے ۲۱ تک موسیٰ کی تاریخ ۱۰۰ سے ۱۷۱

۲۲۔ انسان کی فطرت اِس مکاشفہ کی صداقت پر شاہد ہے ۱۷۲ سے ۱۸۱

۲۳۔ سزا کا نازل ہونا ۱۸۲ سے ۱۸۸

۲۴۔ آخری پیغام ۱۸۹ سے ۲۰۶

اول۔ ۱ سے ۱۰

۱۱۹ مزمور کے حصہ ا۔ ل۔ م اور ص کو پڑھو۔ جن میں خدا کے کلام کی تعریف آئی ہے جس سے کتب سماوی کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن جیسے اہل یہود نے پس پشت ڈالا اور اپنے ربیوں کی روایات کی پیروی کی خداوند مسیح نے بھی اہل یہود پر یہی الزام لگایا تھا (متی ۱۵: ۱ سے ۸ و مرقس ۷: ۱ سے ۱۳)

۳۔ "اولیاؤں کی تابعداری نہ کرو" یہودیوں کے اُستاد ربی۔ رب۔ ربان کہلاتے تھے۔ جن کی تعلیم کو ان کے گروہ خدا کی تعلیم کو بھی ٹال دیتے تھے۔ جیسا کہ اُوپر کے حوالوں سے ظاہر ہے۔

۴۔ اب چند مثالیں زمانہ ماضی کی تاریخ سے دی گئی ہیں۔ جہاں خدا نے نافرمانوں کو

سزا دی اور یہ مثالیں عموماً بائبل سے پیش کی گئی ہیں۔ کیونکہ جن سے محمد صاحب کو واسطہ پڑا وہ عموماً ان کتابوں سے واقف تھے۔ اِس لئے ہم نے اِس امر پر زور دیا ہے کہ جب تک اہل اسلام قرآن سے قبل کتب سماوی کا مطالعہ نہ کریں گے۔ قرآن کو اچھی طرح نہ سمجھ سکیں گے اگر محمد صاحب کے سامعین اِن کتابوں سے واقف نہ ہوتے۔ تو یہ مثالیں چنداں موثر نہ ہوتیں

۵ و ۶۔ حزقیل ۳۴ باب سے مقابلہ کرو۔ جہاں خدا چرواہوں (نبیوں) سے اپنی بھیڑوں کا حساب لے گا

۷ و ۸ و ۹ آیات میں عدالت کے دن کا ذکر ہے۔ جب سب کے اعمال تولے جائیں گے پھر آدم کی پیدائش۔ فرشتوں کو حکم سجدہ کرنے کا اور ابلیس کا انکار سجدہ کرنے سے اور اُس کی سزا کا ذکر ہے۔ آدم کی آزمائش کا ذکر ۱۰ سے ۲۳ تک ہے۔ جس کے ساتھ مقابلہ کرو پیدائش ۳ باب سے۔ تقریباً وہی بیان کچھ اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۳۰ آیت میں۔ نماز کے لئے تیاری کا ذکر مقابلہ کرو ۱تیمتھیس ۲: ۸ و ۹

۳۱۔ فضول خرچی کی ممانعت (۱تیمتھیس ۵: ۵)۔ روحانی باطنی آراستگی چاہئے اور قناعت کی زندگی نہ لالچ اور فضول خرچی کی زندگی۔ نہ اچھے اچھے لباس و زیور جیسا کہ ۳۰ آیت میں ۱تیمتھیس ۲ باب کے حوالے میں دکھایا گیا۔

۳۲۔ اِسی قسم کا سوال حرام و حلال کے بارے میں حضرت مسیح سے کیا گیا تھا اور جواب میں جو اصول اُنہوں نے مخالفوں کے سامنے پیش کیا وہ یہی تھا (مرقس ۷: ۱ سے ۲۳ تک کو پڑھو) خاص کر مرقس ۷: ۲۰ سے ۲۳ تک کو۔

۳۴ "ایک وقت"۔ یا اجل۔ جیسے ہر ایک آدمی کی اجل کا وقت مقرر ہے (عبرانی ۹: ۲۷) ویسے ہر قوم کا وقت بھی مقرر ہے۔ اس کو خواہ تقدیر کہو یا کچھ اَور۔

۳۵ و ۳۶۔ عام اصول یہ ہے کہ جو خدا اور اُس کے رسولوں کی اطاعت کرتے ہیں وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں اور جو اطاعت نہیں کرتے وہ سزا پاتے ہیں۔

۳۶ سے ۳۹۔ دوزخ میں بدکار ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں۔

۴۰۔ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا (متی ۱۹: ۲۴) یہاں دولتمندوں کے بارے میں لکھا ہے جو عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہیں اور دوسروں کی پروا نہیں کرتے مقابلہ کریں دولتمند اور لعزر کی تمثیل جہاں دوزخ میں کچھ اسی قسم کی تقریر پائی جاتی ہے (لوقا ۱۶:

۱۹ سے ۲۱)

۴۴ سے ۵۲ جنت اور اہلِ جنت کا ذکر اور دوزخیوں کی حالت۔ پانی ہی اُنڈیل دو (دیکھو ۷ : ۵۰)

۵۴۔ چھ دن میں زمین و آسمان کا پیدا کرنا بائیبل کے بیان کے مطابق ہے۔ ساتویں دن آرام کیا یا قرآن کے محاورے میں "عرش پر جا بیٹھا" یہاں خدا سے تکان یا بیکاری منسوب نہیں۔ خدا نہ تھکتا ہے نہ بیکار رہتا ہے (پیدائش باب ۲ : ۱ سے ۳ و یوحنا ۵ : ۱۷)

۵۸ سے ۶۴ تک نوح کا قصہ جس کا مفصل ذکر پیدائش ۶ : ۱۳ سے ۹ : ۱۷ تک۔ اور لوگوں کے لئے اس قصہ سے سبق نکالا گیا دیکھو لوقا ۱۷ : ۲۶ سے ۲۷ و متی ۲۴ : ۳۷ و ۳۸ و عبرانی ۱۱ : ۷ و ۱ پطرس ۳ : ۲۰ و ۲ پطرس ۲ : ۵)۔ مسلمانوں میں وہ نبی اللہ کہلاتے ہیں۔ دیکھو سورہ ۱۱ : ۲۷ سے ۵۰ و ۷۱ : ۱ سے ۲۹ ۔

۶۵ آیت سے لیکر ۷۲ تک قوم عاد اور ہود نبی کا قصہ اور اُن سے عبرت کا سبق سکھایا گیا۔ مسلمانوں میں ہود نبی کے بارے میں مختلف روایات مروج ہیں۔ لیکن بائیبل کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ یہ ہود قاضی تھا۔ جس پر خدا کی روح تھی۔ جس نے بنی اسرائیل کو موآب کے بادشاہ عجلون سے مخلصی دلائی (قاضیوں کی کتاب ۳ : ۱۲ سے ۴ : ۱ تک) بعضوں نے سمجھا کہ یہ عیبر تھا جس سے عبرانی قوم نکلی[1]۔

سورہ ہود ۱۱ : ۵۲ سے ۶۳ تک میں بھی اِس کا مختصر احوال آیا ہے (نیز سورہ ۲۶ : ۱۲۳ سے ۱۳۹ تک میں۔ ان قصوں کو واعظانہ طور پر عوام کی نصیحت کے لئے بیان کیا۔

۷۳ آیت سے ۷۹ تک صالح نبی کا قصہ جو قوم عاد اور ثمود کی طرف بھیجے گئے۔ جیسا پہلے ذکر ہوا یہ نبی غالباً وہی ہے۔ جس کا ذکر پیدائش ۱۱ : ۱۳ میں آیا ہے۔ البتہ جو قصہ قران میں اونٹنی وغیرہ کا آیا ہے۔ اُس کا ذکر بائیبل میں نہیں ملتا۔ ان کے زمانے میں میدان میں محل کھڑے کئے گئے۔ جس کا ذکر پیدائش ۱۱ : ۱ سے ۱۰ میں پایا جاتا ہے۔ جو بائیبل میں بابل کے بُرج سے نامزد ہے جس کی وجہ سے طوفان نوح کے بعد دوسری بڑی بلا اُن لوگوں پر نازل ہوئی۔ وہ لوگ پراگندہ ہو گئے۔ اور ان کی زبانوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ دیکھو سورہ ۲۶ : ۱۲۹۔ اِس علاقہ کا نام سورہ ۸۹ : ۶ میں اِرم ذات العماد آیا ہے یعنی برجوں کا مالک۔ سورہ ۱۱ : ۶۲ میں نمرود کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ جو اُسی زمانہ میں حکمران تھا۔ جو بائیبل میں بھی جبار کہلاتا ہے۔ اور یہودی روایت کے مطابق یہ لوگ بت پرست تھے (دیکھو Judaisin and Islam by Geiger p. 89)

[1] پیدائش ۱۰ : ۲۱ و ۲۴ و ۲۵ و ۱۱ : ۱۳ سے ۱۵

۸۰ سے ۸۴ لوط کا ذکر۔ ان کے زمانہ کا خاص گناہ۔ اور آگ و گندھک کے ذریعہ سے وہ علاقہ برباد ہوا اور لوط کی بیوی بھی ہلاک ہوئی۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۹: ۱ سے ۲۸ سے)

علاوہ اس بیان کے دیکھو سورہ ۱۱: ۷۴ و ۷۵ ذ ۲۹: ۲۷ سے ۳۴ ذ ۲۶: ۱۶۰ سے ۱۷۵ ذ سورہ ۲۷: ۵۵ سے ۵۹۔

نئے عہد نامہ میں دیکھو لوقا ۱۷: ۲۸ و ۲۹ ذ ۲ پطرس ۲: ۷ ذ لوط کی بیوی لوقا ۱۷: ۳۲

۸۵ آیت سے ۹۳ تک شعیب نبی کا ذکر اور مدیان والوں کی ہلاکت سخت بھونچال کے ذریعہ اکثروں کا خیال ہے کہ یہ موسیٰ کے سسر یتھرو تھے یا موسیٰ کے ماموں جو بعد بگڑ کر شعیب بن گیا۔ گنتی ۱۰: ۲۹ ذ قضاۃ ۴: ۱۱۔ مدیان کے اس قصہ کا ذکر بائبل میں پایا نہیں جاتا۔

۹۴ سے ۱۰۲ تک عام نصیحت ان گذشتہ ماجروں سے بیان ہوئی۔ اہل مکہ کی عبرت کیلئے

۱۰۳ سے ۱۷۵۔ اہل اسلام کے مطابق موسیٰ چھ بڑے نبیوں میں سے ایک تھے۔ جن کو کلیم اللہ کا لقب ملا۔ خروج ۳۳: ۱۱ ذ گنتی ۱۲: ۸ ذ ۳۴: ۱۰)

قرآن میں موسیٰ کی تاریخ کا بیان سورہ ۲۸: ۲ سے ۴۲ ذ سورہ ۲۰: ۸ سے ۵۰ ذ سورہ ۷: ۱۰۱ سے ۱۴۳ ذ سورہ ۴۰: ۲۶ سے ۴۹ ذ سورہ ۷: ۱۴۲: ۱۳۳ سورہ ۱۰: ۹۰ سے ۹۲ ذ سورہ ۷: ۱۴۷ سے ۱۳۶ ذ سورہ ۲: ۵۴ و ۵۷ و ۵۸ و ۶۰ سے ۶۲ ذ سورہ ۷: ۱۳۸ سے ۱۴۲ ۱۴۶ سے ۱۴۸ ذ ۲۰: ۸۰ سے ۹۹ ذ ۲: ۶۳ سے ۶۹ ذ ۱۸: ۵۹ سے ۸۱

نسبتاً یہ مفصل بیان ہے مختلف موقعوں پر مختلف سورتوں میں تفصیلی اور اجمالی اختلاف کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اس لئے قرآن کے مطالعہ کرنے والوں کو مناسب ہے کہ خود توریت میں حضرت موسیٰ کا احوال مفصل طور سے پڑھیں خروج و گنتی و استثنا کی کتابوں میں یہ مفصل بیان ملے گا۔ جس کا جزوی بیان قرآن میں دیا گیا ہے۔

حضرت داؤد نے چند مزامیر میں بھی اسی طرح تاریخی واقعات کو واعظانہ رنگ میں بیان کیا گیا۔ کاش اہل اسلام ان تاریخی مزامیر کو پڑھتے اور قرآن میں ان تاریخی واقعات سے مقابلہ کرتے تو اُن کے ایمان میں زیادہ تقویت حاصل ہوتی (دیکھو ۷۸ اور ۱۰۵ مزامیر)

ڈاکٹر گیگر نے (Gieger) جو حضرت موسیٰ کے بیان کا خلاصہ دیا ہے وہ قابل غور ہے اس لئے ہم اُس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:- فرعون نے جو ظالمانہ احکام بنی اسرائیل کے خلاف جاری کئے۔ اُن میں ایک یہ حکم تھا کہ بنی اسرائیل کے بچے دریا میں ڈبوئے جائیں موسیٰ ابن عمران

تو اُس کی والدہ نے ایک صندوق میں ڈال کر دریا کے کنارے رکھا۔ فرعون کی بیوی نے اُس بچہ کو دیکھا اور اُس کو موت سے بچایا اور اس کی ماں کو اس کے دودھ پلانے پر مقرر کیا۔ جب موسیٰ بڑا ہوا تو اُس نے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی اور ایک مصری کو قتل کیا۔ دوسرے روز اُس کے کسی اسرائیلی بھائی نے اس کو اس قتل سے آگاہ کیا۔ جس سے موسیٰ خوفزدہ ہو گیا۔ ایک دوست کی صلاح سے مدیان کو بھاگ گیا اور وہاں ایک مدیانی کی بیٹی سے شادی کی (سورہ ۲۰: ۳۷ سے ۴۴ و ۲۸: ۲ سے ۲۹)۔ جب اُس نے مدیان چھوڑنے کا ارادہ کیا تو اُس نے ایک جلتی جھاڑی دیکھی جب وہ اُس کے نزدیک گیا۔ تو اُسے مصر جانے کا حکم ملا تاکہ فرعون کو آگاہ کرے اور چند معجزے دکھائے۔ تاکہ فرعون ایمان لائے۔ اُس نے درخواست کی کہ ہارون اُس کی مدد کے لئے دیا جائے (سورہ ۲۰: ۸ سے ۳۶ و ۲۶: ۱۰ سے ۱۵ و ۲۷: ۷ سے ۱۰ و ۲۸: ۲۹ سے ۳۶ و ۷۹: ۱۵ سے ۲۱)

اُس نے حکم مانا اور اپنے کام کو پورا کیا۔ لیکن فرعون ایمان نہ لایا۔ بلکہ اُس نے اپنے جادوگروں کو جمع کیا۔ انہوں نے بھی ویسے ہی عجیب کام دکھائے۔ لیکن وہ موسیٰ کے کاموں کو دیکھ کر ایسے مغلوب ہوئے کہ فرعون کی دھمکیوں کے باوجود ایمان لائے (سورہ ۷: ۱۰۱ سے ۱۲۵ و ۱۰: ۷۶ سے ۸۰ و ۱۱: ۹۶ سے ۱۰۲ و ۲۰: ۵۰ سے ۷۹ و ۲۳: ۴۷ سے ۵۱ و ۲۶: ۱۵ سے ۵۲ و ۲۷: ۱۳ سے ۱۵ و ۲۸: ۳۶ سے ۴۰ و ۴۰: ۲۴ سے ۴۹ و ۴۳: ۴۵ سے ۵۴ و ۷۹: ۱۰ سے ۲۶) لیکن فرعون اور اس کے لوگوں پر ایک سخت عذاب نازل ہوا۔ لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ آخرکار یہ مصری سمندر میں ڈوب مرے اور بنی اسرائیل بچ نکلے (سورہ ۲: ۴۶ سے ۴۷ و ۷: ۱۲۷ سے ۱۳۶ و ۱۰: ۹۰ سے ۹۲ و ۲۰: ۷۹ سے ۸۲ و ۲۶: ۵۲ سے ۶۶ و ۲۸: ۴۰ سے ۴۲ و ۴۳: ۵۵)

پھر عصا سے موسیٰ نے چٹان کو مارا اور پانی بہ نکلا (سورہ ۲: ۵۷ و ۷: ۱۶۰)۔ پھر موسیٰ کو شریعت ملی (سورہ ۷: ۱۴۲ سے ۱۴۹)۔ یہاں الواح سے بعض علما نے توریت مراد لی نہ فہرست دس احکام۔ پھر موسیٰ نے خدا کا جلال دیکھنے کی دعا کی (سورہ ۷: ۱۳۵ سے ۱۴۷ و ۲: ۵۲ سے ۵۵ و ۴: ۱۵۲) قرآن میں کوہ سینا کا ذکر شریعت ملنے کے وقت نہیں ہوا۔ اگرچہ سورہ ۹۵: ۲ و ۲۳: ۲۰ میں اس کا ذکر ہے۔

موسیٰ کی غیر حاضری کے ایام میں بنی اسرائیل نے بچھڑا بنایا جسے موسیٰ نے پہاڑ پر سے آکر ریزہ ریزہ کر دیا اور اسرائیل کو اس کی راکھ پینے کو دی (سورہ ۲: ۴۸ سے ۵۲ و ۷: ۱۴۸ سے ۱۵۵ و ۲۰: ۸۰ سے ۹۷)۔ اس کے بعد اُس نے ستر شخصوں کو مقرر کیا (سورہ ۷: ۱۵۴) توریت

یا قارون کے ساتھ موسیٰ کا جھگڑا ہوا۔ اور قارون کو زمین نگل گئی (سورہ ۲۸ : ۷۶ سے ۸۲) اور اُس پر غلط الزام لگایا گیا۔

اِس غلط الزام کا اشارہ یا تو قورح کی طرف ہوگا۔ یا اُس جھگڑے کی طرف جو ہارون اور مریم نے موسیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ اِن واقعات کے سوا موسیٰ کے ایک عجیب سفر کا ذکر ہے جو اُس نے اپنے خادم کے ساتھ کیا (سورہ ۱۸ : ۵۹ سے ۸۱)

ہامان اور قورح کے بارہ میں بیان ہے۔ کہ وہ فرعون کے مشیر اور بنی اسرائیل کے دشمن تھے (سورہ ۲۹ : ۳۸ و سورہ ۴۰ : ۲۵)۔ بائبل میں تو اس کا ذکر نہیں البتہ یہودی ربیوں نے یہ بیان کیا قارون (قورح) فرعون کے گھر کا مختار تھا۔ ہامان بھی یہودیوں کا دشمن تھا اگرچہ فرعون کے زمانہ میں نہیں بلکہ خسو یرس شاہ فارس کے دنوں میں (دیکھو آستر کی کتاب) ربیوں کے نزدیک فرعون کے مشیر تین تھے۔ بلعام۔ ایوب اور یترو۔ اِن میں سے پہلا شخص فرعون کا ہم رائے تھا اُسے پیچھے بنی اسرائیل نے قتل کیا۔ دوسرا خاموش رہا۔ اِس لیے اُس نے دُکھ اُٹھایا۔ تیسرا بھاگ گیا اور موسیٰ کا سسر بنا۔ وہ جادوگر جن کے نام یونس ریسوں نے بتائے وہ بھی خاص کر فرعون کو بھڑکانے والے تھے اِس ایذا رسانی کی وجہ کوئی خواب بتایا جاتا ہے۔ اور ربیوں کی روایت بھی ہے۔ کہ ان جادوگروں نے اِس کی پیشین گوئی فرعون سے کی تھی۔ کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیگا تب اُس نے سوچا کہ اگر سب نرِ فرزند دریا میں ڈبو دیئے جائیں تو یہ لڑکا بھی اُن کے ساتھ تباہ ہو جائیگا

موسیٰ کو فرعون کی بیوی نے اُٹھا لیا سورہ ۲۸ : ۸ اور وہ ایماندار کہلاتی ہے (سورہ ۶۶ : ۱۱) حالانکہ خروج ۲ : ۵ میں وہ فرعون کی بیٹی کہلاتی ہے (غالباً بیٹیوں سے شادی کرنے کا دستور ہوگا۔ اِس لیے وہ بیٹی بھی ہوگی اور بیوی بھی۔ مولف) اور اِس بیوی کا نام قرآن میں آسیہ آیا ہے۔ اور یہودیوں میں اِس کا نام بتیاہ آیا ہے (تواریخ ۴ : ۱۸)

موسیٰ نے مصری کے قتل کو گناہ سمجھا اور توبہ کی (سورہ ۲۸ : ۱۵ و ۲۶ : ۱۹ و ۲۸ : ۱۴) اگرچہ یہودی موسیٰ سے گناہ منسوب نہیں کرتے۔

سورہ ۲۸ : ۱۹ میں ذکر ہے۔ کہ کسی شخص نے موسیٰ کو بھاگ جانے کی صلاح دی۔

موسیٰ جب بیابان بھاگ گیا۔ تو قرآن میں اس بیابانی کی دو لڑکیوں کا ذکر ہے۔ حالانکہ بائیبل میں سات لڑکیوں کا (سورہ ۲۸ : ۲۳ و خروج ۲ : ۱۶)

قرآن میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ فرعون نے موسیٰ پر مصری کے قتل کا الزام لگایا (سورہ ۲۶ : ۱۷ و

بمقابلہ خروج ۲: ۲۳تا ۴: ۱۹)

فرعون خود بھی جادوگر تھا (سورہ ۲۰: ۴۷تا ۲۶: ۴۸) یہودی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

یہ قصہ (سورہ ۴۰: ۲۹) بھی قابل غور ہے جس کی مثال اعمال ۵: ۳۳ سے ۳۹ میں پائی جاتی ہے

مصر میں جو آفتیں آئیں۔ اُن کا شمار بعض مقامات میں نو آتا ہے (سورہ ۷: ۱۰۳-۱۳۰ و ۲۷: ۱۲)

اور بعض مقامات میں صرف پانچ (سورہ ۷: ۱۳۰) جیسے زبور ۱۰۵ میں اِن آفتوں کے شمار اور ترتیب میں فرق ہے ویسے قرآن میں بھی"۔

چٹان کے مارنے پر از روئے قرآن بارہ ندیاں اسرائیل کے بارہ فرقوں کے شمار کے مطابق بہ نکلیں۔ یہاں دو واقعات کو ملا دیا گیا ہے۔ ایک تو رفیدیم میں چٹان کا مارنا (خروج ۱۷: ۶) اور دوسرا ایلیم میں بارہ چشموں کا ملنا خروج ۱۵: ۲۷) یہودی مفسر راشی نے یہی تفسیر کی۔" اُن کو اپنے لئے تیار پایا بارہ فرقوں کے شمار کے مطابق"۔ پھر جب شریعت دینے کا وقت آیا تو بنی اسرائیل نے پھر سرکشی کی اور خدا نے اُن کو یہ دھمکی دی کہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا اگر تم نے شریعت کو قبول نہ کیا (سورہ ۲: ۶۰و ۸۷ و ۷: ۱۷۰) یہ بھی یہودی روایت کے مطابق ہے۔ (Aboda Zarah ii. 2) پھر بنی اسرائیل نے خدا کو دیکھنے کا تقاضا کیا وہ اُس کو دیکھ کر مر گئے۔ لیکن وہ پھر زندہ کئے گئے (سورہ ۲: ۵۲ و ۴: ۱۵۲)۔ اِس کے متعلق یہودی روایت یہ ہے:

"اسرائیلیوں نے خدا سے دو باتوں کا تقاضا کیا کہ وہ اس کا جلال دیکھیں اور اس کی آواز سنیں۔ یہ دونو باتیں منظور ہوئیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ دیکھو" خداوند ہمارے خدا نے اپنا جلال اور اپنی عظمت ہم کو دکھائے اور ہم نے آگ میں سے اس کی آواز سنی۔ لیکن وہ اس کی برداشت کی تاب نہ لائے۔ کیونکہ جب وہ سینا کے پاس آئے۔ تو اس کا کلام سن کر ان کی جان نکل گئی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جب وہ بولا تو میری جان نکل گئی (غزل الغزلات ۵: ۶)۔ لیکن توریت نے یہ کہکر اُن کی سفارش کی "کیا کوئی بادشاہ یہ پسند کرے گا۔ کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی کسی سے کرے اور اُس کے سارے گھرانے کو ہلاک کرے۔ سارا جہاں میرے ظہور پر خوشی منا تا ہے تو کیا بنی اسرائیل ہلاک ہوں؟ فوراً اُن کی جان اُن میں واپس آئی چونکہ لکھا ہے کہ" خداوند کی شریعت کامل ہے وہ جان کو بحال کرنے والی (زبور ۱۹: ۷)

بچھڑے کے قصہ میں بھی یہودی روایت سے کچھ لیا گیا۔ قرآن میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ہارون کو مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اگر اُس نے بچھڑا بنانے سے انکار کیا (سورہ ۷: ۱۵۰) ربیوں کی یہ روایت ہے "ہارون نے دیکھا کہ اُنہوں نے حور کو مار ڈالا جس نے ان کی مخالفت کی تھی۔ تب اُس نے سوچا کہ اگر میں ان کی بات نہیں سنتا۔ تو حور کی طرح وہ مجھے بھی مار ڈالیں گے۔

قرآن میں ایک بیان یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص سامری نامی نے ان کو گمراہ کیا اور بچھڑا بنایا۔ یہودی روایت ہے کہ ایک شخص سمائیل نامی نے بچھڑا بنانے میں اُن کی مدد کی۔ از روئے قرآن یہ اسرائیلی شخص تھا۔ جو اس وقت حاضر تھا اور جسے موسیٰ نے ابدی آوارگی کی سزا دی (سورہ ۲۰: ۹۷) اور وہ لوگوں کو دیکھکر یہ کہا کرتا تھا "مت چھوؤ"۔ الغرض یہودی روایت اس کے خلاف نہیں کہ ہارون کے سوا کسی دوسرے نے بچھڑا بنایا اور ایک قصہ میں اس شخص کا نام میکاہ بتایا گیا (قاضیون ۱۷ باب) اس لئے بعض عربوں کا خیال ہے کہ میکاہ اور سامری ایک ہی شخص کے نام تھے (Gieger p 131). لیکن ظن غالب یہ ہے کہ سامری کا لفظ سمائیل کا بگاڑ ہے۔ جیسے اکثر عبرانی ناموں کو قرآن میں کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کیا۔ جیسے قابیل بجائے قائن کے۔ قارون بجائے قورح کے وغیرہ۔

البتہ مابعد تاریخ میں سامری اُن لوگوں کا نام تھا۔ جو سامریہ میں بستے تھے اور یہ دوغلی قوم تھی۔ جن سے یہودی چھوتے نہ تھے۔ پیچھے یہودی فریسی فرقہ کا نام اسی سے پڑ گیا۔ تالمود میں ان کا یہ نام ہے "علیحدہ کیا گیا۔ مجھے نہ چھوؤ"

قرآن میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بچھڑا ڈکارنے لگا (سورہ ۷: ۱۴۷ و ۲۰: ۹۰)۔ یہودی روایت ہے کہ یہ بچھڑا ممیانے لگا اور بنی اسرائیل نے دیکھا۔ ربی یہوداہ کا قول ہے کہ سمائیل اُس بچھڑے میں داخل ہو کر ممیانے لگا۔ تاکہ بنی اسرائیل کو گمراہ کرے (Gieger p 132)

قرآن میں یہ بھی ذکر ہے کہ موسیٰ کی اُمت میں ایک فرقہ تھا جو سچ پر قائم رہا۔ اس سے لاوی فرقے کی طرف اشارہ ہے۔ خاصکر بچھڑے کے وقت، جو مدد انہوں نے موسیٰ کی کی۔

خروج ۳۲: ۲۶ میں لاویوں کا ذکر ہے کہ وہ موسیٰ کے پاس جمع ہوئے۔ اس سے ربیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ بچھڑے کے بنانے میں شریک نہ تھے۔

قارون کے قصہ میں بھی کچھ ظاہرا اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ قارون کے پاس اس قدر خزانے تھے کہ ان کی کنجیوں کے اٹھانے کیلئے بہت سے مضبوط آدمی ملازم تھے (سورہ ۲۸: ۷۶)

یہودی ربیوں کی یہ روایت ہے کہ" یوسف نے تین خزانے مصر میں دفن کرائے تھے۔ جن میں سے ایک خزانہ قورح یا قارون کو مل گیا۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ "دولت کی فراوانی دولتمند کو نقصان پہنچاتی ہے یا اُسے سونے نہیں دیتی (واعظ ۵: ۱۲) وہ قورح پر صادق آتا ہے۔ قورح کے خزانے کے کمروں کی کنجیاں تین سو سفید خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ تالمود میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اتنی دولت کا مالک ہونے کی وجہ سے وہ بہت مغرور اور جھگڑالو ہو گیا اور اس خیال کو قرآن نے یوں بیان کیا۔ ایک مقام میں لکھا ہے۔ کہ چند اشخاص نے موسیٰ پر کچھ الزام لگایا۔ لیکن خدا نے موسیٰ کو اُس الزام سے بری ثابت کیا (سورہ ۳۳: ۶۹)

ابوالعلیاہ کہتا ہے۔ کہ اِس میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب قورح نے ایک بدمعاش عورت کو کرایہ پر لیا اور اُس نے ساری جماعت کے سامنے موسیٰ پر الزام لگایا کہ اس کے ساتھ اُن کا ناجائز تعلق تھا۔ خدا نے اُس عورت کو گونگا بنا دیا اور موسیٰ کو الزام سے بری کیا اور قورح کو ہلاک کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے۔ جب موسیٰ نے زنا کے متعلق شریعت بیان کی اور لوگوں نے پوچھا کہ کیا یہ شریعت آپ پر بھی عائد ہوتی ہے۔ اُس نے کہا ہاں (Gieger p. 134) ربیوں کی ایک روایت یہ بھی ہے" اور جب موسیٰ نے یہ سنا تو وہ منہ کے بل گر پڑا۔ اُس نے کیا سنا۔ کہ اُس پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ ہر ایک شخص موسیٰ کے متعلق اپنی بیوی پر شک کرنے لگا۔ بعض یہودی مفسروں نے یہ رائے بھی بیان کی ہے کہ موسیٰ پر ہارون کے مار ڈالنے کا الزام لگایا گیا۔ کیونکہ وہ دونو اکٹھے گئے تھے۔ جب ہارون کوہ حور پر مر گیا لیکن فرشتوں نے ہارون کی لاش دکھا کر موسیٰ کو الزام سے بری کیا۔ (Gieger p. 134) وغیرہ

غالباً یہاں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب ہارون اور مریم نے موسیٰ کو ملامت کی (گنتی ۱۲: ۱ وغیرہ) اِس لئے سورہ ۶۱: ۵ میں موسیٰ کا وہ جواب ہے۔ جو اس نے الزام لگانے والوں کو دیا۔

ایک اور قصہ موسیٰ کی تواریخ میں پایا جاتا ہے۔ جب موسےٰ نے اپنے خادم کے ساتھ سفر اختیار کیا (سورہ ۱۸: ۵۹ سے ۸۱)

ذوالقرنین کا قصہ سورہ ۱۸: ۸۲ میں آیا ہے۔ مسلمان مفسر اس سے اسکندر اعظم مراد لیتے ہیں لیکن غالباً اس سے موسیٰ ہی مراد ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے یہ معنی بھی ہیں " چمکنے والا" (خروج ۳۴: ۲۹) موسیٰ کا چہرہ چمکنے لگ گیا۔ جب وہ پہاڑ پر سے اُترا۔

سرخ رنگ کی بچھیا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے (گنتی ۱۹: ۱ سے لیکر) دیکھو سورہ ۲: ۶۳ سے

ہے لیکن یہاں ایک دوسرے واقعہ کو بھی آپس میں ملایا ہے (دیکھو استثنا ۲۱ : ۲) اور مردہ آدمی کو زندہ کرنا سورہ ۲ : ۶۰)

گائے کی قربانی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ یک سالہ ہو۔ البتہ ربیوں کی روایت کے مطابق وہ دو سال چاہئے (Gieger p. 136)

البتہ مریم والدہ یسوع مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ وہ عمران کی بیٹی اور ہارون کی ہمشیرہ تھی (سورہ ۲۰۴۷ : ۱۱ ذ ۷ : ۱۳۸)۔ اِس کی وجہ شاید یہ ہوگی۔ کہ یہودیوں میں یہ روایت تھی کہ مریم ہمشیرہ ہارون کو ملک الموت نے نہیں چھوا۔ اس لئے شاید وہ مسیح کے زمانہ تک زندہ رہی ۔

موسیٰ کی تاریخ میں موسیٰ کے سسر یترو کا بھی ذکر آیا۔ لیکن ان کا نام قرآن میں درج نہیں (سورہ ۲۸ : ۱۰ و ۲۳) مسلمان اِس مدیانی کو جو موسیٰ کا سسر تھا۔ شعیب سمجھتے ہیں ۔لیکن مفسروں میں اختلاف ہے مدیانیوں کی سزا کا ذکر (سورہ ۷ : ۸۳ سے ۹۲ ذ ۱۱ : ۸۵ سے ۹۸ ذ ۲۲ : ۴۳ ذ ۲۵ : ۴۰ ذ ۲۶ : ۱۷۶ سے ۱۹۲ ذ ۲۹ : ۳۵ و ۳۶ ذ ۳۸ : ۱۲ ذ ۵۰ : ۱۲ و ۱۳)۔

ربیوں میں یہ روایت مشہور تھی۔ کہ مدیان کے کاہن کی سات بیٹیاں تھیں (خروج ۲ : ۱۶) خدا بت پرستی سے عداوت رکھتا ہے ۔ تو خدا نے کیوں ایک بت پرست کے پاس موسیٰ کو پناہ دی۔ اس کے بارے میں ہمارے معلم یہ سکھاتے ہیں کہ یترو بتوں کا کاہن تھا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا۔ کہ وہ ہیچ ہیں اور بت پرستی کو حقیر جانتا اور موسیٰ کے آنے سے پیشتر خدا پر ایمان لانا چاہتا تھا ۔ موسیٰ کے آنے پر اُس نے اپنے اہالیان شہر کو جمع کرکے یہ کہا کہ اب تک تو میں تمہاری خدمت کرتا رہا۔ لیکن اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اِس لئے اپنے لئے دوسرا کاہن چن لو۔ اور عبادت کے برتن ان کو واپس دے دئے۔ پھر اُس پر یہ لعنت ڈالی کہ کوئی اُس سے بات چیت نہ کرے نہ اس کے لئے کام کرے۔ نہ اُس کے گلوں کو چرائے اور جب گڈریوں کو کام کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کردیا۔ بلکہ انہوں نے اس کے گلوں کو نکال دیا (خروج ۲ : ۱۷)۔ (دیکھو Gieger p. 137)

از روئے قرآن یترو آخری دن کی منادی کرتا تھا۔ اور اس کے لئے کچھ اجر نہیں مانگتا تھا۔ (سورہ ۲۹ : ۳۵ ذ ۲۶ : ۱۸۰)

اور اُس پر یہ الزام لگایا۔ کہ اُس نے کوئی معجزہ نہ دکھایا (سورہ ۲۶ : ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

اب یہ سوال رہا کہ یترو کا نام شعیب کیسے ہو گیا ۔ ایک رائے یہ ہے کہ یترو کا ایک نام حوباب یا خوباب تھا جو بگڑ کر عربی میں شعیب ہو گیا (گنتی ۱۰ : ۲۹ و قاضی ۴ : ۱۱) یہ حوباب موسیٰ کا سسر یا سالا

تھا۔ ربیوں کی روایت ہے کہ جس عصا کو موسیٰ نے پیچھے استعمال کیا اور جسے خدا کا عصا کہتے ہیں۔ وہ یترو کے باغ میں پیدا ہوا تھا (Geiger p.160)۔ اب شارع کے معنی بھی عصا ہیں۔ اور عصا رکھنے والے کو شعیب کہتے ہیں۔ اگر شعیب یترو کا یا یترو کے بیٹے کا نام مان لیا جائے۔ تو کئی مقامات میں اُس کا ذکر ملے گا (سورہ ۲۶: ۱۷۶) البتہ یہ ذکر نہیں کہ اہل مدیان کی طرف بھیجا گیا غالباً اہل مدیان کا ایک اور نام بھی تھا۔ وہ اصحاب الایکہ یا بن کے باشندے بھی کہلاتے ہیں (سورہ ۱۵: ۷۸)

دو دیگر مقاموں میں اصحاب الرس کا ذکر آیا ہے (سورہ ۲۵: ۴۰ و ۵۰: ۱۲) یعنی "کنوئیں کے لوگ" ان کو بطور عبرت پیش کیا ہے۔ یہاں شعیب کا تو ذکر نہیں۔ لیکن ایک دوسرے مقام میں ان لوگوں کا ذکر "بن کے رہنے والوں" کے ساتھ آیا ہے (سورہ ۵۰: ۱۲) اور غالباً یہ دو مختلف فرقے نہ تھے۔ بلکہ ایک ہی فرقے کے دو مختلف نام تھے۔

قران میں یترو کے ذکر کی وجہ وہ جھگڑا تھا۔ جو ایلیوں اور یترو کی بیٹیوں کے درمیان ہؤا۔ اگرچہ خود اس جھگڑے کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ غالباً یہودی مدیانیوں کو اس نام سے موسوم کرتے ہونگے "کنوئیں کے لوگ"۔ اس لئے یہ قیاس بعید از عقل نہیں کہ مدیانی "بن کے باشندے" "اور کنوئیں کے لوگ" ایک ہی لوگ تھے۔ البتہ عربوں میں ایک روایت پائی جاتی ہے۔ جس کا ذکر سورہ ۲۵: ۴۰ کے قرینہ میں دیا گیا ہے "کنوئیں کے لوگ کنوئیں کے کنارے بیٹھے اور یہ گڈریے بتوں کو پوجتے تھے۔ تب خدا نے حضرت شعیب کو اُن کے پاس بھیجا۔ کہ وہ انہیں اسلام کی طرف دعوت دے۔ لیکن وہ گمراہی میں رہے اور انہوں نے کوشش کی کہ شعیب کو نقصان پہنچائیں جب وہ لوگ کنوئیں کے کنارے اپنے مکانوں میں بیٹھے تھے۔ تو کنواں اُبل پڑا اور پانی نے اُن کو۔ اُن کے گھروں کو ڈوبا دیا۔ اور وہ سب برباد ہوئے"۔ (Geiger p.162)

۱۶۵۔ بندر بن جانا لفظی طور پر نہیں۔ بلکہ یہ کہ اُن کی دل کی حالت بندروں جیسی ہو گئی۔ بندروں سے تشبیہ دی گئی۔ جیسے گدھوں سے (سورہ ۶۲: ۵ و ۵: ۶۰ و ۴: ۴۷)۔ استثنا کی کتاب کے اٹھائیسویں باب میں اُن لعنتوں کا ذکر ہے جو حکم عدولی بنی اسرائیل پر نازل ہونگی نیز مقابلہ کرو حزقیل ۲۲: ۸ سے ۱۵۔ بائیبل میں بھی اور قرآن میں بھی ناپاک لوگ کتے کہلاتے ہیں۔ پولس رسول نے ایسے لوگوں کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔ جس طرح اُنہوں نے خدا کا پہچاننا ناپسند کیا اسی طرح خدا نے بھی اُن کو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیا۔ کہ نالائق حرکتیں کریں" (رومیوں ۱: ۲۸)

۱۶۷۔ اس پراگندگی کی سزا کے لئے دیکھو استثنا ۲۸: ۶۴ و ۶۵

۱۶۸۔ جس عہد کا یہاں ذکر ہے۔ اس کی تفصیل خروج ۲۴: ۱۔ سے ۱۷ ذ ۲۴: ۷ و ۸

۱۷۰۔ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۲: ۱۸ سے ۲۰

پہاڑ کو لٹکانے کا ذکر بھونچال کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے ذریعہ ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ پہاڑ سر پہ آپڑے گا۔ مقابلہ کرو سورۃ ۲: ۶۰ ذ ۸۷ سے

یہودیوں کی بھی یہی روایت ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو دھمکی دی کہ وہ پہاڑ کو اُن پر اُلٹا دیگا

(Geiger p 129)

۱۷۱۔ بنی آدم سے کئی بار عہد کیا گیا۔ مثلاً طوفان کے بعد۔ حضرت نوح سے۔ پھر حضرت

ابراہیم۔ واضحاق و یعقوب سے پھر موسیٰ سے۔ پھر حضرت داؤد سے۔ پھر یرمیاہ بنی نے ایک نئے عہد کا

ذکر کیا۔ جس کی تکمیل انجیل میں ہوئی۔

۱۷۴ سے ۱۷۶۔ کیا کسی خاص شخص کی طرف اشارہ ہے یا عام بیان ہے ایسے لوگوں کا جو ایمان

لانے کے بعد پھر برگشتہ ہو جاتے ہیں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں بلعام کی طرف اشارہ ہے۔ جو خدا

کا بنی تھا۔ لیکن پیچھے لالچ میں مبتلا ہو کر بے ایمانوں کے ساتھ ہلاک ہؤا۔ اس کا مفصل ذکر گنتی

۲۲ و ۲۳ و ۲۴ باب استثنا ۲۳: ۴ و ۵ ذ گنتی ۳۱: ۱۶ و ۸ ذ نئے عہدنامے میں ۲ پطرس ۲: ۱۵

ذ یہوداہ ۱۱ ذ مکاشفہ ۲: ۱۴۔

جو لوگ یہاں عام بیان مراد لیتے ہیں وہ دیکھیں عبرانی ۶: ۴ سے ۸

۱۷۹۔ مقابلہ کرو متی ۱۳: ۱۳ ذ یسعیاہ ۶: ۹ و ۱۰۔

چارپایوں کی مثل مقابلہ کرو یسعیاہ ۱: ۲ سے ۴

۱۸۶ و ۱۸۷۔ قیامت کے دن کا علم صرف خدا ہی کو ہے متی ۲۴: ۳۶ و ۴۳ و ۴۴ ذ اعمال

۱: ۶ و ۷۔ اور وہ اچانک آئے گی جیسا کہ خداوند مسیح نے بار بار فرمایا متی ۲۴: ۳۶ سے ۴۴

۱۸۷۔ مقابلہ کرو متی ۵: ۳۷

۱۹۴ سے ۱۹۸ بتوں کی بے بسی اور بیکسی کا ذکر۔ زبور ۱۱۵: خاصکر آیت ۴ سے ۸ تک۔ یہ

مزمور اِس مقام کے ساتھ غور سے پڑھا جائے تو اِس مقام کے معنی زیادہ صاف ہو جائینگے۔

نیز مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۴: ۹ سے ۲۰ ذ یرمیاہ ۱۰: ۳ سے ۱۵ ذ زبور ۱۳۵: ۱۵ سے ۱۸۔

۲۰۰۔ شیطان سے خدا کی پناہ مانگنا۔ یعقوب ۴: ۷ ذ ۱ پطرس ۵: ۸ و ۹

۲۰۴ سے ۲۰۶۔ مقابلہ کرو زبور ۱ ذ ۱۱۹ جہاں اِسی قسم کی ہدایات پائی جاتی ہیں۔

مکی

۴۰ - سورۃ الجن

سورہ ۷۲

کہتے ہیں۔ کہ یہ سورہ اُس وقت نازل ہوئی جب محمد صاحب سن ہجری سے دو سال پہلے طائف سے واپس آئے۔ اِس وقت اہل قریش کی مخالفت بہت شدت پکڑ گئی تھی۔ اور محمد صاحب اور ہاشم کے قبیلوں اور عبدالمطلب کے ساتھ راہ و ربطہ اُنہوں نے بند کر دیا تھا اور کچھ مسلمان پناہ کے لئے ابی سینا کو بھاگ گئے تھے اور جو پیچھے مکّہ میں رہ گئے۔ اُن کو اہل قریش نے بہت ستایا۔ اس لئے محمد صاحب کو تسلی دینے کے لئے یہ سورہ نازل ہوئی۔ کہ اگر قریش ایمان نہیں لاتے تو کچھ مضائقہ نہیں ایک اور فرقہ ایمان لایا ہے۔ اِس فرقہ کا نام جنّ آیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سورۃ الجن کہلاتی ہے لفظ جن کے معنی پوشیدہ یا زیر حجاب ہیں۔ سر سید احمد نے اِن سے بدو لوگ مراد لئے۔ یعنی دیہاتی عرب بمقابلہ اہل مکّہ کے۔ مولانا محمد علی صاحب اِن سے غیر عرب یہودی مراد لیتے ہیں۔ اور ان کی رائے ہے۔ کہ یہاں نِسی بس کے یہودیوں کے ایک گروہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو محمد صاحب کے پاس آکر مسلمان بنے اور اپنی اِس رائے کی تائید میں وہ سورہ ۳۴: ۱۲ کو پیش کرتے ہیں۔ جہاں عمالیکی اور غیر اسرائیلی فرقوں کو سلیمان بادشاہ نے ہیکل بنانے کے لئے مزدور رکھا۔ مقابلہ کرو ۲ تواریخ ۲: ۱۲ سے ۱۸۔ یہ وہی شیاطین ہیں۔ جن کو سلیمان نے مطیع بنایا (سورہ ۳۸: ۳۷) ابو غلا کا قول ہے۔ کہ عرب لوگ ایک ہوشیار و چالاک کاریگر یا بیوپاری کو جنّ یا شیطان کہتے تھے۔ لیکن مسلمان عموماً جنّ۔ جانّ یا جنات سے ایک ایسی مخلوقات مراد لیتے ہیں جو فرشتوں اور انسان کے بین بین ہے اور اُن کی تفصیل میں بیشمار قصے اُن میں مروج ہیں۔ دیکھو

(Dictionary of Islam by Hughs)

اگر یہ عام خیال مسلمانوں کا درست ہو تو یہ سوال پیش آتا ہے۔ کہ ایسا خیال اور ایسے لوگوں کا قصہ کیوں قرآن میں درج ہوا جس سے اہل مکہ مانوس نہ ہوں۔ ہمارے خیال میں جنات کے قصوں سے اہالیان مکہ مانوس تھے۔ کیونکہ یہودیوں میں اِس قسم کے قصے پائے جاتے تھے۔ چنانچہ یہودیوں کی کتاب طالمود میں درج ہے۔ کہ جنّ میں چھ صفات ہوتی ہیں۔ تین تو ملکوتی صفات اور تین انسانی صفات تین ملکوتی صفات یہ ہیں (۱) فرشتوں کی طرح اُن کے پر یا بازو ہوتے ہیں (۲) جن کے ذریعہ وہ زمین کے ایک کنارے سے دوسرے تک اُڑ سکتے ہیں (۳) وہ غیب کی باتیں وقوع سے پیشتر جان

لیتے ہیں۔ کیا وہ مستقبل کی باتیں جانتے ہیں؟ نہیں بلکہ وہ پردہ کے پیچھے سے سنتے رہتے ہیں۔ تین انسانی صفات اُن میں یہ پائی جاتی ہیں (۱) وہ کھاتے پیتے ہیں (۲) وہ پھولتے پھلتے ہیں (یعنی اُن کی اولاد ہوتی ہے) اور وہ مرتے ہیں" (Gieger p. 63) قرآن میں ان کا بہت ذکر نہیں سوائے اس کے کہ وہ آسمان کے پردہ کے پیچھے سے سنتے ہیں۔ لیکن وہ پتھراؤ کئے جاتے ہیں۔ یعنی فرشتے پتھر پھینک کر اُن کو بھگا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ سننے نہ پائیں۔ شہابوں کا گرنا اس قسم کے پتھراؤ سے منسوب کیا جاتا ہے (سورہ ۱۵: ۱۷ اور ۱۸ ز ۳۸: ۷۸ ز ۷۲: ۸ ز ۳۷: ۷ کے ساتھ مقابلہ کرو ۶۷: ۵ کا)

طالمود میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ تعلیم کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے دیکھو اس سورہ کی ۱۹ آیت۔

یہاں ایک دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ بائیبل میں تو ایسے جنات کا کوئی ذکر نہیں پھر یہودیوں میں یہ خیال کہاں سے آیا؟ یہ خیال قدیم پارسی مذہب سے آیا اور یہودیوں اور عربوں میں پھیل گیا اس لئے قرآن میں ان لوگوں کے خیالات کے مطابق ان کو تعلیم دی گئی۔ تاکہ وہ ایمان لائیں۔ پولُس رسول۔ یہوداہ بزرگ نے ایسے قصوں کو یہودی مسیحیوں کی عبرت و نصیحت کے لئے پیش کیا۔

یہوداہ ۱۴ اور ۱۵ از اعمال ۱۷: ۲۸

۱۔ "میرے پاس وحی آئی" عام رائے کے مطابق اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ چونکہ جن دکھائی نہیں دیتے۔ اس لئے ان کا قرآن سننا اور ایمان لانا وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ یہاں اس بات کا ذکر نہیں۔ کہ کس نے اُن کو قرآن سنایا اور کس زبان میں سنایا۔ شاید جب وقت محمد صاحب قرآن اہل مکہ کو سناتے ہونگے۔ تو یہ بھی وہاں موجود ہونگے۔ گو آنکھوں سے لوگوں کو دکھائی نہ دیتے ہوں۔ لیکن اگر ایسے پردیسی یہودی مراد ہو تو پھر وحی کے بتانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

۳۔ یہاں خدا کی جورو اور بیٹے کا انکار جنات کی زبانی کیا گیا۔ کیونکہ اہل قریش اور مشرکین عرب یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خدا کی جورو بچے ہیں۔ چنانچہ اللہ کی بیوی لات کہلاتی ہے وہ لفظ اللہ کی تانیث ہے۔ اُس کی پرستش اہل قریش کرتے تھے اور اُس کا بُت کعبہ میں رکھا تھا۔ اِس کا ذکر قرآن میں عزیٰ اور منات و دیگر دیویوں کے ساتھ آیا ہے (سورہ ۵۳: ۱۹)

اِس آیت میں شاید ان بدعتی مسیحیوں کی طرف بھی اشارہ ہو جو عرب میں مقدس مریم کی پرستش کرتے اور اُسے ملکہ آسمان کہتے اور اُسے روٹی چڑھایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ (Collyridians)

روٹی چڑھانے والے کہلائے۔

۶۔ جیسا آجکل بھی مسلمانوں میں جنات کو قابو کرنے کا خیال پایا جاتا ہے اور وہ خاص عمل کے ذریعہ جنات سے خاص مدد لیتے ہیں۔ ویسے ہی محمد صاحب کے زمانے میں اور اُن سے پیشتر بھی لوگ تھے جن کی نسبت بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ اُن کے یار دیو تھے (۱ سموئیل ۲۸: ۷ و ۱ تواریخ ۱۰: ۱۳)۔ یہودیوں میں بھی اِس قسم کے لوگ تھے۔ جن کا ذکر انجیل میں آیا ہے (متی ۱۲: ۲۴ سے ۲۷)

۸۔ اِن شہابوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ شیاطین کو نکالنے کے لئے پھینکے جاتے ہیں۔

۱۶ سے ۱۷۔ مختلف فرقے احادیث کے مطابق ان کے پانچ فرقے ہیں۔ جانّ۔ جنّ۔ شیطان عفریت اور ماردَ۔ اِن میں ایماندار اور بے ایمان دونو قسم کے ہیں۔

۱۸۔ مسجدوں سے یہاں خانقاہیں اور مندر مراد ہیں۔ جن میں مشرکانہ عبادت ہوتی تھی۔

۱۹۔ "چمٹ جائیں" یعنی وہ ایسی کثرت سے جمع ہوتے ہیں کہ گویا کچلے دیتے ہیں۔ اِس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ یہودی روایت کہ جنات مدرسے میں کثرت سے جمع ہوتے ہیں گویا بھیجے ڈالتے ہیں (Gieger p64)

۲۴۔ وعدہ کیا جائیگا۔ یعنی یوم آخرت کا۔ جب لوگ اپنے اعمال کے مطابق بہشت یا دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اُس کا خاص وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

۲۷۔ پیغمبروں کے آگے پیچھے پہرہ رکھنے کا خیال اُس بیان کے مطابق ہے۔ جو خدا نے یرمیاہ نبی سے کیا (یرمیاہ ۱: ۴ سے ۸) اور پولُس سے کیا گیا (اعمال ۲۶: ۱۷ و ۱۸) اور عام ایمانداروں سے یہ وعدہ ہے (زبور ۳۴: ۷)

۴۱۔ سورہ یٰسین

سور ۳۶

یہ سورہ مکہ میں اُس زمانے کے وسط کے قریب نازل ہوا۔ ولیم میور صاحب کی رائے ہے کہ محمد صاحب کی رسالت کے دسویں گیارھویں سال اس کا نزول ہُوا۔

اِس کی تقسیم یوں کی جاتی ہے:۔ ا۔ مکاشفہ کی صداقت ۱ سے ۱۲

ب۔ اس کی تصدیق ۱۳ سے ۳۲

ج۔ صداقت کے نشانات ۳۳ سے ۵۰

د۔ راستباز اور شریر ۵۱ سے ۶۷

ہ۔ جوانی کے بعد بڑھاپا ۶۸ سے ۸۳

اِس نام کی وجہ تسمیہ غالباً وہی ہے۔ جو ہم نے پیشتر بیان کی۔ یعنی زبور ۱۱۹ کی فصل یود اور سامک فصل یود میں یہ دعا ہے کہ "مجھے فہم عطا کر تاکہ تیرے فرمان سیکھ لوں" اور فصل سامک کے شروع میں ہے۔ "مجھے دودلوں سے نفرت ہے۔ پر تیری شریعت سے محبت رکھتا ہوں" اِن دونوں فصلوں کو اِس سورہ کے ساتھ پڑھنے سے خدا کی شریعت یا کلام کی خوبیاں اور اِس سورہ کا مطلب زیادہ واضح ہو جائے گا۔ اور قرآن سے خدا کا کلام یا شریعت مراد ہے

۱۔ یس کا ترجمہ مولانا محمد علی نے "اے انسان" کیا ہے۔ اور اِس کی یہ وجہ بتائی ہے۔ کہ اہل طے کی زبان میں اِس کے معنی یا انسان ہیں۔ اور بعضوں نے اِسے محمد صاحب کا لقب سمجھا۔

۳۔ "پیغمبروں میں سے" یا مُرسلوں میں سے جو بھیجے گئے۔ اہل مکہ کو یقین دلایا گیا کہ جہاں دوسری قوموں کے پاس پیغمبر بھیجے تھے اب تمہارے پاس بھی بھیجا گیا (اعمال ۱۴: ۱۷ ؛ سورہ فرقان ۲۵: ۱)

۴۔ "صراط مستقیم" یہ کونسی راہ ہے (پیدائش ۲۴: ۴۸ ؛ استثناء ۸: ۶) یعنی خدا کے احکام پر چلنے کی راہ (۱۰: ۱۲، ۱۱: ۲۲، ۲۶: ۱۷، ۲۸: ۹، ۳۰: ۱۶) اس کی ساری راہیں عدالت ہیں (دانیال ۴: ۳۷) اسمٰعیل ۱۲: ۲۳ میں ہے۔ و راہ جو اچھی اور سیدھی ہے تم کو بتاؤں گا" پھر لکھا ہے۔ کہ" اس کی راہ کامل ہے (زبور ۱۸: ۳۰)۔ مزمور نولیس کی یہ دعا ہے کہ" اپنی راہ مجھے دکھا" (۲۵: ۴)۔ اسرائیل خدا کی راہ پر چلا (زبور ۸۱: ۱۳)۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا راستبازی کی راہ میں آیا (متی ۲۱: ۳۲) مسیح نے فرمایا۔ حق۔ راہ اور زندگی میں ہوں (یوحنا ۱۴: ۶)۔ یہ زندگی کی راہ ہے (اعمال ۲: ۲۸) یہ مستقیم راہ ہے (۲ پطرس ۲: ۱۸) یہ سکڑی راہ ہے جو زندگی کو پہنچاتی ہے (متی ۷: ۱۳ سے ۱۵)

۷۔ فرمودہ پورا ہو چکا"۔ یعنی ان لوگوں کو سزائیں مل گئیں جن کو پہلے آگاہ کیا گیا تھا (تقابلہ کرو رومیوں ۵: ۱۸ و ۱۹) اور اب تم کو بھی اے اہل مکہ سزا ملے گی اگر تم نے یہ پیغام نہ مانا)

۸ سے ۱۰۔ نافرمانوں کی سزا۔ اِسی قسم کا ذکر خداوند مسیح نے اپنے زمانے کے یہودیوں کے بارہ میں کیا تھا اور یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی اس کے ثبوت میں پیش کی تھی (متی ۱۳: ۱۴ و ۱۵ ؛ یسعیاہ ۶: ۹ و ۱۰)

۱۲۔ یہ عام بیان ہے کہ خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور دوسرے حصّے میں ہر ایک شخص

کے اعمال نامے لکھے جانے کا ذکر ہے۔

۱۳ سے ۱۹۔ یہاں جس تمثیل کا ذکر ہے وہ متی ۲۱: ۳۳ سے ۴۳ تک میں مندرج ہے۔ اُس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ غالباً یہ تمثیل کچھ تبدیلی کے ساتھ عوام میں مروج تھی۔ اس لئے اس کا حوالہ دیا گیا۔

۱۸۔ جب کوئی قوم نبیوں کی بات نہیں مانتی تو خدا کی طرف سے سزا نازل ہوتی ہے (سورہ ۶: ۴۲) اِس کی مثالیں پیشتر بیان ہو چکی ہیں۔

۱۹۔ یہ سزا نبی کے آنے کا نتیجہ نہیں بلکہ تمہاری حکم عدولی کا نتیجہ ہے

۲۰۔ آیا یہ تمثیل کا جز ہے یا ایسا واقعہ محمد صاحب کو پیش آیا۔ یہ بھی عام بات ہے۔ کہ حکم عدول لوگوں میں سے کوئی نہ کوئی شخص ایمان لا کر گواہی دیتا ہے۔

۳۰۔ اِس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ متی ۲۳: ۳۳ سے ۳۵

الرحمٰن۔ اِن آیات میں خدا کا نام الرحمٰن آیا ہے۔ عبرانی میں یہ رحوم ہے۔ خدا کی ننانویں صفات یا ناموں میں سے ایک ہے اور اکثر اِس کا ذکر الرحیم کے ساتھ ہوا (سورہ بقرہ ۱۵۹) اور بسم اللہ میں جو نویں سورہ کے سوا ہر سورہ کے شروع میں آتا ہے۔ یہ دونو نام آتے ہیں۔ مولانا بیضاوی نے اِن دونوں ناموں میں یہ فرق بتایا ہے۔ کہ الرحیم کی نسبت الرحمٰن زیادہ اعلیٰ و سرافراز نام ہے۔ اِس میں عالمگیر رحمت کا ذکر ہے جو نیکوں اور بدوں دونوں پر محیط ہے

۳۲ سے ۳۶۔ عام مہربانی اور نشانی کہ خدا زمین سے پیداوار پیدا کرتا ہے (اعمال ۱۸: ۲۴) زبور ۱۰۴: ۱۳ سے ۱۸

۳۷ سے ۳۹۔ رات و دن و سورج و چاند بھی نشانیاں ہیں (پیدائش ۱: ۱۴ سے ۱۸)

۴۱ سے ۴۴۔ سمندری سفر بھی ایک نشانی ہے زبور ۱۰۷: ۲۳ سے ۳۰ تک

۴۵ سے ۵۳۔ قیامت ناگہاں آئے گی۔ جیسا کہ خود مسیح نے اپنے زمانے کے لوگوں پر ظاہر کیا (لوقا ۱۷: ۲۶ سے ۳۲)۔ خوابگاہ۔ قبر خوابگاہ ہے اور موت نیند کہلاتی ہے (یوحنا ۱۱: ۱۱؛ ۱ کرنتھی ۱۵: ۵۱؛ ۱ تھسلنیکی ۴: ۱۴) انگریزی لفظ (Cemetry) کے معنی ہیں خوابگاہ۔

آندھی۔ زبور ۸۳: ۱۵

۵۳۔ زور کی آواز (مکاشفہ ۱۹: ۱۷ و ۱۸: ۲ و ۱۶: ۱۷)

۶۲ سے ۶۷۔ دوزخ کا ذکر۔

۶۸۔ محمد صاحب پر جو اعتراض اہل مکہ نے کئے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ شاعر ہے۔ چنانچہ مکی سورتوں میں سے جو ابتدائی سورتیں ہیں وہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت سے مملو تھیں اور اس لئے محمد صاحب کو شاعر کہا۔ کہ وہ ایسے شاعرانہ فصیح کلام کے ذریعے دیگر شاعروں کی طرح خیالی قیاسی اور مبالغہ آمیز باتیں کرتا ہے۔

۷۴۔ خدا کے سوا معبود یعنی بُت

۷۸۔ اِس سوال کے لئے مقابلہ کرو ''اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں زندہ ہو سکتی ہیں۔ (حزقیل ۳۷ ف ۱ سے ۶)

۸۲ و ۸۳۔ مقابلہ کرو زبور ۱۰۴: ۲۷ سے ۳۰۔

سورہ مکی **۲۴۔ سورۃ الفرقان** (سورہ ۲۵)

۱۔ فرقان بمعنی امتیاز۔ یہ نام توریت کو بھی دیا گیا ہے (سورہ انبیا ۲۱: ۴۸ و ۴۹) یہ نام سارے قرآن کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے (سورہ ۲: ۱۸۱ ذ ۳: ۲ ذ ۲۵: ۱) جنگ بدر کے دن کی فتح کے لئے بھی یہ نام آیا ہے (سورہ ۸: ۴۲)۔ صوفیوں کی اصطلاح میں حق و ناحق کی امتیاز کے لئے یہ اصطلاح ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک اِس سے مراد ہے۔ جو نیک و بد یا حلال و حرام میں امتیاز کرے۔ یہودیوں میں یہ لفظ فرق یا فرقہ کتاب مقدس کی فصل کا نام ہے۔ یہ مکی سورہ ہے اگرچہ اس کی ۶۸ سے ۷۰ آیات کو بعضوں نے مدنی قرار دیا۔

اِس کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے:۔ ۱۔ ہر ایک قوم کے لئے ڈرانے والا ۱ سے ۹
۲۔ اِس پیغام کی صداقت ۱۰ سے ۲۰
۳۔ امتیاز کا دن ۲۱ سے ۳۴
۴۔ قدیم لوگوں سے عبرت کا سبق ۳۵ سے ۴۴
۵۔ فطرت سے سبق ۴۵ سے ۶۰
۶۔ نیک و بد اور ایماندار اور بے ایمانوں کا امتیاز ۶۱ سے ۷۷

اِس امر کے دُہرانے کی بار بار ضرورت نہیں کہ یہاں موجودہ مکمل قرآن مراد نہیں کیونکہ ابھی تک وہ پورا نازل نہ ہوا تھا۔ بلکہ جو مکاشفہ خدا کی طرف سے لوگوں کو اس وقت تک مِل چکا تھا۔ خواہ وُہ توریت زبور انجیل وصحف انبیا ہو یا قرآن کا وہ حصہ جو اُس وقت تک نازل ہو چکا تھا۔ کیونکہ قرآن کا بھی دعویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ شعرا ۲۶: ۱۹۲ سے ۱۹۶ میں درج ہے ''اِس کو روح الامین نے سلیس عربی زبان میں تمہارے دِل پر القا کیا اور اِس میں شک نہیں کہ یہ اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں موجود ہے۔ . . . کیا لوگوں کے لئے یہ دلیل نہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم اس سے واقف ہیں''

مخفی نہ رہے کہ قرآن کا اگلی الہامی کتابوں میں موجود ہونا اس کے الہام کی تکذیب نہیں کرتا۔ کیونکہ حضرت نوح اور طوفان کا قصہ۔ حضرت یوسف کا قصہ توریت میں موجود تھا۔ پھر بھی جب قرآن میں اِن قصوں کا ذکر ہوُا۔ تو یہ کہا گیا۔ کہ یہ وحی کئے گئے (دیکھو سورہ ہود ۱۱: ۳۶ سے ۴۹ و سورہ یوسف ۱۲: ۳ سے) پس اس الہامی قرآن کا خلاصہ عربی زبان میں اہل عرب کی تعلیم اور ہدایت کے لئے دیا گیا (سورہ یوسف ۱۲: ۲)

۲۔ آسمان و زمین کی سلطنت (مقابلہ کرو دانیال ۷: ۲۶ و ۲۷ و ۴: ۳۴ و ۲: ۲۱ و ۲۲)

۳۔ غیر معبود ناکارہ اور باطل ہیں (یسعیاہ ۴۸: ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۴۵: ۱۶ سے ۲۰ و ۴۶: ۱ و ۴۴: ۹ سے ۲۰)

۴۔ ۴ میں کفار مکہ اور یہودیوں وغیرہ کے اعتراضوں کا ذکر ہے۔ جب محمد صاحب نے قدیم قوموں اور نبیوں کے قصے قرآن کے مطابق لوگوں کو سنائے تو انہوں نے یہ اعتراض کئے کہ یہ تو قدیم قصے ہیں۔ جو پہلی کتابوں میں درج ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ الہام اور وحی میں فرق نہیں آتا جب اُس کا ترجمہ یا خلاصہ خدا کی ہدایت کے مطابق سنایا جائے۔ حضرت مسیح کی تمثیلوں سے بھی لوگوں نے اسی طرح ٹھوکر کھائی جیسے ان قصوں کے بیان پر اہل مکہ نے ٹھوکر کھائی۔

''دوسرے لوگوں نے . . . . مدد کی''۔ نہ صرف اس آیت میں بلکہ دوسرے مقامات میں بھی ایسے اعتراضوں کا ذکر ہے۔ مثلاً سورہ نحل ۱۶: ۱۰۴ میں لکھا ہے '' یہ اشتباہ کرتے ہیں کہ ہو نہ ہو اِس شخص کو ایک آدمی سکھایا کرتا ہے۔ سو جس شخص کی طرف نسبت کرتے ہیں اُس کی بولی تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے''

۵۔ اِسی طرح اِس آیت میں دیگر مددگاروں کا ذکر ہے۔ اور مفسران قرآن نے اُن کے

نام بھی بتائے ہیں۔ مثلاً جبر و بسار جو مکہ شہر میں تلوار بنانے کا کام کرتے تھے اور توریت و انجیل محمد صاحب کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ ایک تیسرا نام عایش غلام کا بیان ہؤا جو مسلمان ہو گیا اور صاحب کتاب تھا۔ اور سلمان فارسی کا نام بھی دیا گیا۔

محمد صاحب تو خود کہتے ہیں کہ یہ وہی باتیں ہیں جو پہلے نبیوں کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن کی نسبت کفار نے کہا تھا کہ یہ اساطیر الاولین ہیں۔ لیکن محمد صاحب کا دعوےٰ ہے کہ یہ خدا کا کلام یعنی وحی ہیں جن کو ہم نہیں مانتے۔ یہ لوگ مسیح کے زمانہ کے بے ایمان یہودیوں کی طرح نشان مانگتے تھے (متی ۱۶: ۱ سے ۴ و مرقس ۸: ۱۱ سے ۱۳ و لوقا ۱۱: ۱۶)

۷۔ "کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے"۔ اسی قسم کا اعتراض خداوند مسیح پر فریسیوں نے کیا۔ (متی ۱۱: ۱۹)

۱۱۔ یہ لوگ قیامت کے منکر تھے۔ یہودیوں میں فریسی فرقہ تو قیامت کا قائل تھا۔ لیکن صدوقی فرقہ قیامت اور حیات آئندہ کا قائل نہ تھا انہوں نے بھی قیامت کے خلاف حضرت مسیح پر اعتراض کئے۔ اور ہمارے خداوند نے توریت شریف میں سے قیامت کا ثبوت اُن کو دیا۔ یہ فرقہ دولت پسند تھا ۱۲ سے ۲۰ آنک بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے۔

۲۰۔ کہ انبیا انسان تھے اور کھانے پیتے تھے۔ مسیحیوں میں ان دنوں ایک فرقہ تھا۔ جو اس امر کا قائل نہ تھا کہ مسیح کا انسانی بدن حقیقی بدن تھا۔ بلکہ وہ اُسے محض صوری بدن کہتے تھے۔ جو نہ کھاتا ہے نہ پینا ہے۔ اسی قسم کا خیال بت پرستوں کا تھا کہ ان کے دیوتا کبھی کبھی دکھائی تو دیتے ہیں۔ لیکن مادی بدن سے معرا ہیں۔

۲۱۔ جیسے حضرات ابراہیم۔ لوط۔ یعقوب اور دیگر نبیوں اور بزرگوں پر فرشتے ظاہر ہوئے جن کا ذکر بائیبل میں بارہا آیا ہے۔ اسی قسم کا تقاضا یہ لوگ محمد صاحب سے کرتے تھے۔ غالباً اُس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے۔ جب خداوند لاکھوں فرشتوں کے ساتھ آئیگا (استثنا ۳۳: ۲) یعنی جب خدا نے شریعت دی تو لاکھوں فرشتے اس کے ساتھ تھے۔ اس لئے اہل مکہ نے یہ تقاضا کیا کہ آپ نبوت کا دعوے کرتے ہیں آپ کے لئے بھی خدا لاکھوں فرشتوں کے ساتھ آنا چاہئے تاکہ ہم اُن کو دیکھیں اور ایمان لائیں۔ حضرت دانیال نے جب رویا دیکھی تو خدا کی خدمت میں لاکھوں لاکھ فرشتے کھڑے تھے۔ حضرت حنوق نے بھی یہ پیشین گوئی کی تھی (یہوداہ ۱۴ آیت) لیکن قرآن نے جو جواب دیا وہ بھی قابل غور ہے۔ کہ بیشک ایسا تو ہوگا۔ لیکن وہ دن بے ایمانوں کے لئے خوشی

کا دن نہ ہوگا بلکہ ماتم کا۔ کیونکہ حنوق نبی کی پیشین گوئی کے مطابق وہ دن عدالت کا ہوگا۔ جس دن سب بے دینوں کو سزا ملے گی (یہوداہ ۱۵ آیت) ویسا ہی زکریاہ نبی نے کہا" وہ اُس پر جس کو انہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے اور اُس کے لئے ماتم کریں گے" (زکریاہ ۱۲: ۱) اور خداوند مسیح نے بھی بار بار ذکر کیا کہ اُس آخر کے دن فرشتے بدکاروں کو جمع کرینگے اور جیسے بھوسے کو آگ لگا دیتے ہیں اُن کو آگ میں جھونک دینگے (متی ۱۳: ۳۹ سے ۴۲ ۔ مرقس ۸: ۳۸)۔ نیز مقابلہ کرو سورہ بقرہ: ۲۱۰ سے جہاں ذکر ہے کہ اللہ بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ آئیگا۔ ایسا ہی سورہ ۱۶: ۳۳ و ۳۴ میں ذکر ہے۔ کہ فرشتے اُن کے پاس آئیں گے۔ دیکھو متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱ جہاں لکھا ہے کہ "ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے . . . وہ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا . . . ." (متی ۲۶: ۶۴ ۔ اعمال ۱: ۹ ۔ مکاشفہ ۱۴: ۱۴)

۲۲ سے ۳۰ ۔ نیکوں اور بدوں کی جزاو سزا

۳۱ ۔ اہالیان مکہ نے محمد صاحب پر یہ بھی اعتراض کیا کہ جس قرآن کا وہ ذکر کرتے ہیں۔ وہ تھوڑا تھوڑا کیوں آتا ہے ، وہ مکمل کتاب کی صورت میں کیوں نہیں ملتا۔ جیسے حضرت موسیٰ کو مکمل شریعت کوہ سینا پر ملی اور وہ عہد کے صندوق میں محفوظ رکھی گئی۔

۳۲ میں ۳۱ کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔ غالباً یہاں عبرانیوں ۱: ۱ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ "اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کیا"۔ یسعیاہ نبی کے زمانے میں یہودیوں نے یہی الزام یسعیاہ پر لگایا تھا"۔

حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون۔ تھوڑا یہاں۔ تھوڑا وہاں"۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۰) اور خدا نے یہ جواب دیا کہ" میں اجنبی زبان سے اِن لوگوں سے کلام کرونگا" یعنی غیر یہودی قوموں کو اِن پر چڑھا لاؤں گا۔ تاکہ یہودیوں کو سزا دیں۔ ایسی ہی سزا ایسے اعتراض کرنے والوں کو ملے گی۔

۳۵ و ۳۶ میں موسیٰ اور ہارون کی رسالت کا ذکر ہے۔ کہ جنہوں نے ان کا مقابلہ کیا ہم نے ان کو برباد کر دیا۔

۳۷ ۔ نوح کے جھٹلانے والوں کا یہی حشر ہوا۔

۳۸ ۔ عاد و ثمود اور خندق والوں کی مثالیں

۴۰ ۔ یہاں سدوم کی بربادی کی طرف اشارہ ہے اگرچہ بائیبل میں پتھر برسانے کا ذکر

نہیں بلکہ آگ اور گندھک برسانے کا (پیدائش ۱۹: ۲۴)۔ لیکن زبور ۱۸: ۱۲ و ۱۳ میں ایسی بارش کا ذکر ہے جو بادلوں اور انگاروں سے ہوئی۔

۴۱ و ۴۲۔ محمد صاحب پر تمسخر کرتے تھے۔ اس لئے اُن کو سزا کی دھمکی دی گئی۔

۴۳۔ ایسے شخص کا ذکر فلپیون ۳: ۱۹ میں آیا ہے" ان کا انجام ہلاکت ہے۔ ان کا خدا پیٹ ہے۔ وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں۔

۴۴۔ "چوپایوں کی طرح" مقابلہ کرو یسعیاہ ۱: ۳

۴۵۔ "سایہ کو ٹھیرا ہوا کر دیتا" جس کی مثال یسعیاہ ۳۸: ۸ میں دی گئی "دیکھ میں آفتاب کے ڈھلے ہوئے سائے کے درجوں میں سے آخز کی دھوپ گھڑی کے مطابق دس درجے پیچھے کو لوٹا دوں گا"

۴۶ سے ۵۰۔ خدا کی عام برکتوں کا بیان (متی ۵: ۴۵)

۵۲۔ یہاں جہاد کا ذکر ہے۔ جو خدا کے کلام کے ذریعہ لڑا جائے نہ تلوار کے ذریعہ۔ مکی سورتوں میں تلوار سے جہاد کا ذکر نہیں۔ لیکن مدینہ میں جانے کے بعد تلوار سے جہاد کرنے کا حکم ہوا۔

۵۳۔ دو دریاؤں کو ملایا۔ جیسے دریائے یردن اور بحیرہ مردار کو یا پنجاب کے پانچ دریاؤں کو سمندر سے وغیرہ۔ عام حقیقت ہے۔

۵۴ و ۵۴۔ آدمی کی پیدائش کا ذکر نطفہ سے یا پانی سے بار بار ہوا ہے۔

۵۵۔ بتوں کا ذکر کہ وہ مدد نہیں کر سکتے۔

۵۶، ۵۷۔ محمد صاحب کی رسالت کا ذکر کہ مفت پیغام سناتے ہیں جیسا کہ مسیح کے حواریوں کو حکم تھا۔ کہ تم مفت انجیل سناؤ (متی ۱۰: ۸)

خوشخبری۔ یہ وہی لفظ ہے جو یونانی میں انجیل کہلاتا ہے۔ یہی خوشخبری سنانے حضرت مسیح آئے تھے (لوقا ۴: ۱۸) "اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری (انجیل) دینے کے لئے مسح کیا۔

۵۸۔ خدا زندہ کہلاتا ہے۔ بمقابلہ بتوں کے جو مردہ بے جان ہیں۔

۵۹۔ "چھ دن میں پیدا کیا" (پیدائش ۱ باب نیز ۲: ۱ سے ۳ نیز خروج ۲۰: ۸ سے ۱۱)

"عرش پر جا براجا" بائبل میں اس جملہ کا ذکر یوں آیا ہے "ساتویں دن آرام کیا" یا فارغ ہوا

۶۰۔ یہاں مکہ کے مشرک مراد ہیں۔ چونکہ یہ نام رحمان عبرانی نام ہے اس لئے یہ عرب اُس نام کی تحقیر کرتے ہیں۔ یہودیوں میں یہ نام مشہور تھا۔ جیسے پہلے مذکور ہوا۔

۶۳۔ رحمان کے بندوں کی صفت فروتنی۔ کیونکہ رحمان کی ایک بڑی صفت یہی ہے دیکھو ۸:۶ (یسعیاہ ۵۷ : ۱۵) ''میں بلند اور مقدس مکان میں رہتا ہوں اور اس کے ساتھ بھی جو شکستہ دل اور فروتن ہے''۔ انجیل میں اس صفت پر بہت زور دیا گیا ہے (یعقوب ۴: ۶ و ۱ پطرس ۵ : ۵)

۶۳ سے ۶۷ تک بھی ان کی صفات کا ذکر ہے۔ دس احکام موسوی کے ساتھ مقابلہ کرو اور دیکھو کہ خداوند مسیح نے خود ان پر کیسا زور دیا اور اُن کی غایت کو ظاہر کیا۔

۶۸ میں حکم عدولوں کی سزا کا ذکر ہے

۷۰۔ توبہ و نیک اعمال کا ذکر۔ حضرت یحییٰ اور خداوند مسیح اور اس کے رسولوں کی منادی کا خاص مضمون یہی تھا کہ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ (متی ۳: ۲ و ۴ : ۱۷ و اعمال ۲: ۳۵ وغیرہ)

۷۲۔ جھوٹی گواہی۔ موسوی دس احکام میں سے یہ نواں حکم تھا۔

۷۴ سے ۷۷ یہ لوگ جنت کے وارث ہوں گے

۷۷۔ عذاب کا ڈر بدکاروں کے لئے۔

مکی ۴۳۔ سورہ فاطر سورہ ۳۵

اس سورہ کا نام اُس لفظ سے لیا گیا جو پہلی آیت میں آیا ہے ۔ اس سورہ کا مضمون یہ ہے کہ جو زمین و آسمان کا بنانے والا ہے۔ وہ پرانے آسمان و زمین کو لے جائیگا اور نئے آسمان و زمین پیدا کرے گا۔

تقسیم یوں ہو سکتی ہے :- (۱) خدا سب کا خالق ہے۔ نیک و بد کا بدلہ دینا ہے ۱ سے ۷

(۲) بدی کے بڑھنے پر رنجیدہ نہ ہو۔ بُت مدد نہیں کر سکتے ۸ سے ۱۴

(۳) راستیاز مالک ہونگے۔ نیک و بد کے ساتھ یکساں سلوک نہ ہوگا

(۴) ایمانداروں سے سلامتی کا وعدہ ۲۷ سے ۳۷

(۵) بدی کی سزا ۳۸ سے ۴۵

۱۔ زمین و آسمان کا خالق۔ پیدائش ۱ : ۱

فرشتوں کو قاصد" عبرانی ۱: ۱۴

"فرشتوں کے پر" (یسعیاہ ۶: ۲ و مکاشفہ ۴: ۸ و حزقیل ۱: ۱۱)

۴۲۔ رازق خدا ہے متی ۶: ۲۶ سے ۳۲ و اعمال ۱۷: ۲۴ و ۲۵

۴۳۔ پہلے پیغمبروں کا جھٹلانا۔ نہ صرف قرآن میں بلکہ انجیل میں بھی مذکور ہے اور پرانے عہدنامے میں ان نبیوں کا بھی ذکر ہے جن کو جھٹلایا۔ دیکھو متی ۲۳: ۲۴ سے ۳۷ و متی ۲۱: ۳۳ سے ۴۳۔

۶۔ "شیطان تمہارا دشمن ہے"۔ (۱ پطرس ۵: ۸ و افیون ۶: ۱۱)۔ جھوٹ کا باپ (یوحنا ۸: ۴۴)، خونی (یوحنا ۸: ۴۴ و ۱ یوحنا ۳: ۱۲) و مکاشفہ ۱۲: ۷ سے ۱۷ و ۲۰: ۲

۸۔ "اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے"۔ یہ تقدیر کے مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ مسئلہ اگرچہ لاینحل ہے۔ لیکن اتنا تو صاف ہے کہ تقدیر و خود مختاری دونوں کی تعلیم کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہے۔ گو عقل انسانی اس کو اب تک مطابقت نہیں دے سکی۔ اس لئے یہاں اس پر بحث نہیں کی جاتی۔ (رومیوں ۹ باب کو پڑھو۔

۹۔ برسات کے مینہ کے ذریعہ جیسے مردہ اشیا زندہ ہو جاتی ہیں۔ خزان کے وقت درخت سوکھ جاتے اور بہار میں از سر نو تازہ ہو جاتے ہیں۔ مردوں کی قیامت کی یہ ایک مثال ہے

۱۰۔ "عزت ساری خدا کی ہے" (زبور ۸۹: ۷) بائبل میں اس کے لئے جلال کا لفظ آتا ہے

۱۱۔ انسان کی پیدائش کا عام بیان ہے فطرت میں جو مشاہدہ ہوتا ہے۔

"نہ کسی کی عمر زیادہ اور نہ کسی کی کم" (متی ۵: ۳۶ و ۶: ۲۷)

"کتاب میں"۔ مفسران اسلام اس سے لوح محفوظ مراد لیتے ہیں کہ خدا نے پہلے سے ہر ایک کی عمر مقرر کر دی ہے اور یہ عام عقیدہ ہندوستان میں پایا جاتا ہے کہ وقت مقررہ سے پہلے کوئی نہیں مرتا ہے۔ اگر "کتاب" سے یہاں یہ مراد لی جائے تو تجربہ اور مشاہدہ دونوں کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ بعض قوموں نے حفظان صحت کے قوانین پر عمل کرنے سے اوسط عمر بڑھا لی ہے اور بعضوں نے ان پر عمل نہ کرنے سے گھٹا لی ہے۔ چنانچہ انگلستان اور عام یورپ میں اوسط عمر پہلے کی نسبت اب بہت بڑھ گئی ہے اور ہندوستان میں اوسط عمر بہت کم ہے۔ اس طرح بچوں کی اموات ہندوستان میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن یورپ میں بچوں کی اموات آگے کی نسبت بہت کم ہو گئی ہے۔ اگر عمر پہلے سے مقرر ہو چکی ہے تو علاج معالجہ اور حفظان صحت کے

قوانین کی ضرورت نہیں رہتی اور ترقی و تہذیب کو گنجائش کہاں رہی۔ اِس لئے ہماری رائے ہیں کتاب سے یہاں بائیبل مراد ہے۔ جس کے اندر یہ تعلیم ہے کہ عمر کیسے بڑھ سکتی اور کیسے گھٹ سکتی ہے۔ مثلاً پانچویں حکم میں ذکر ہے کہ ماں باپ کی عزت کرنے سے عمر کی درازی ہو گی (خروج ۲۰: ۱۲) خدا کی عام اطاعت سے عمر کی درازی حاصل ہوتی ہے (۲۳: ۲۶ و استثناء ۴: ۴ و ۵: ۳۳ و ۶: ۲ و زبور ۹۱: ۱۶ و امثال ۳: ۲ و ۴: ۱۰) خدا کی پہچان سے عمر کی درازی ہوتی ہے۔ (امثال ۹: ۱۱) خداوند کا خوف عمر کی درازی بخشتا ہے (امثال ۱۰: ۲۷)۔ آدمی اپنی فکر سے عمر بڑھا گھٹا نہیں سکتا۔ بلکہ خدا کے احکام پر (خواہ وہ طبعی قوانین ہوں خواہ اخلاقی یا روحانی عمل کرنے یا نہ کرنے سے عمر بڑھ گھٹ سکتی ہے۔

۱۲ سے ۱۳۔ عام صداقت و امور واقعی کا بیان۔

۱۴ سے ۱۰۔ بتوں کی ناتوانی اور ان کا بطلان۔

۱۸۔ یعنی قیامت کے دن کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھا سکے گا۔ کیونکہ اِس دُنیا میں تو ایک دوسرے کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ خواہ مرضی سے یا مجبوری سے (سورہ ۶: آیت ۱۶۵ و ۱۷: ۱۵) یا جب غضب و عذاب الٰہی کسی کی بدکاری کے باعث نازل ہو۔ چنانچہ حزقیل نبی کے صحیفہ کے ۱۸ باب میں یہی تعلیم ہے۔ لیکن روزمرہ زندگی کا قانون یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کا بوجھ اُٹھالو۔ (گلتیوں ۶: ۲ و ۵ و ۱ کرنتھی ۱۵: ۱ و ۱۳: ۷) یہاں کفارہ کی نہ تائید ہے نہ تردید۔ ایک کا تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہے۔ دوسرے کا تعلق عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے خواہ وہ اس دنیا میں ہو خواہ آئندہ جہان میں۔

"بے دیکھے" مقابلہ کرو یوحنا ۲۰: ۲۹۔ جہاں لکھا ہے کہ " مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔

۱۹ سے ۲۳۔ عام بیان۔

۲۳۔ "جو قبروں میں ہیں" وہاں نہ شکر گزاری ہے نہ عقل و دانائی (زبور ۶: ۵ و ۸۸: ۱۱ و واعظ ۹: ۱۰)۔ لیکن ایک دن آتا ہے جب وہ لوگ جو قبروں میں ہیں سنیں گے۔ چنانچہ یوحنا ۵: ۲۸ میں لکھا ہے " وہ وقت آتا ہے۔ کہ جتنے قبروں میں ہیں۔ اس کی آواز سنکر نکلیں گے"۔

۲۴۔ اِس کا پہلے بھی کئی بار ذکر آچکا ہے کہ ہر ایک اُمت کے پاس ڈرانے والا بھیجا گیا (اعمال ۱۴: ۱۷)

۲۵۔ اِس کا ذکر پہلے ہو چکا (سورہ ۳: ۱۸۳) یہاں اور سورہ ۳ میں صحیفے کی جگہ لفظ زبو آیا ہے

۲۷۔ مقابلہ کرو (اعمال ۱۴: ۱۵ سے ۱۷)

۲۸۔ کتاب اللہ کی تلاوت کے لئے دیکھو زبور ا و ۱۱۹ وغیرہ۔

۳۰۔ "وحی کے ذریعہ"۔ یعنی روح القدس کے الہام سے خدا نے ان کے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ کتاب اللہ کی باتیں جو پہلے نبیوں پر نازل ہو چکی تھیں وہ اہل لبنان مکہ پر ظاہر کریں اور اُن کو خدا کا خوف دلائیں۔ وحی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہاں دیکھو ۔(۱) فطری شعور یا عقل حیوانی Instinct سورہ نحل ۱۶ آیت ۲۱) ماضی واقعات کی خبر جو پہلے قلمبند ہو چکے تھے مثلاً" یوسف کا قصہ (سورہ یوسف: ۳ ذ سورہ کہف: ۲۶ ذ سورہ طہ ۹۹)

۳۱۔ قرآن کی صداقت اس سے ظاہر ہے کہ اس کا مضمون پہلی کتابوں میں پایا جاتا ہے

۳۲۔ خدا نے بنی اسرائیل کو برگزیدہ قوم بنایا اور اُس کے سپرد کتاب اللہ کو کیا۔ چنانچہ وہ اس کے محافظ چلے آئے۔ اگرچہ بنی اسرائیل میں سے بعض وفادار نہ نکلے۔

۳۳ سے ۳۵۔ اہل بہشت کا ذکر۔

۳۶و ۳۷ دوزخ کا ذکر۔

۳۸۔ خدا عالم غیب ہے۔ (سموئیل ۲: ۳ ذ سموئیل ۱۶: ۷ ذ اسلاطین ۸: ۳۹)

۳۹۔ جانشین کیا۔ یا خلیفہ بنایا تاکہ زمین کی باقی سب چیزوں پر حکومت کرے (پیدائش ۱: ۲۸و ۲۹)

۴۰ و ۴۱۔ اسی قسم کا ذکر یسعیاہ ۴۴: ۸ سے ۱۳

۴۲۔ ایوب ۵: ۱۳

خدا کے قاعدے کو بدلتا نہ پاؤ گے"۔ دیکھو متی ۵: ۱۸ ذ لوقا ۱۶: ۱۷

۴۳۔ امثال ۲۸: ۱۰۔ جو کنواں دوسرے کے لئے کھودتا ہے اُس میں وہ خود گرتا ہے۔

۴۴۔ ماضی سے سبق۔

۴۵ "مہلت دیتا ہے" (اعمال ۱۷: ۴۲ سے ۳۱۔ خاصکر ۳۰ و ۳۱ آیات)

سورہ مکی   سورہ ۱۹

۴۴- سورہ مریم

اس سورہ کا نام مریم والدہ یسوع سے لیا گیا جس کا ذکر اس سورہ میں آیا ہے۔

تقسیم۔ اول۔ زکریاہ اور یحییٰ (یوحنا) کا بیان ۱ سے ۱۵

دوم۔ مریم اور یسوع ۱۶ سے ۴۰

سوم۔ ابرہام ۴۱ سے ۵۰

چہارم۔ دیگر انبیا ۵۱ سے ۶۵

پنجم۔ مخالفوں کا کیا حشر ہوا ۶۶ سے ۸۲

ششم۔ خدا کا بیٹا ۸۳ سے ۹۸

اسلام کے علما یہ مانتے ہیں۔ کہ مقدس مریم اور یسوع کا احوال مکی زمانے کے اوائل میں منکشف ہوا۔ محمد صاحب کی بعثت کے پانچویں سال کے قریب کیونکہ جب پہلے مسلمان ہجرت کرکے ابی سینا گئے۔ تو مسیحی بادشاہ کے سامنے جعفر سردار قافلہ نے یہی سورہ بادشاہ کو پڑھ کر سنائی۔ کیونکہ اہل قریش نے اس بادشاہ کے پاس وفد بھیج کر درخواست کی تھی۔ کہ وہ ان مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے۔ یہ ہجرت محمد صاحب کی رسالت کے پانچویں سال وقوع میں آئی۔

اس آیت کے شروع میں یہ حروف مقطعات آئے ہیں ک ھ ی ع ص۔ ہمارے قیاس کے مطابق اس سے یہ مراد ہے۔

۱۱۹ مزمور کے حصہ کاف ہیں۔ مزمور نویس کی ایذا رسانی اور خدا کے کلام کی محبت کا ذکر ہے۔ جو اس وقت ان مسلمانوں کے حسب حال تھا۔

حصہ ھ میں۔ دانائی کے لئے دعا ہے۔ تاکہ شریعت پر چلیں۔

حصہ یٰ میں۔ یہ اقرار کہ خدا نے ہمیں بنایا ہے۔ اس لئے وہ فہم عطا کر سکتا ہے۔

حصہ ع میں۔ مزمور نویس پر ظلم ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ عدل اور انصاف پر چلا۔

حصہ ص میں۔ خداوند صادق ہے اور اس کے احکام برحق ہیں۔

یوں مسیحی بادشاہ کی توجہ منعطف کرنے اور مسیح کا بیان کرنے سے پیشتر ۱۱۹ مزمور کے

یہ حصے نہایت موزوں دیباچہ تھے۔

مولوی محمد علی صاحب نے اِن حروف کا ترجمہ کیا ہے " تو رہنما ہونے کے لئے کافی ہے توجو عالم اور صادق ہے۔ یعنی ک سے مراد کافی - ہ سے مراد ہادی - ی سے مراد صاحب یہ یعنی قدرت والا۔ ع سے علیم اور ص سے صادق مراد ہے -

راڈول صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن میں یہ ذکر کیا ہے " اُس نے یوں مشورت دی "۔ ان کی رائے ہے کہ کسی یہودی کاتب نے یہ حروف لکھے۔ ایک دوسرے صاحب کی رائے ہے۔ کہ اِن کی ترتیب یوں ہونی چاہیے۔ ع۔ ص۔ ک۔ ہ۔ ی۔ اور اُن کی رائے میں ع سے عیسیٰ مراد ہے۔ ص سے ناصری۔ ک سے بادشاہ - ی سے یہودی (عیسیٰ ناصری یہودیوں کا بادشاہ) ہ۔ حرف تعریف ہے۔ یہ کتبہ صلیب کے وقت لکھا گیا تھا (مرقس ۱۵: ۲۶ وغیرہ)۔ پھر راڈول صاحب نے سورہ ۲۸: ۱ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ یہ حروف مختلف نسخوں کے لئے تھے جیسے آجکل بھی بعض نسخے ا اور بعض ب وغیرہ کہلاتے ہیں۔ یا یہ حروف بعض الفاظ کے شروع کے حروف ہوں۔

۲- زکریاہ بزرگ کا ذکر لوقا ۱: ۵ سے ۲۵ تک میں آیا ہے۔ اُس کے ساتھ اِس بیان کا مقابلہ کرو

ذکریاہ کی دعا کا ذکر لوقا ۱: ۱۳ میں ہے

۶- بیٹے کی خوشخبری لوقا ۱: ۱۴

۷- "اِس نام کا کوئی نہیں کیا" (لوقا ۱: ۶۱) محمد علی صاحب کا یہ ترجمہ ہے۔ ہم نے کسی کو پہلے اُس کے برابر نہیں بنایا - اور آیت ۶۵ کی طرف اشارہ کیا ہے اور متی ۱۱: ۱۱ کا حوالہ دیا ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ " جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں۔ یہ کہنا کہ اس نام کا کوئی شخص پہلے نہیں گذرا۔ یہودی نوشتوں سے لاعلمی کا اظہار ہے (۲ سلاطین ۲۵: ۲۳ ؛ ۱ تواریخ ۳: ۱۶ ؛ عزرا ۸: ۱۲ ؛ یرمیاہ ۴۰: ۸)

۸- زکریاہ کے اعتراض کے ساتھ مقابلہ کرو لوقا ۱: ۱۸ -

۹- فرشتے کا جواب لوقا ۱: ۱۹ -

۱۰- نشان ملنے کا ذکر لوقا ۱: ۲۰ -

البتہ یہ ذکر انجیل میں آیا ہے۔ کہ زکریاہ اپنے بیٹے یوحنا کے ختنے کے دن تک گونگا رہا لوقا ۱: ۶۴

یہاں قرآن میں اس کے صرف تین رات تک گونگا رہنے کا ذکر ہے۔ اگرچہ سورہ ۳: ۳۶

ہیں تین دنوں کا ذکر ہے۔ کہاں سے یہ روایت آئی تحقیق معلوم نہیں (سورہ ۲۵: ۴۰ میں بھی یہ ذکر ہے۔ محمد علی صاحب کا خیال ہے۔ کہ وہ گونگے نہیں ہوئے۔ بلکہ بالرضا خاموشی اختیار کی۔ لیکن صریح آیت کے خلاف ایسی تاویل درست نہیں۔

۱۱- "اشارے سے اُن کو سمجھا دیا"۔ یہاں اشارے سے سمجھانے کے لئے لفظ اوحیٰ آیا ہے بمعنی وحی کی۔ یہ لفظ وحی مختلف معنوں میں مستعمل ہوا۔

۱۲- "پیغمبری عطا فرمائی" ایک دوسرا ترجمہ ہے کہ ابھی وہ بچہ ہی تھا کہ اُسے دانائی عطا فرمائی (لوقا ۱: ۸۰) ۱۰ کتاب سے یہاں توریت مراد ہو گی۔

۱۳- یوحنا کی بزرگی کا ذکر لوقا ۱: ۱۴ سے ۱۷۔ یوحنا کی خوراک وغیرہ کا ذکر مرقس ۱: ۶ سے ۸ ز متی ۳: ۱ سے ۴)

۱۵- یہی جملہ حضرت مسیح کے بارے میں آیا ہے دیکھو آیت ۳۳

۱۶ آیت سے مریم اور یسوع کا احوال ہے۔

پورب رُخ۔ یعنی ہیکل کے مشرق کی طرف حجرہ میں دعا کے لئے گئی۔ یا یروشلم کے مشرق کی طرف یا اپنے والدین کے گھر سے مشرق کی طرف۔

"لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا"۔ یعنی اُس نے اپنے تیئں چھپایا تاکہ لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچے۔

۱۷- جبرئیل کا مریم پر ظاہر ہونا (دیکھو لوقا ۱: ۲۶ سے ۲۹)

۱۸- لڑکا۔ مسیح کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وہ غلام ہے (لوقا ۱: ۳۲ یا ترجمہ اعمال ۳: ۲۶ و ۳۰)

۱۹- لوقا ۱: ۳۱ و ۳۲

۲۰- لوقا ۱: ۳۴

۲۱- لوقا ۱: ۳۵

۲۲- "دور کے مکان میں" لوقا ۱: ۳۹ و ۴۰

۲۳ سے ۲۵- دیکھو طفولیت کی انجیل جو نئے عہد نامہ کے اپوکرفا میں داخل ہے۔

۲۶ سے ۳۳ تک۔ گہوارہ میں مسیح کا بولنا بھی اُس انجیل طفولیت میں داخل ہے۔ لیکن قرآن میں ایسے قصے کی تصدیق نہیں (دیکھو محمد علی کی تفسیر) یہ واقعہ اُس وقت کا ہے۔ جس وقت

وہ بنوت کی عمر کو پہنچ گئے اور ان کو کتاب ملی (دیکھو آیت ۳۰) نیز مقابلہ کرو ۱۱ و ۱۲ آیات سے

۳۱۔ ماں کا خدمت گزار لوقا ۲: ۵۱ و ۵۱ ومقابلہ کرو ۱۴ آیت سے وہاں یسوع ماں اور باپ دونو کا خدمت گزار تھا۔ اس کی وجہ یہ ہو گی۔ کہ مریم کا شوہر یوسف اس وقت وفات پا چکا ہو گا۔

۳۳ آیت میں مسیح کی موت اور قیامت کا ذکر ہے۔ اگرچہ مسلمان عموماً مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرتے اور اس لئے اُس کے مردوں میں سے جی اٹھنے کو نہیں مانتے لیکن قرآن اس تاریخی مسلمہ امر کا انکار نہیں کرتا۔ گو بعض بدعتی مسیحی لوگ ایسا انکار کریں۔ لیکن قرآن جو توریت و انجیل کا مصدق ہے ان کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ مفسران قرآن کا فرض ہے کہ اِن بیانوں کو تطبیق دیں

۲۸ آیت میں مریم ہارون کی ہمشیرہ کہلاتی ہے۔ شاید کاہنی قوم سے رشتہ رکھنے کے باعث (لوقا ۱: ۵ و ۳۶)۔

۳۴ و ۳۵۔ جھگڑا کرتے ہیں۔ مسیحی جماعت کے دو گروہوں میں جھگڑے کی طرف اشارہ ہے۔ جو چوتھی صدی میں برپا ہوا جس نے مسیحی کلیسیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یعنی مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں میں مقدس مریم کے نام کے بارے میں جھگڑا تھا ایک گروہ مقدس مریم کو والدہ خدا (Theotokos) کہتا تھا اور دوسرا گروہ اُسے والدہ مسیح کہتا تھا۔ اس پر مغربی کلیسیا نے اُن مسیحیوں کو جو مریم کو والدہ مسیح کہتے تھے خارج کر دیا۔ یہ نسطوری مسیحی تھے جن کے راہبوں سے محمد صاحب کی بارہا ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ مریم کو والدہ مسیح کہتے تھے اور دوسرے فریق کو گمراہ سمجھتے تھے۔ اسی مباحثہ کی گونج اِن آیتوں میں پائی جاتی ہے اور ہمارے خیال میں مریم کو والدہ مسیح کہنا والدہ خدا کہنے کی نسبت زیادہ موزوں تھا۔ کیونکہ والدہ خدا کہنے کے ساتھ کئی دیگر غلطیاں بھی مسیحیوں میں مروج ہو گئیں مثلاً بعض مسیحیوں نے مقدس مریم کو ملکہ آسمانی کہا اور اس کے آگے روٹی چڑھایا کرتے تھے۔ جس سے بعض جاہل مسیحیوں میں وہی غلط خیال پیدا ہو گیا ہو گا۔ جس کی تردید قرآن میں کی گئی کہ خدا کی کوئی جورو ہے اور وہ الوہیت رکھتی ہے۔ اس لئے تثلیث کا جز ہے مقدس اناجیل بھی ایسی غلطیوں کی تردید کرتی ہے۔

۳۵۔ بیٹا بنائے۔ اناجیل میں مسیح خدا کا بیٹا کہلاتا ہے (۱) بلحاظ اعجازی پیدائش کے (لوقا ۱: ۳۵)۔ اس معنی میں آدم بھی خدا کا بیٹا کہلایا (لوقا ۳: ۳۸)۔ (۲) سارے ایماندار بھی خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں (یوحنا ۱: ۱۲ و ۱۳)۔ (۳) جن کو خدا نے خاص کام کے لئے ممسوح و مخصوص

کیا (یوحنا ۱: ۱۰ سے ۱۳)۔ (۴۰) جو لوگ ایمانداروں کی قیامت میں شریک ہونگے وہ بھی خدا کے بیٹے کہلائیں گے (لوقا ۲۰: ۳۴ سے ۳۵) مسیح ایک اور لاثانی معنی ہیں خدا کا بیٹا کہلاتا ہے کیونکہ وہ کلمتہ اللہ ہے (یوحنا ۱: ۱ سے ۳) اس معنی میں کوئی دوسرا انسان بیٹا نہیں کہلایا۔ اور قرآن نے حضرت مسیح کو کلمتہ اللہ بیان کیا ہے۔

پس اگر قرآن نے مسیح کے ابن اللہ ہونے پر اعتراض کیا تو وہ ان غلط معنوں کی وجہ سے کیا۔ جو یہودیوں نے یا بعض بدعتی مسیحیوں نے اِس لفظ کے بیان کئے۔ چنانچہ یہودیوں کی مقدس کتابوں میں بنی اسرائیل خدا کا بیٹا کہلایا۔ حضرت سلیمان خدا کا بیٹا کہلایا اور اب تک یہ الفاظ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پھر بھی جب خداوند مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہا تو اُسے کفر سے تعبیر کیا۔ چنانچہ اِس بحث کا ذکر یوحنا ۱۰: ۳۰ سے ۳۹ میں پایا جاتا ہے۔ عربی میں بھی اب۔ ابن۔ اُم مجازی معنی میں عام طور پر مروج ہیں اور اُن سے جسمانی ابویت یا ابنیت وغیرہ مراد نہیں۔ مثلاً ابو ہریرہ بمعنی بلیوں کا باپ۔ یہاں ہرگز مراد نہیں کہ بلیاں ان کی جسمانی اولاد تھیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بلیوں کو پیار کرنے کی وجہ سے وہ بلیوں کے باپ یعنی ابوہریرہ کہلائے۔ ابن السبیل (سڑک کا بیٹا) مسافر کے لئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ سڑک کے ساتھ اُس کا ایک طرح کا رشتہ ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح حضرت محمد کی ازواج اُمہات المومنین کہلاتی ہیں۔ حالانکہ محمد صاحب کسی کے باپ نہیں کہلائے۔ پھر وہ کس طرح اُمہات ہو گئیں۔ یہ ایک روحانی رشتہ ہے جو ان الفاظ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن نے اِس لفظ پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اُس غلط معنی پر جو بعض بدعتی لوگ اِس لفظ سے منسوب کرتے اور مریم کو والدہ خدا ٹھیرا کر عوام کی ٹھوکر کا باعث ہوئے۔ اِس لئے ہماری رائے میں صحیح معنوں میں لفظ ابن کا استعمال غلط نہیں بلکہ غلط اور جسمانی معنی میں اِس کا استعمال غلط ٹھیرایا گیا۔ پس ہماری سمجھ میں یہاں بھی قرآن اناجیل کے خلاف نہیں۔

۳۶۔ مقابلہ کرو متی ۴: ۱۰ سے

۳۹۔ "افسوس کے دن" یعنی جس دن اُن کو سزا ملے گی۔ روز عدالت کو

۴۰۔ استثنا ۱۰: ۱۴ ؛ خروج ۹: ۵ ؛ متی ۵: ۵

۴۱ سے ۵۰ تک، حضرت ابراہیم کا ذکر۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۲ سے ۲۵ باب تک

۴۲۔ "اپنے باپ سے کہا"۔ یہ قصہ بائبل میں تو نہیں بلکہ یہودی ربیوں کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔"

''تارہ بت پرست تھا۔ ایک دفعہ وہ کہیں گیا اور ابراہیم کو بت بیچنے کے واسطے چھوڑ گیا اور جب کبھی کوئی خریدار آتا۔ . . .

ایک دفعہ ایک عورت کچھ گندم لے کر آئی۔ ابراہیم نے اُسے کہا کہ اسے بتوں کے آگے رکھ دے۔ پھر ابراہیم نے چھڑی لی اور سارے بتوں کو مار کر گرا دیا اور چھڑی بڑے بت کے ہاتھ میں دیدی۔ (Judaism & Islam pp97,98)

۴۹۔ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کو چھوڑ کر حقیقی خدا کی پرستش اختیار کی تو خدا نے اُسے اسحٰق عنایت کیا۔ جس سے یعقوب پیدا ہوا اور خدا نے اسحاق اور یعقوب دونوں کو نبوت کا منصب عطا کیا (پڑھو پیدائش ۱۲: ۱ سے ۴ ذ ۱۳ ذ ۱۴ سے ۱۸ ذ ۱۷: ۱۵ سے ۱۹ ذ ۲۵: ۱۹ سے ۲۶)۔

۵۱ سے ۵۳۔ موسیٰ و ہارون کا ذکر۔ مفصل حال سورہ آل عمران میں ہے۔ خروج ۴: ۱۴ وغیرہ

۵۴۔ اسماعیل۔ یہاں اسماعیل کو رسول کہا گیا اور نبوت کا درجہ دیا گیا۔ بائیبل میں صرف اتنا ذکر ہے کہ خدا نے اسماعیل کو برکت دی تھی (پیدائش ۲۱: ۱۸ سے ۲۱ ذ ۱۹: ۱۰ سے ۱۲) قرآن میں اس کا ذکر سورہ ۲۱: ۸۵ و ۸۶ نیز دیکھو سورہ ۱۷: ۱۸ و ۲۰ ذ سورہ ۲: ۱۳۰ و ۱۳۴ ذ ۳: ۷۷ ذ ۶: ۸۶ ذ ۳۸: ۴۸ ذ ۳۷: ۱۰۱ سے ۱۰۷) جس نے اپنے باپ ابراہیم کے ساتھ کعبہ کی بنیاد ڈالی (سورہ ۲: ۱۱۹ و ۱۲۵ و ۱۲۷ سے ۱۲۹ و ۱۳۳ و ۱۳۶ و ۱۴۰ ، ۲۱۰ : ۸۵) مولوی محمد علی نے یہاں لفظ رسول کی یہ تشریح کی ہے ''ایسا شخص جو آدمیوں کی تبدیلی دل کے لئے خاص پیغام دے کر بھیجا گیا ہو۔ اور نبی وہ ہے۔ جسے عالم بالا سے نبوت یا آگاہی ملی ہو۔ جو برگزیدہ لوگ آدمیوں کی دلی تبدیلی کے لئے بھیجے جاتے ہیں وہ نبی کہلاتے ہیں اور جو انسان کو خدا کی طرف سے پیغام پہنچاتے ہیں وہ رسول کہلاتے ہیں۔

۵۶ سے ۵۸۔ ادریس۔ غالباً یہ حنوق کا دوسرا نام یا لقب تھا۔ وہ نوح کے باپ کا دادا تھا ابو الفدا نے بھی یہی سمجھا البتہ اُس کا نام اُس نے حنوخ لکھا ہے۔

۵۷۔ ''اُٹھا کر'' مقابلہ کرو پیدائش ۵: ۲۴ ہے۔ البتہ محمد علی صاحب نے یہاں لفظ رفع کی تشریح عام مسلمانوں کی تشریح کے خلاف کی ہے۔ عام تشریح وہی ہے جو یہودی مانتے تھے اور جس کی یہی تشریح مسیحی کتابوں میں پائی جاتی ہے (عبرانی ۱۱: ۵)۔ قرآن ۲۱: ۸۵ میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ اِس لفظ ادریس کا ماخذ درس ہے یعنی سکھانا۔ اور حنوق کے معنی عبرانی میں خدا کے بھیدوں کا علم رکھنے والا'' یہودی مدراش بلقوت کی فصل درک عرض میں حنوق اُن

دو شخصوں میں اور تالمود کی دیگر کتابوں کے مطابق اُن بیزہ شخصوں میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے موت کا مزہ نہیں چکھا اور براہ راست فردوس میں پہنچائے گئے۔

یہ قابل لحاظ ہے کہ یہاں سورہ ۲۱: ۸۵ میں ادریس کا ذکر اسماعیل کے بعد آتا ہے

۶۰ سے ۶۳۔ ایمانداروں کا اجر جنت ہے۔

۶۴۔ "اور ہم" عموماً خدا سے منسوب ہوتا ہے کیونکہ وہ متکلم ہے۔ لیکن یہاں غالباً اُن فرشتوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو خدا کی طرف سے مکاشفہ یا وحی لے کر نبیوں کے پاس آتے تھے۔ اور راڈویل صاحب کی رائے ہے کہ محمد صاحب نے جبرئیل فرشتے سے شکایت کی تھی کہ وہ دیر کے بعد کیوں آتا ہے۔ جبرئیل نے جو جواب دیا وہ اس آیت میں مندرج ہے۔

۶۵۔ رب السموات۔ خدا کے لئے صیغہ واحد آیا ہے۔ حالانکہ بت پرستوں کے دیوتا جمع کے صیغے میں آتے ہیں۔ عبرانی میں بھی خدا کا نام الوہیم جمع ہے۔ اور اللہ صیغہ واحد ہے

۶۶۔ اسی قسم کا سوال پولس رسول کے زمانہ میں بعضوں نے کیا تھا (دیکھو اکرنتھی ۱۵: ۱۲ آیت) دلیل یہ دی گئی ہے۔ کہ جس نے انسان کو خلق کیا وہ اُسے مردوں میں سے پھر زندہ کرسکتا ہے۔ لیکن پولس نے مسیح کے جی اٹھنے کو قیامت عامہ کی دلیل ٹھیرایا اور غالباً اسی کی طرف قرآن کے ایک دوسرے مقام میں اشارہ ہے کہ "عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہیں" (سورہ زخرف ۴۳: ۶۱)

۷۱۔ تم میں سے کوئی نہیں ۔ ... یہ ایک عجیب بیان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلم کو دوزخ میں سے گزرنا پڑیگا۔ لیکن اس معنی پہ زور نہیں دے سکتے اس لئے غالباً قرآن بے ایمانوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ اُن میں سے ہر ایک کو دوزخ میں سے گزرنا پڑیگا (دیکھو سورہ ۲۱: ۱۰۲)۔ لیکن ۷۲ آیت میں جو لفظ ثم آیا ہے اس کے معنی پر ان دونوں آیتوں کی تفسیر مبنی ہے۔ اگر ثم کے معنی پھر یا اس کے بعد لئے جائیں تو پہلی تفسیر کی تائید ہوگی اور اگر یہ معنی نہ لئے جائیں تو دوسری تفسیر کی۔ اس کے لئے دیکھو محمد علی کا قرآن شرح ۴۵

۷۳۔ دونوں فریقوں۔ یعنی قریش اور مسلمان ۔

۷۵۔ ڈھیل ہی دیتا چلا جاتا ہے۔ یعنی توبہ کے لئے فرصت دیتا ہے (حزقیل ۱۸: ۳۰ سے ۳۲)۔ خدا نے سزا کا بھی ایک وقت مقرر کیا ہے۔

۷۶۔ خدا سب کچھ دے سکتا ہے۔ جیسے انجیل میں لکھا ہے "پہلے خدا اور اُس کی سلطنت

کی تلاش کرو۔ تو باقی چیزیں بھی ملیں گی

۷۷۔ بے ایمان عموماً دولت کے طلبگار رہیں رہتی ۱۹: ۲۴ ز لوقا ۱۸: ۲۳ ز رومیوں ۱۰: ۱۲)
"اُس شخص پر ۔۔" جن کی آرزو صرف تحصیل دولت اور اولاد ہے۔ کسی خاص شخص کی طرف
اشارہ نہیں، عام بیان ہے۔

۸۰۔ ایماندار خدا کی میراث ہیں (خروج ۶: ۸ ز ۱ پطرس ۵: ۳)۔ اسکا یہ مطلب نہیں
کہ مسلمان ان کے مال ودولت کو ورثے میں پائیں گے۔ اگرچہ ایسا وقوع میں آیا۔ لیکن یہاں خدا کے
ورثہ کا ذکر ہے۔ جو پہلے نبیوں نے بیان کیا۔

۸۱۔ غیر معبود۔ اپنے پرستاروں کی مدد نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۸۳۔ شیطانوں کو ۔ ۔ ۔ مکاشفہ ۲۰: ۷ سے ۱۰ ز ۱۲: ۱۳ و ۱۴

۸۵۔ "مہمانوں کی طرح"۔ دیکھو شادی کی تمثیل متی ۲۲: ۱۱ ز لوقا ۱۴: ۷۔ بعضوں نے ترجمہ
کیا ہے بطور ایلچیوں کے جیسے آجکل وفد کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

۸۷۔ لیکن ان میں سے کسی کو سفارش اور اختیار نہ ہوگا سوائے اُس شخص کے جس کو
خدا نے اِس کی اجازت دی۔ (ز ا یوحنا ۲: ۱ و ۲)

۸۸ سے ۹۴۔ یہاں پھر اُنہی لوگوں کا ذکر دہرایا گیا جو غلط معنوں میں "بیٹے" کا لفظ
خدا سے منسوب کرتے تھے۔ سارے انسان بلکہ ساری مخلوق بندہ کہلاتی ہے بیٹا نہیں

۹۵۔ قیامت میں ان کی عدالت ہوگی۔

۹۷۔ یہ قصے عربی میں اس لئے بیان کئے گئے تاکہ عرب لوگ اُن کو سمجھ سکیں جو عبرانی و
یونانی زبانوں سے عموماً واقف نہ تھے۔

۹۸۔ پھر ماضی سے سبق و عبرت پیش کی گئی۔

سورہ مکی — **۲۰۔ سورہ طٰہٰ** — سورہ ۲۰

۲۰۔ سورہ طٰہٰ

شرح۔ مسلم روایت ہے کہ حضرت عمر اس سورہ کے سننے کے ذریعہ ایمان لائے تھے اور وہ
نبوت کے چھٹے سال میں ایمان لائے۔ اس لئے یہ سورہ اُس سے کچھ پیشتر نازل ہوئی ہوگی۔ اکثر مفسروں

نے اِس روایت کو نظر انداز کیا ہے۔ یہ لفظ طٰہٰ اِس سورہ کے شروع میں آیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ساری سورہ طٰہٰ کہلاتی ہے۔ ہمارے قیاس کے مطابق مزمور ۱۱۹ کی فصل ط کی طرف اشارہ ہے جس کی پہلی آیت میں لکھا ہے۔ کہ" اے خداوند تو نے اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کی"۔ محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ دو حرفوں سے مرکب ہے ط اور ہ جس کے معنی اے انسان ہیں اور یہ مزمور میں مذکور" بندے" کے لگ بھگ ہے۔ بعض مفسروں نے اِس کو محمد صاحب کا ایک نام قرار دیا۔ بعضوں نے اِس کا یہ ترجمہ کیا یا محمدا اور بعضوں نے" مطمین رہ"

راڈول صاحب نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ اِس سورہ کی ۱۴ یا ۱۱۶ آیت کو سُن کر حضرت عمر ایمان لائے اور طٰہٰ کے یہ معنے بتاتے ہیں" خاموش"۔

اِس سورہ میں خاص کر حضرت موسٰی کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہوا جیسے سورہ مریم میں حضرت عیسٰی کا ہوا۔

اِس کی تقسیم یوں کر سکتے ہیں:۔

۱۔ حضرت موسٰی کا احوال	۱ سے ۱۰۴
۲۔ مخالفوں کی ذلت	۱۰۵ سے ۱۱۵
۳۔ شیطان گمراہ کرنے والا	۱۱۶ سے ۱۲۸
۴۔ سزا یقینی ہے	۱۲۹ سے ۱۳۵

۲۔"مشقت اٹھائے"۔ ترجمہ نذیر احمد۔" اُداس کرے" (راڈول)۔ ناکامیاب ہو (محمد علی) غالباً محمد صاحب اس وقت اُداس تھے۔ قریش کی مخالفت بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت عمران کو ستانے اور مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے اُن کو تسلی دینے کے لیے یہ کہا گیا۔

۳۔ یہاں دلیل دی گئی ہے۔ کہ قرآن نصیحت۔ اور خدا کا مکاشفہ ہے۔

۴ سے ۶۔ خدا کی تعریف ہے (مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۰: ۱۲ سے ۱۷ و ۴۵: ۵ سے ۷ وغیرہ) خاصکر دیکھو چوتھا حکم (خروج ۲۰: ۱۱)

۷۔ مقابلہ کرو متی ۶: ۴ و ۶ و ۱۸

۱۰۔" آگ دکھائی دی" دیکھو خروج ۳: ۲ سے ۲۲

۱۲۔ جوتیاں اُتار: خروج ۳: ۵

طویٰ کا میدان پاک ہے خروج ۳: ۵

۱۳- منتخب فرمایا ہے۔ خروج ۳: ۱۰

۱۴- ہم ہی اللہ ہیں   خروج ۳: ۱۴ و ۱۵

۱۷- تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔   خروج ۴: ۲

۱۹ و ۲۰- سانپ دوڑ رہا ہے۔   خروج ۴: ۳ و ۴

۲۲ و ۲۳- اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر   خروج ۴: ۶ و ۷

۲۷- میری زبان کی گرہ   خروج ۴: ۱۰ سے ۱۲

۲۲ و ۳۳- میرے کام میں اس کو شریک کر۔   خروج ۴: ۱۴ سے ۱۷

۳۸ و ۳۹- موسیٰ کی والدہ کو وحی کی کہ صندوق بنائے   خروج ۲: ۱ سے ۳

۳۹ و ۴۰- فرعون کی بیوی اور مریم   خروج ۲: ۴ سے ۱۰ دیکھو سورہ ۲۸: ۱۱ و ۱۲

محبت ڈالی   خروج ۲: ۶

۴۰- تیری ماں کے پاس پہنچایا۔   خروج ۲: ۹ و ۱۰

تو نے ایک شخص کو مار ڈالا   خروج ۲: ۱۱ و ۱۲ (فرعون نے اس الزام کو دُہرایا سورہ ۲۶:
۱۸ بمقابلہ خروج ۲: ۲۳ و ۴: ۱۹- کیونکہ وہ فرعون مر چکا تھا اور یہ دوسرا فرعون تھا
کئی برس مدیان کے لوگوں میں رہا۔   خروج ۲: ۱۵ سے ۲۲ (اس مدیانی کاہن کی دو بیٹیوں کا
ذکر ہے (سورہ ۲۸: ۲ بمقابلہ سات کے خروج ۲: ۱۶)

۴۱ سے ۴۸- موسیٰ و ہارون کو فرعون کے پاس جانے کا حکم   خروج ۳: ۱۰ سے ۲۲

۴۹- تم دونوں کا پروردگار کون ہے   خروج ۵: ۲

۵۱ سے ۵۴- یہ سوال و جواب بائبل میں درج نہیں۔ البتہ خروج ۷ باب کی تفسیر مدراش یہودی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ وہاں ایسی گفتگو کا ذکر ہے (دیکھو راڈول کا قرآن نوٹ ۱ صفحہ ۹۷)

قرآن میں یہ ذکر بھی ہے کہ سفید ہاتھ کا معجزہ موسیٰ نے فرعون کو دکھایا (سورہ ۷: ۱۰۸ و ۲۷: ۳۲) اگرچہ بائبل میں مذکور نہیں (خروج ۷: ۸ و ۹) لیکن یہودیوں کی تصنیفات میں اس کا ذکر آتا ہے۔ Judaism + Islam p125

۵۵ سے ۶۰ مقابلہ کا دن (خروج ۷: ۱ سے ۳۵

۵۹- دن چڑھے جمع ہوں۔ خروج ۷: ۱۵

۶۰ سے ۶۶ تک میں جو گفتگو فرعون اور جادوگروں میں ہوئی وہ بائیبل میں درج نہیں ۔ صرف جادوگروں کے معجزے اور ہارون کے عصا کے معجزے کا ذکر ہے (خروج ۷ : ۱۱ اور ۱۲)

۷۰۔ جادوگروں کے ایمان لانے کا یہ ذکر یہاں سانپوں کے معجزے کے ذکر کے بعد ہوا۔ لیکن بائیبل میں جوؤں کی آفت کے بعد جادوگروں نے اقرار کیا کہ موسیٰ کا معجزہ من جانب اللہ تھا ۔ (خروج ۸ : ۱۹)

از روئے قرآن جادوگروں کا اپنی لاٹھیوں کو سانپ بنانا. نظربندی کا معجزہ تھا وہ فی الحقیقت سانپ نہیں بنے. لیکن وہ لوگوں کو سانپ نظر آنے لگے. بعضوں کا خیال ہے کہ ان جادوگروں کے پاس یہ سانپ لاٹھی کی شکل میں تھے اور جب ان جادوگروں نے اُن کو زمین پر پھینکا تو وہ چلنے لگے۔

اِن جادوگروں نے فرعون سے اجر بھی طلب کیا تھا (دیکھو سورہ ۷: ۱۱۰ اور ۲۶ : ۴۰)

۷۱۔ جادوگروں کو فرعون نے سزا دی۔ اِس سزا کا ذکر بھی بائیبل میں پایا نہیں جاتا۔ بنی اسرائیل میں سے صرف موسیٰ کا فرقہ ہی ایمان لایا تھا (سورہ ۱۰ : ۸۳) فرعون خود بھی جادوگر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے (دیکھو آیت ۷۴، اور سورہ ۲۶ : ۴۸)

ربیوں کی روایت بھی یہی تھی (*Judaism & Islam p 126*) فرعون خدا ہونے کا مدعی ہے (سورہ ۲۶ : ۲۸ اور ۲۸ : ۳۸)۔ یہ بھی یہودی روایت کے مطابق ہے" فرعون نے اُن کو کہا. تم نے شروع سے جھوٹ کہا۔ کیونکہ جہاں کا خداوند میں ہوں۔ میں نے اپنے تئیں اور دریائے نیل کو پیدا کیا. جیساکہ لکھا ہے کہ" میرا دریا میرا ہے اور میں نے اُسے اپنے لئے بنایا ہے (حزقیل ۲۹ : ۳)

قرآن کے ایک دوسرے مقام میں یہ لکھا ہے "کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں اور یہ دریا جو میرے نیچے بہتے ہیں (سورہ ۴۳ : ۵)

۷۲۔ دنیا کی اِسی زندگی پر (متی ۱۰ : ۲۸)

۷۴۔ نہ تو وہ مرے گا ...." کیونکہ زندہ رہی رہے گا۔ جو اِس دنیا میں نیا جنم پائیگا اور نہ مرے گا" ورنہ اُن کا عذاب ختم ہو جاتا۔

۷۵ و ۷۶۔ ایماندار وں سے جنت کا وعدہ ۔

۷۷۔ راتوں رات نکال لے جاؤ۔ جو دس آفتیں مصریوں پر آئیں ان کا یہاں ذکر نہیں البتہ

دوسرے مقامات میں اُن میں سے چند آفتوں کا ذکر آیا ہے۔ دسویں آفت کے بعد خدا نے موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا۔ کہ وہ راتوں رات مصر سے نکل جائیں (خروج ۱۲: ۳۱ و ۴۲)

سورہ اعراف ۷: ۱۳۰- سورہ ۲۷: ۱۲ میں یہ آفتیں مذکور ہیں۔ سیلاب۔ ٹڈیاں۔ جوئیں مینڈک اور لہو۔ لیکن یہ ترتیب وار نہیں۔ زبور ۱۰۵: ۲۸ میں بھی ترتیب کو مد نظر نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ تاریخی بیان واعظانہ صورت میں ہے نہ تاریخی طور پر۔ اِس لئے ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ سورہ ۱۷: ۱۰۱ اور ۲۷: ۱۲ کی آفتوں کو ملا کر سات آفتیں ہوتی ہیں۔ لیکن دو معجزوں کو ملا کر نو آفتیں ہوئیں۔ اِس لئے ۱۷: ۱۰۱ میں نو نشانوں کا ذکر ہے۔

یوں بائبل کی دس آفتوں کے لگ بھگ آ جاتی ہیں (دیکھو محمد علی کا قرآن۔ حاشیہ ۹۳۵)

۷۸۔ فرعون نے پیچھا کیا" (خروج ۱۴: ۸)

"دریا کا جیسا کچھ اُن پر آیا" اِس کا مفصل بیان خروج ۱۴: ۲۱ سے ۳۱ میں ہے۔ کہ فرعون کا لشکر تباہ ہؤا اور بنی اسرائیل صحیح سلامت پار نکل گئے۔

۸۰۔ طور کی داہنی طرف (خروج ۱۶: ۱ سے ۳)

مَن اور سلویٰ اتارا (خروج ۱۶: ۴ سے ۳۶)

سلویٰ یا بٹیریں (گنتی ۱۱: ۳۱ سے ۳۵ نیز سورہ بقر: ۵۷ نیز خروج ۱۶ باب

۸۴ سے ۹۸۔ بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا اور اُس کے آگے سجدہ کرنا۔ مقابلہ کرو خروج ۳۲ باب۔

سورہ ۷: ۱۵۰ میں لکھا ہے۔ کہ ہارون نے کہا کہ اگر میں بچھڑا نہ بناتا تو وہ مجھے مار ڈالتے ربیوں کی روایت میں بھی یہ لکھا ہے (دیکھو Judaism + Islam p 130) لیکن اس سورہ میں لکھا ہے۔ کہ اسرائیلی شخص سامری نامی نے بچھڑا بنانے میں اُنکو گمراہ کیا اور بچھڑا بنایا یہودی روایت ہے۔ ایک شخص اسمٰعیل نامی نے بچھڑا بنانے میں اُنکی مدد کی تھی اور یہ نام سماعیل کچھ بگڑ کر سامری ہو گیا ہوگا۔ اس شخص کو موسیٰ نے سزا دی کہ وہ ہمیشہ آوارہ پھرے (آیت ۹۷) اور وہ یہ کہتا پھرے۔ کہ مجھے نہ چھوؤ۔ اور ایک یہودی روایت یہ بھی تھی۔ کہ ایک شخص میکہ نامی نے بچھڑا بنانے میں مدد دی (J. & Islam p 131) نیز مقابلہ کرو۔ قاضی ۱۷ باب سے اور بعض عرب لوگ مانتے ہیں۔ کہ سامری اور میکہ ایک ہی شخص کا نام تھا۔

مابعد تاریخ میں سامریہ کے باشندوں کو سامری کہتے تھے اور عربی روایت کے مطابق یہ لوگ کہا کرتے تھے" مجھے نہ چھوؤ (J. & Islam p 131)

انجیل میں بھی اِن سامریوں کا ذکر ہے (دیکھو یوحنا ۴: ۹)۔ قرآن میں اِس شخص کو السامری غالباً اس لئے کہا کہ وہ سامریوں کا بانی سمجھا گیا۔

اِس بچھڑے کی نسبت سورہ ۷: ۱۴۷ اور سورہ ۲۰: ۹۰ میں لکھا ہے۔ کہ اُس بُت کی آواز بچھڑے کی تھی۔ یہودیوں کی بھی یہ روایت تھی کہ وہ بچھڑا بولنے لگا اور بنی اسرائیل نے یہ دیکھا۔ مقابلہ کرو خروج ۳۲: ۲۴۔ ربی یہوداہ کا قول ہے کہ سمائیل اُس بچھڑے کے اندر گھس کر بولنے لگا تاکہ بنی اسرائیل کو گمراہ کرے۔

۹۷۔ اِس سامری کو یہ سزا ملی کہ قوم سے خارج کر دیا گیا۔ اور وہ مثل کوڑھی کے کہتا پھرے مجھ نہ چھوؤ (احبار ۱۳: ۴۶)

"اس کو ہم جلادیں گے۔۔۔ مقابلہ کرو خروج ۳۲: ۲۰

"دریا میں یا سمندر میں۔ اگرچہ سمندر کچھ دور فاصلہ پر تھا۔

۹۸ سے ۱۰۰۔ یہ باتیں لوگوں کی عبرت کے لئے مذکور ہوئیں اور اسی غرض سے یہ توریت میں لکھوائی گئی تھیں چنانچہ پولس رسول نے یہی بیان کیا (۱ کرنتھی ۱۰: ۵ سے ۱۱)

۱۰۱۔ "صور پھونکا جائیگا" (۱ تھسلنیکے ۴: ۱۶)

۱۰۲۔ "آنکھیں نیلی ہونگی" بیضاوی کی رائے ہے کہ رومیوں کی (یونانیوں یا رومیوں) کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ جن سے عربوں کو سخت نفرت تھی اور یہ رنگ آنکھوں کا سب سے بُرا سمجھا جاتا تھا یا شاید اِس سے مراد اندھاپن کے ہونگے۔ کیونکہ قیامت کے دن از روئے قرآن گنہگار اندھے اُٹھائے جائیں گے (دیکھو آیت ۱۲۴)

۱۰۳۔ "دس دن" عربی میں صرف عشراً آیا ہے دِن کا لفظ نہیں آیا۔ اس لئے بعضوں نے اس سے دس صدیاں مراد لیں (محمد علی کا قرآن۔ نوٹ ۱۶۰۳ و ۱۶۰۲)۔ بنیانہ کلام میں ایک دِن سے ایک سال مراد لی جاتی ہے (حزقیل ۴: ۵، ۶)۔ اور خدا کے لئے ایک دن ہزار برس اور ہزار برس ایک دن کے برابر ہے (سورہ ۲۲: ۴۷) دس دن کیا بلکہ ایک دن بھی نہ ٹھیرے۔

۱۰۴۔

۱۰۵۔ "پہاڑوں کی نسبت"۔ عربی میں جبل کے معنی پہاڑ بھی ہیں اور خداوند سردار بھی ہیں۔ (دیکھو آیت ۱۰۸)

۱۰۵ سے ۱۰۷۔ "اُڑا دیگا" ۲ پطرس ۳: ۱۰ سے ۱۳ مکاشفہ ۶: ۱۴ و ۱۶: ۲۰ یسعیاہ ۵۴: ۱۰

ذ یرمیاہ ۴۲: ۲۴ ذ حزقیل ۸ ۱: ۱۰ ذ نحوم ۱: ۵)

"زمین کو ہموار"۔ خداوند مسیح کی پہلی آمد کے بارے میں یہی پیشن گوئی تھی (لوقا ۳: ۴ و ۵ و یسعیاہ ۴۰: ۱۱ ذ ۴۲: ۱۶ ذ ۴۵: ۲)

۱۰۹۔ سفارش۔ شفیع کا تقرر خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ شفاعت کی مخالفت نہیں۔ لیکن اِس امر کا ذکر ہے۔ کہ کوئی شخص بذات خود شفیع نہیں بن سکتا اور نہ اپنے بھائی کے لئے فدیہ دے سکتا ہے۔ صرف ایک شخص کا ذکر ہے۔ کہ اُس نے دوسروں کے لئے فدیہ دیا (متی ۲۰: ۲۸ ذ ا تیمتھیس ۲: ۵ و ۶) اور نیز دیکھو ا یوحنا ۲: ۱۔ جہاں لکھا ہے کہ "باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار (شفیع) موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز"۔ پھر عبرانیوں کے ۹ باب کو پڑھیں جس میں مسیح یسوع کی شفاعت کا مفصل ذکر ہے چنانچہ اُس کی ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ "وہ آسمان ہی میں داخل ہوا تاکہ اب خدا کے روبرو ہماری خاطر حاضر ہو"۔

اِس کے ساتھ مقابلہ کرو سورہ بقر: ۲۵۴ آیت اور آیت ۴۸)۔ شفاعت کے معنی بلحاظ اُس کے ماخذ کے یہ ہیں کسی شے کا جوڑا بنانا۔ یعنی کسی دوسرے کے ساتھ اتحاد پیدا کرنا جس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو اُس نمونہ کے مطابق بننا جس کے ساتھ اُن کا وصل ہوگیا۔ اور دویم یہ ہے۔ کہ اُن کمزوریوں کے بد نتائج سے پناہ پانا جن سے وہ بذات خود بچ نہیں سکتا۔ اِسی کا نام انگریزی میں اٹونمنٹ آیا ہے (*Atonement*) جس کے معنی ہیں کسی کے ساتھ اتحاد کرنا اور اسی خیال کو پولس رسول نے ایک دوسرے لفظ "ملاپ" سے ظاہر کیا ہے۔ کہ کفارہ دراصل ملاپ ہے خدا میں اور انسان میں اور انسان اور انسان میں۔ اس خیال کے لئے دیکھو افسیون ۲: ۱۱ سے ۲۲ تک)

۱۱۳۔ قرآن کو عربی زبان میں اتارنے کا یہ مقصد تھا کہ عربوں کو اِن باتوں کی اچھی سمجھ آجائے جو کتاب مقدس میں عبرانی (یونانی وغیرہ زبانوں میں قلمبند تھیں (دیکھو سورہ شعرا ۲۶: ۱۹۵) نیز دیکھو سورہ زمر ۳۹: ۲۴ سے ۲۸)

۱۱۴۔ محمد صاحب کو وہی دعا سکھائی گئی جو افسیون ۱: ۱۶ سے ۱۸ میں پائی جاتی ہے

۱۱۵۔ آدم سے ایک عہد لیا تھا" دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ "اس کو ایک حکم دیا تھا" یہ دوسرا ترجمہ زیادہ بہتر اور بائیبل کے مطابق ہے (پیدائش ۲: ۱۷ ذ ۳: ۲۲) چونکہ گناہ شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے آدم سے خطا تو سرزد ہوئی۔

۱۱۶۔ آدم کے آگے سجدہ کرو" مقابلہ کرو عبرانیوں ۱: ۶ و ۷ سے جہاں آدم ثانی کے آگے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ آدم اول بھی خدا کی صورت پر بنا تھا (پیدائش ۱: ۲۵) اور یہ آدم ثانی بھی "اس کی ذات کا نقش اور اس کے جلال کا پرتو" کہلاتا ہے اس لئے اس کے آگے فرشتوں کو سجدہ کرنا مناسب تھا اور خاصکر جب خدا خود حکم دے تو اس کے حکم کی اطاعت واجب تھی فرشتے نجات کے وارثوں کے خدمتگزار کہلاتے ہیں۔ مسیح کی آزمائش کے بعد لکھا ہے۔ کہ فرشتے - - - - - - - - - - - - - - آکر اس کی خدمت کرنے لگے (متی ۴: ۱۱ و عبرانیوں ۱: ۱۴)

۱۱۷۔ ابلیس۔ یہ یونانی لفظ ڈیابولاس (*Dia bolas*) کا معرب ہے۔ عبرانی لفظ شیطان اس قصہ میں یہاں نہیں آیا۔ اور اس وقت سے شیطان انسان کا دشمن بن گیا اس قصہ کے لئے دیکھو سورہ ۷: ۱۰ سے ۱۸ و ۱۵: ۲۸ سے ۴۴ و ۱۷: ۶۳ سے ۶۸ و ۱۸: ۴۸ و ۲۰: ۱۱۵ و ۳۸: ۷۱ سے ۸۶)

اِس نے شروع سے گناہ کیا (یوحنا ۲: ۱۳ و ۳: ۸ و ۱۱ و ۵: ۱۸۔ یہ آسمان سے نکالا گیا۔ (لوقا ۱۰: ۱۸ و ۲ پطرس ۲: ۴ و یہوداہ ۶ و مکاشفہ ۱۲: ۹ و ۱۲)۔ یہ انسان کا دشمن کہلاتا ہے (۱ پطرس ۵: ۸ و لوقا ۱۲: ۵۸)۔ اِس کے تکبر کا ذکر بھی آیا ہے (۱ تیمتھس ۳: ۶)

۱۱۸ اور ۱۱۹۔ باغ عدن کے آرام کا ذکر۔ نہ بھوک نہ پیاس نہ ننگاپن اور نہ دھوپ لگے گی مقابلہ کرو مکاشفہ ۷: ۱۶ سے جہاں لکھا ہے۔ کہ" اس کے بعد نہ کبھی ان کو بھوک نہ پیاس اور نہ کبھی اُن کو دھوپ ستائیگی نہ گرمی"

۱۲۰۔ شیطان نے آدم کو پُھسلایا جس کے باعث ممنوع درخت کا پھل آدم و حوا نے کھایا (مقابلہ کرو پیدائش ۳ باب ۱ سے ۵۔ یہ ممنوع درخت نیکی اور بدی کی پہچان کا درخت تھا اور شیطان نے اُس درخت کو حیات کا درخت کہہ کر آدم و حوا کو دھوکا دیا۔

۱۲۱۔ دونوں نے یہ پھل کھایا (پیدائش ۳: ۶)

ان کے پردے کی چیزیں اُن پر ظاہر۔ - - (پیدائش ۳: ۷)۔ نیز دیکھو سورہ ۷: ۲۰

باغ کے پتے اپنے اوپر - - - (پیدائش ۳: ۷)۔ سورہ ۷: ۲۲ و ۲۶،

نافرمانی کی اور بھٹک گئے۔ یہ اُن کا گناہ اور اس کا نتیجہ تھا۔

" اس کی توبہ - - - - اِس سے بھی ظاہر ہے کہ اُس نے گناہ کیا تھا۔ جس کے لئے اُس

نے توبہ کی اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔

۱۲۳۔ بہشت سے نیچے اُتر جاؤ ۔۔۔۔ اگرچہ توبہ قبول ہوئی لیکن بہشت سے خارج کئے گئے ایک کا دشمن ایک۔ یہ دشمنی گناہ کا نتیجہ تھی اور غالباً اشارہ ہے۔ اُس دشمنی کی طرف جو سانپ اور عورت کی نسل کے درمیان ہو گی (پیدائش ۳: ۱۴ سے ۱۹)۔ نیز دیکھو سورہ ۲: ۳۸۔ آدم کے نکالے جانے کا ذکر پیدائش ۳: ۲۲ سے ۲۴ تک میں آیا ہے۔ خدا کے احکام کی اطاعت سے سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۲۴ سے ۱۲۶۔ ضیق میں گزرے گی" یعنی مصیبت کی زندگی۔

" اندھا اٹھائیں گے" یعنی روحانی اندھے جن کے دل سخت ہو گئے۔ مکاشفہ ۳: ۱۷ یا اُس روز کی تجلی سے اِن کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی (دیکھو سورہ زمر ۳۹: ۶۹) مقابلہ کرو (یوحنا ۹: ۴۰)۔ اِسی قسم کا سوال فریسیوں نے مسیح سے کیا تھا۔ رشوت لینے والے (خروج ۲۳: ۸ و استثنا ۱۶: ۱۹)۔ جو دانستہ جاہل بنتے ہیں (متی ۱۵: ۱۴)۔ جو سادہ دل گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (متی ۱۵: ۱۱) جو عداوت رکھتے ہیں (۱ یوحنا ۲: ۱۱)۔ جو خود بین اور مغرور ہیں (مکاشفہ ۳: ۱۷) وہ سب اندھے کہلاتے ہیں۔

۱۲۸ سے۔ جزا و سزا کا ذکر

۱۲۹۔ عذاب کا دن مقرر ہے۔ جو بائیبل کی اصطلاح میں بدی کا پیمانہ بھر جانا کہلاتا ہے اس وقت عذاب نازل ہوتا ہے۔

۱۳۰۔ دو وقت کی نماز۔ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب کے بعد۔ رات اور دن کے اوقات نماز کے۔ بعضوں کے خیال میں تین وقت کی نماز بھی مقرر ہوئی۔ یعنی فجر اور عصر کی نماز۔ اس کے بعد مغرب۔ عشا اور تہجد کی نماز۔

۱۳۱۔ یہ نمازیں انسان کے اپنے فائدے کے لئے ہیں۔

۱۳۲۔ نشان کا مطالبہ۔ خداوند مسیح سے بھی یہ مطالبہ یہودیوں نے کیا تھا (متی ۱۲: ۳۸ و ۱۶: ۱)

اگلی کتابوں کی گواہی (لوقا ۱۶: ۳۱)

۵۶- سورۃ الواقعہ

سورہ ۵۶

شرح

اس سورہ کا نام بھی شروع آیت سے لیا گیا۔ یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی۔

تقسیم ۱- آدمیوں کے تین گروہ قیامت کے دن ۱ سے ۳۸

۲- مجرم - اور اُن کی عدالت ۳۱ سے ۷۴

۱- عدالت کا دن اٹل ہے ۷۵ سے ۹۵

۱و۲- یہ روز عدالت کے وقوع سے پیشتر ہوگا۔ جب بے ایمانوں پر عذاب نازل ہوگا۔ مقابلہ کرو سورہ ۶۹: ۱۵ اور ۲ پطرس ۳: ۹ و ۱۰: ۱۲ و متی ۲۴: ۳۵

مقابلہ کرو یوایل ۲: ۱۰ و ۱۱

۵- پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا (۲ پطرس ۳: ۹ سے ۱۲) (نیز دیکھو سورہ طٰہٰ ۲۰: ۱۰۶ و ۱۰۸)۔ بعضوں نے پہاڑوں سے اُمرا اور رؤسا بھی مراد لی ہے جو برباد ہونگے جیسا کہ خداوند مسیح کی پہلی آمد کی پیشین گوئی میں ذکر ہوا (لوقا ۳: ۵)

۷- تین قسمیں۔ یہ کونسی تین قسمیں ہیں۔ ہماری رائے میں وہ تین قسمیں یہ ہیں (۱) داہنے ہاتھ والے (ب) بائیں ہاتھ والے (ج) خاص برگزیدہ -

پہلی دو قسموں کا ذکر متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶ تک میں مفصل طور سے ہوا ہے اور برگزیدہ لوگوں کا شمار تھوڑا ہے۔

اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے پچھلوں میں سے (مکاشفہ ۷: ۴ سے ۷ تک)

۱۲ سے ۴۰- بہشت اور اہالیان بہشت کا ذکر ہے اور حوروں کا حلیہ دیا گیا ہے۔ بہشت کے مختلف درجے قرآن میں بیان ہوتے ہیں مثلاً جنت الخلد (سورہ فرقان ۲۵: ۱۶) دارالسلام (سورہ انعام ۶: ۱۲۷)۔ دارالقرار (سورہ مومن ۴۰: ۴۲) جنت العدن (سورہ توبہ ۹: ۷۲)۔ جنت الماوی (سورہ سجدہ ۳۲: ۱۹) جنت النعیم (سورہ مائدہ ۵: ۷۰)۔ علیون (سورہ تطفیف ۸۳: ۱۸) جنت الفردوس (سورہ کہف ۱۸: ۱۰۷)۔ مشکات میں ان ناموں سے مختلف دروازے بہشت کے مراد لئے ہیں۔ بہشت کی مادی جسمانی خوشیاں بار بار مذکور

ہوئیں۔ دیکھئے سورہ الانسان ۷۶: ۱۲ سے ۲۲ ذسورۃ الواقعہ ۵۶: ۱۲ سے ۳۹ ذسورہ الرحمان ۵۵: ۵۴ سے ۶۶ ذسورہ المحمد ۴۷: ۱۶ و ۱۷۔ احادیث نے ان کی تفصیل اور بھی زیادہ بیان کی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اناجیل میں (متی ۲۲: ۳۰) یہ ذکر ہے کہ بہشت میں نہ کوئی شادی کرتا ہے اور نہ کوئی بیاہا جاتا ہے۔ بلکہ وہ آسمان میں خدا کے فرشتوں کی مانند ہونگے۔ تو پھر قرآن نے بہشت کا ایسا جسمانی و مادی نقشہ کیوں کھینچا۔ یاد رکھئے کہ جس وقت یہ بیان اہالیان مکہ کو سنایا گیا۔ محمد صاحب کی زندگی پاکیزہ زندگی تھی۔ وہ صرف ایک بیوی کے شوہر تھے اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مسلمان عورتیں گو وہاں جوانی حاصل کریں گی۔ لیکن ان کا اجر ایسا نہ ہوگا۔ مدنی سورتوں میں صرف تین دفعہ عورتوں کا ذکر ہے اور ان تینوں موقعوں پر یہ لکھا ہے کہ ان (یعنی ایمانداروں کے) کے لئے پاک بیویاں ہونگی (سورہ ۲: ۲۳ ذ ۴: ۶۰ ذسورہ ۳: ۱۳)

سورہ ۱۳: ۲۳ و ۲۴ و ۳۵ میں بہشت کا عمدہ اور سادہ بیان ہے

معقول پسند مسلمانوں نے اس مادی جسمانی بیان کو تمثیلی اور تشبیہی بیان کیا ہے۔ نہ لفظی۔ مثلاً سید احمد خاں مرحوم اور مسٹر امیر علی وغیرہ نے۔ اور یہ جسمانی بیان عربوں کے عین مذاق کے مطابق تھا۔

زردشت نے دوزخ و بہشت کا نقشہ بتایا ہے۔ اُس کے ساتھ اس بیان کا مقابلہ کرو۔ اُس نے دو قسم کی حوریں بیان کی ہیں۔ ایک گورے رنگ کی ہیں اور ایک سیاہ رنگ کی۔ گورے رنگ کی حوریں ایمانداروں کو ملیں گی اور کالے رنگ کی بے ایمانوں کو اور ان حوروں سے مراد انسان کی سیرت ہے جو اس دنیا میں آدمی میں پیدا ہو جاتی ہیں اور عاقبت میں (وہ عورت) کی صورت میں اس کی رفیق ہوتی ہے۔ نیک سیرت گورے رنگ کی حور ہے اور بدسیرت کالے رنگ کی۔

قرآن نے غالباً یہی مراد لی ہو گی اور ایرانی شاہی درباروں کے نقشے کے ذریعہ آسمان کی خوشیوں کا کچھ تصور دلایا۔ چنانچہ مولانا محمد علی صاحب نے شرح نمبر ۲۱۴۸ ، ۲۳۵۶ و ۲۴۳۲ میں اس حقیقت کو تسلیم کیا۔

۴۱ سے ۴۷۔ بائیں ہاتھ والوں اور بے ایمانوں کی حالت کا ذکر (متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶)، دوزخ کا نقشہ۔ جہنم کا لفظ مرکب ہے جی ہنوم سے۔ جی بمعنی زمین۔ ہنوم وادی کا نام ہے جو

یروشلم کے قریب تھی۔ وہاں پہلے مولک دیوتا کی پرستش ہوتی تھی۔ جس کے بت کے پیٹ میں آگ کی بھٹی جلتی رہتی تھی اور اُس بت کے ہاتھوں میں قربانی کے لئے بچے رکھے جاتے تھے اور اُن بچوں کی گرمئت میں وہ بچے جل بھن کر راکھ ہو جاتے تھے۔ اس وادی میں یہودی پیچھے مجرموں کی لاشوں کو پھینکتے اور شہر کا کوڑا کرکٹ ڈالتے اور آگ سے جلاتے رہتے تھے۔ وہاں سے دوزخ کے عذاب کا تصور ظاہر کیا۔ اسی طرح جو نقشہ دوزخ کا یہاں کھینچا گیا ہے۔ اُس سے عرب کے لوگ مانوس ہونگے۔ اسکے ذریعہ دوزخ کا خوف اُنکے دلوں میں پیدا کرنیکی کوشش کی گئی۔

۷۲۔ مقابلہ کرو سورہ یٰس ۳۶ : ۸۰

۷۵۔ ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم۔ مولانا محمد علی نے ستاروں سے قرآن کے حصے مراد لئے ہیں (نوٹ ۲۴۳۸ و ۲۳۷۱ دسورہ نجم ۵۳ : ۱)

ستاروں کے ٹوٹنے سے عرب لوگ مصیبتیں اور بیماریاں اور آفتیں مراد لیتے تھے یا ان کا نشان سمجھتے تھے۔ ستاروں کا ٹوٹنا مسیح کی دوسری آمد کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے (متی ۲۴ : ۲۹ مکاشفہ ۶ : ۱۳) ہماری رائے میں اِس یقینی واقعہ کی طرف قرآن نے اشارہ کیا اور قسم یقینی واقعہ کیلئے کھائی یہ بڑی قدر کا قرآن ہے یعنی یہ پیشین گوئی جو لکھی گئی بڑی قدر کی ہے۔ جو خدا کی ازلی ابدی محفوظ کتاب میں درج ہے۔ اِس لئے کتاب کے اِن حصوں کو پاک ہاتھوں سے چھونا چاہئے۔ جیسے یہودی آج تک ایسا ہی کرتے ہیں۔

۸۳ ۔ گلے میں آپہنچے۔ یعنی موت کا وقت آپہنچے (واعظ ۱۲ : ۷)

۸۸ سے ۹۶۔ داہنے اور بائیں ہاتھ والوں کے اجر و بدلہ کا پھر ذکر ہوا

۴۷۔ سورۃ الشعرا

سورہ ۲۶

شرح۔ سورہ کا یہ نام اِس سورہ کی ۲۲۴ آیت میں آیا ہے کہ یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں یہ عام الزام لگایا جاتا تھا۔ کہ یہ شاعرانہ تصنیف ہے۔ اِس سورہ میں یہ دکھایا گیا کہ یہ کلام پہلے نبیوں کے کلام کے مشابہ تھا۔ جن نبیوں کا ذکر ہوا۔ وہ سورہ ۷ اعراف میں مذکور ہیں۔ لیکن اِس سورہ میں ان کی ترتیب مختلف ہے۔

موسیٰ کا احوال زیادہ مفصل ہے۔ پہلی تین فصلوں میں اُس کا بیان آتا ہے۔ فرعون کی طرف

پیغام لے جانے سے فرعون کی ہلاکت تک جو بحیرہ قلزم میں ہوئی۔ پانچویں فصل میں ابراہام کا ذکر ہے۔ مابعد پانچ فصلوں میں نوح۔ ہود۔ صالح۔ لوط اور شعیب کا ذکر۔

۲۶، ۲۷، ۲۸ سورتیں بلحاظ مضمون اور زمانہ کے مشابہ ہیں اور یہ تینوں وسطی مکی زمانہ سے علاقہ رکھتی ہیں اور مکہ ہی میں نازل ہوئیں۔ ان میں خاص کر موسیٰ کا احوال ہے۔ اگرچہ سورہ ۲۷ میں صرف اشارہ ہی ہے۔ یہ سورتیں موسیٰ کے احوال سے شروع ہوتی ہیں اور اس وقت سے جب موسیٰ کوہ سینا پر نبوت کے لئے بلائے گئے کہ فرعون کے پاس پیغام لے جائیں اور آخر میں فرعون کے لشکر کے غرق ہونے کا ذکر ہے۔

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس سورہ کی آخری چار آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔

تقسیم۔ ۱۔ محمد صاحب کو تسلّی دی گئی ۱ سے ۹

۲۔ موسیٰ کی تاریخ ۱۰ سے ۳۳

۳۔ موسیٰ کی تاریخ ۳۴ سے ۵۱

۴۔ موسیٰ کی تاریخ ۵۲ سے ۶۸

۵۔ ابراہام کی تاریخ ۶۹ سے ۱۰۴

۶۔ نوح کی تاریخ ۱۰۵ سے ۱۲۲

۷۔ ہود کی تاریخ ۱۲۳ سے ۱۴۰

۸۔ صالح کی تاریخ ۱۴۱ سے ۱۵۹

۹۔ لوط کی تاریخ ۱۶۰ سے ۱۷۵

۱۰۔ شعیب کی تاریخ ۱۷۶ سے ۱۹۱

۱۱۔ اہل مکہ کو تنبیہ ۱۹۲ سے ۲۲۷

آیت ۱۔ ط۔ س۔ م۔ قدیم مفسروں نے ان کے معنی نہیں بتائے۔ مابعد مفسروں میں سے بعضوں نے یہ حروف خدا کے نام کے حروف سمجھے۔ مثلاً ط سے مراد لطیف ہے بمعنی مہربانی۔ س سے مراد سمیع ہے بمعنی سننے والا۔ اور میم سے مراد علیم ہے۔ اس گروہ کی تینوں سورتیں انہیں حروف سے شروع ہوتی ہیں۔ لیکن ۲۷ سورہ میں صرف میم نہیں آتا۔ اور یاں میں ذکر ہے کہ خدا نے موسیٰ کو کوہ سینا پر بلایا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ط۔ اور س سے طور سینا مراد ہو اور میم سے موسیٰ اگر ہمارے نبی اس کی پیروی کی جائے تو طٰہٰ حصہ ۱۱۹ امر مو سے شروع ہے "اے خداوند تو

نے اپنے بندے سے بھلائی کی ہے۔ نیز ۱۱۹ : ۱۱۳ مجھے دو دلوں سے نفرت ہے۔ نیز ۱۱۹ : ۹۷، آہ میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں۔

نیز مقابلہ کرو سورہ ۱۰: ۱ سے

۲۔ کتاب المبین۔ (ا) ایسی کتاب جس میں وہ سب باتیں درج ہوں جو ضروری ہیں (ب) یا ایسی کتاب جو صداقت کو ظاہر کرے۔

ایک ایسی کتاب کا ذکر بائیبل میں آتا ہے جو (ا) خدا کی کتاب کہلاتی ہے (خروج ۳۲ : ۳۲ و ۳۳ (ب) جس میں آئندہ کی باتیں لکھی ہیں (زبور ۴۰ : ۷ ؛ ۵۶ : ۸)۔ (ج) جو کتاب حیات کہلاتی ہے زبور ۶۹ : ۲۸)۔ (د) تیری کتاب (زبور ۱۳۹ : ۱۶)۔ (ک) خداوند کی کتاب (یسعیاہ ۳۴ : ۱۶ ؛ دانیال ۱۲ : ۱) (و) شریعت کی کتاب (عزرا ۲ : ۸ ؛ ۳ : ۱ سے ۳)۔ (ز) کھلی کتاب (مکاشفہ ۱۰ : ۲ سے ۱۱)۔ لیکن یہاں کتاب المبین سے بائیبل مراد ہے۔ جس کا مفصل ذکر مابعد آیات میں ہوا یہ کتاب کا وہ حصہ ہے۔ جو متشابہات و حروف مقطعات کے علاوہ ہے۔ کیونکہ نہ متشابہات کا علم ہم کو ہے۔ نہ حروف مقطعات کا۔ دیکھو استثنا ۲۹ : ۲۹ "غیب کا مالک تو خداوند ہمارا خدا ہی ہے۔ پر جو باتیں ظاہر کی گئیں ہیں۔ وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں۔ تاکہ ہم اِس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں "۔

۳۔ "شاید تم خودکشی۔ ۔ ۔" کیوں خدا نے ایسا کہا؟ ہماری رائے ناقص میں اِس کی تفسیر مسلمان بلا مدد بائیبل کے نہیں کرسکتے۔ لیکن بائیبل کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ لوگوں کی بے ایمانی کی وجہ سے اور اُن کے بچانے کی دُھن میں حضرت موسٰی اور پولُس نے اِسی قسم کی آرزو کی تھی اور یہی آرزو محمد صاحب کے دِل میں تھی کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو ان کی ہستی کا کیا فائدہ تھا اور موت کی آرزو خدا سے کی ہو (خروج ۳۲ : ۳۲ ؛ رومیوں ۹ : ۱ سے ۳)۔ ایسی آرزو کے لحاظ سے یہاں لفظ لعلک (شاید) آیا ہے ورنہ خدا کے لئے شاید کہنا موزوں اور صحیح نہیں۔

۴ سے ۹ تک عام بیان ہے۔

۱۰۔ "ظالم لوگوں" یعنی فرعون کی قوم جنہوں نے بنی اسرائیل پر ظلم کئے (خروج ۳ : ۴ سے ۹)

۱۲۔ دیکھو خروج ۳ : ۱۱

۱۳۔ "زبان نہیں چلتی" (خروج ۴ : ۱۰

"ہارون کو" خروج ۴ : ۱۴

۱۴۱۔ ایک گناہ بھی ہے خروج ۲: ۱۲

۱۶۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ خروج ۲: ۱۵ و ۱۹ سے ۲۱

۱۷۔ بنی اسرائیل کو رخصت کیجئے خروج ۴: ۲۳

۱۸ سے ۲۱۔ یہ گفتگو بائیبل میں نہیں۔ بائیبل کے الفاظ سے پتا لگتا ہے کہ جس فرعون نے موسیٰ کو پالا۔ اور جس کے زمانے میں موسیٰ نے مصری کو قتل کیا وہ مر چکا تھا (خروج ۲: ۲۳ و ۴: ۱۹) البتہ ربیوں نے اس جملہ (مصر کا بادشاہ مر گیا) کی یہ تشریح کی کہ وہ کوڑھی ہو گیا اور کوڑھی بمنزلہ مردہ کے ہوتا ہے۔ اور اس جملہ کی (وہ سب جو تیری جان کے خواہاں تھے) وہ یہ تشریح کرتے ہیں کہ یہ داتن اور ابرام تھے۔ جنہوں نے پیچھے قورح کے ساتھ مل کر بغاوت کی تھی۔ مدراش ربی میں ذکر ہے۔ کہ جن دو عبرانیوں کے لڑنے کا ذکر خروج ۲: ۱۳ میں آیا ہے وہ ابرام اور داتن تھے جن میں سے ایک نے موسیٰ پر مصری کے قتل کا الزام لگایا (Judaism & Islam p 225)

۲۳۔ "تمام جہان کا پروردگار کہا" (خروج ۵: ۲)

۲۴۔ موسیٰ کا جواب خروج ۵: ۴)

۲۶۔ اگلے باپ دادوں کا پروردگار" خروج ۳: ۶ کی طرف اشارہ ہے

۲۹۔ فرعون کا دعوےٰ خدا ہونے کا" مقابلہ کرو حزقیل ۲۹: ۳ و سورہ ۴۳: ۵۰ و ۲۸: ۳۸۔

۳۰ سے ۳۵۔ عصا کا سانپ بننا۔

۳۶ سے ۴۴۔ جادوگروں کا سانپ بنانا۔ اور معاوضہ طلب کرنا سورہ ۷: ۱۱۰ و خروج ۷: ۹ سے ۱۱

۴۵۔ موسیٰ کے سانپ نے جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا خروج ۷: ۱۲

۴۶۔ جادوگروں کا ایمان لانا۔ بائیبل میں جادوگروں کے ایمان کا اقرار جوؤں کے معجزے کے بعد آتا ہے (خروج ۸: ۱۵) موسیٰ کا اپنا فرقہ یعنی لاوی فرقہ اُس پر ایمان لایا سورہ ۱۰: ۸۳ اور یہودی روایت ہے۔ کہ لیویوں کا فرقہ مشقت سے مستثنیٰ تھا۔ فرعون خود بھی جادوگری کا دعویٰ رکھتا تھا (سورہ ۲۰: ۷۴ و ۲۶: ۴۸)

۳۳۔ اس دوسرے معجزے کے دکھائے جانے کا ذکر اِس مقام پر خروج کی کتاب میں نہیں آیا۔

۳۴ و ۳۵۔ خروج کی کتاب میں اتنا ذکر ہے۔ کہ فرعون کا دِل سخت ہو گیا (خروج ۷: ۱۳ و ۱۴)

۳۶ سے ۴۰۔ خروج ۷: ۱۱

۴۱ سے ۴۴ تک کی گفتگو بائبل میں نہیں۔

۴۵۔ خروج ۷: ۱۲

۴۶ و ۴۷۔ جادوگروں کا ایمان لانا۔ بائبل میں جوؤں کی آفت کے بعد مذکور ہے (خروج ۸: ۹

۴۹۔ جادوگروں کو سولی کی دھمکی بائبل میں مذکور نہیں۔

۵۰ و ۵۱۔ جادوگروں نے اِس دھمکی کی پروا نہ کی۔

۵۲۔ دسویں آفت کے بعد جب مصر کے پہلوٹھے مارے گئے تب خدا نے ان کو نکلنے کا حکم دیا

خروج ۱۱: ۲ سے ۸ و ۱۲: ۱۷

۵۱ سے ۶۰۔ دیکھو خروج ۱۴: ۴ سے ۹

۶۱۔ خروج ۱۴: ۱۰ سے ۱۴

۶۲ و ۶۳ سے ۶۸۔ خروج ۱۴: ۱۵ سے ۳۱۔ سورہ ۲۰: ۲۷

۶۹ سے حضرت ابراہیم کا ذکر۔ یہاں تاریخی ترتیب نہیں۔ کیونکہ واعظانہ کلام ہے۔ حالانکہ تاریخی طور پر حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ سے بہت پہلے گزرے۔ حضرت ابراہیم کی بہت عزت محمد صاحب کے دل میں تھی اور محمد صاحب نے ان کو اپنے مشابہ پایا۔ چنانچہ قرآن میں بار بار حضرت ابراہیم کے ایمان کا ذکر آیا۔ جس کی تائید قرآن نے کی (سورہ ۱۶: ۱۲۴) وہ توحید الٰہی کو مانتے تھے (سورہ ۲: ۱۲۹ و ۳: ۶۰ و ۶: ۷۹ و ۱۶: ۱۲۱ و ۱۲۴)

یہاں بیضاوی نے ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ یہودی اور مسیحی حضرت ابراہیم کے بارے میں جھگڑتے تھے۔ یہودی حضرت ابراہیم کو یہودی مانتے تھے اور مسیحی اُس کو مسیحی مانتے تھے اور ان دونو گروہوں نے محمد صاحب سے فیصلہ چاہا۔ اُس وقت یہ وحی ان پر نازل ہوئی۔ غالباً یہاں ان مثالوں کا ذکر ہے۔ جس میں ایک طرف تو حضرت پولس نے حضرت ابراہیم کو پیش کیا اور بتایا کہ وہ ایمان سے راستباز ٹھیرے۔ دوسری طرف مقدس یعقوب نے ان کی مثال پیش کی اور بتایا کہ وہ اعمال سے راستباز ٹھیرے یہ دونو بیان ظاہرا نقیض معلوم ہوتے ہیں۔ اِن دونوں کی مطابقت زیادہ غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ مقابلہ کرو۔ رومیوں ۴: ۱ سے ۲۵ کا یعقوب ۲: ۲۰ سے ۲۶)

قرآن نے یہ جواب دیا۔ کہ وہ نہ یہودی تھا اور نہ مسیحی۔ بلکہ وہ خدا کی وحدت کو مانتا اور مسلم تھا

یعنی جس نے خدا پر توکل کیا۔ (سورہ ۲ : ۱۳۴)

یہودی لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم کل شریعت پر عمل کرنے والا تھا۔ کیونکہ یہ لکھا ہے۔ (پیدائش ۲۶ : ۵)

وہ خلیل اللہ کہلایا۔ سورہ ۴ : ۱۲۴ - ۲ تواریخ ۲۰ : ۷ ؛ یسعیاہ ۴۱ : ۸ یعقوب ۲ : ۲۳۔

کعبہ کی بنیاد ابراہیم نے ڈالی سورہ ۲ : ۱۱۹ وغیرہ۔ وہ اُس ہیکل میں رہتے تھے۔ اور انہوں نے چند صحیفے لکھے (سورہ ۸۷ : ۱۰ ؛ ۵۳ : ۱۱)۔ یہ بیان ربیوں کے خیال کے عین مطابق ہے چنانچہ قبالہ اور سفر جزیرہ کی تصنیف اُن سے منسوب ہے۔ ان کے ایمان لانے کا قصہ مذکور ہے کہ پہلے پہل ان کو کس طرح ہدایت ملی۔ اور پھر کیسے انہوں نے اپنے والد کو اور اپنے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ خاص وہ واقعہ مذکور ہے۔ کہ انہوں نے بتوں کو توڑا اور ایک بڑے بت کے گلے میں عصا لٹکا دیا تاکہ ظاہر ہو کہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو توڑا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا۔ کہ بت تو ہل جل نہیں سکتے۔ لیکن باوجود اس کے بھی وہ ایمان نہ لائے (سورہ ۶ : ۷۴ سے ۸۲ ؛ ۱۹ : ۴۲ سے ۵۱ ؛ ۲۱ : ۵۲ سے ۶۹ ؛ ۲۲ : ۴۳ ؛ ۲۶ : ۶۹ سے ۱۰۵ ؛ ۲۹ : ۱۵ سے ۲۳ ؛ ۳۷ : ۸۱ سے ۹۵ ؛ ۴۳ : ۵۴ سے ۲۸ ؛ ۶۰ : ۴ سے ۶) حضرت ابراہیم نے دعا مانگی کہ ان کا والد دوزخ کے عذاب سے بچ جائے۔ لیکن یہ دعا قبول نہ ہوئی (سورہ ۹ : ۱۱۵ ؛ ۲۶ : ۸۶ سے ۱۰۴ - دیکھو یہودی کتاب سنہ صفحہ ۳۹۵)۔ لوگ حضرت ابراہیم سے ناراض ہو کر اُس کو آگ میں جلانا چاہتے تھے لیکن خدا نے آگ کو اُن پر گلزار کر دیا اور ان کو بچا لیا (سورہ ۲ : ۲۶۰ ؛ ۲۱ : ۶۹ سے ۴ = ۲۹ : ۲۳ سے ۲۶ ؛ ۳۷ : ۹۵ سے ۹۹)۔ یہ سارا قصہ یہودی پیدائش ربہ میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو (Judaism & Islam p96 to 98) ابوالفدا نے بھی اس قصہ کا بیان کیا ہے

۷۵ سے ۸۲۔ حضرت ابراہیم کا خطاب لوگوں سے۔ حضرت ابراہیم کا گناہوں کی معافی مانگنا۔

۸۳ سے ۸۹ حضرت ابراہیم کی دعا۔ کہ ان کا ذکر خیر ہو (پیدائش ۱۲ : ۱۸ و ۱۹)

یہ گفتگو جو حضرت ابراہیم اور لوگوں کے درمیان ہوئی۔ مدراش ربہ میں صرف ابراہیم اور اُن کے والد کے درمیان ہوئی۔ قرآن میں اِس امر کا بھی ذکر آیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے ذریعہ حضرت لوط ایمان لائے (سورہ ۲۱ : ۷۱ ؛ ۲۹ : ۲۵) مدراش ربہ میں یہ ذکر ہے۔ کہ لوط کا باپ ہاران پہلے اپنے ایمان میں متزلزل تھا لیکن پیچھے وہ ابراہیم کی مخلصی کے بعد ایمان لایا۔ ان کا ذکر کرتے کرتے دوزخ اور بہشت کا قصہ ایک جگہ آجاتا ہے (سورہ ۲۶ : ۸۸ سے ۱۰۴) دوسرے جگہ کو جو اُس

سے پہلے آئے اُن پر بھی دغا کا الزام لگایا گیا (سورہ ۲۹ : ۱۷ سے ۲۳)۔ شاید ابراہیم نے نوح۔ ہود اور صالح کے بارے میں یہ کہا ہو۔ لیکن یہ الفاظ قرینہ سے کچھ خارج سے معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ ایک موقعہ پہ یہ لفظ قُل سے شروع ہوتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ خدا متکلم ہے یا جبرئیل متکلم ہے (۱۱: ۳۷ ذ ۲۹ : ۱۹)

حضرت ابراہیم نہ صرف توحید کے معلم تھے بلکہ قیامت کی تعلیم بھی انہوں نے دی (سورہ ۲ : ۲۶۰ ذ ۲۶ : ۸۱) حضرت ابراہیم نے قیامت کا مزید ثبوت طلب کیا۔ چنانچہ بیضاوی نے سورہ ۲ : ۲۶۲ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ "جب نمرود یہ کہہ چکا کہ" میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں" (۲ : ۲۶۰) تو ابراہیم نے جواب دیا۔ کہ آدمی زندہ اُس صورت میں ہوتا ہے۔ کہ اُس کی روح اُس کے بدن میں پھر ڈالی جائے۔ اِس پہ نمرود نے یہ جواب دیا کہ "کیا تو نے یہ دیکھا ہے" ؟ ابراہیم اِس کا کچھ جواب دے نہ سکا اور دوسری دلیل پیش کی اور خدا سے دعا مانگی۔ کہ خدا مزید ثبوت دے۔ تاکہ وہ اِس سوال کا جواب دے سکے۔ اِس پہ خدا نے اُسے وہ مکاشفہ دیا جسے یہودی "منقسم ٹکڑوں کے درمیان عہد" (پیدائش ۱۵ : ۹) کہتے ہیں۔ اور جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ جن جانوروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے تھے۔ وہ زندہ ہو گئے تو ان کو قیامت کا یقین ہو گیا (سورہ ۲ : ۲۶۲)

حضرت ابراہیم کے باپ کا نام آزر آیا ہے (سورہ ۶ : ۷۴)۔ حالانکہ بائیبل میں تارہ آیا ہے۔ یوسیبس نے اپنی تاریخ کلیسیا میں اس کو آتھر نام دیا۔ جو تارہ سے بگڑ کر نکلا اور پھر یونانی آتھر کا معرب آزر ہوا۔ البتہ تاریخ منتخب میں ذکر ہے۔ کہ آزر تارہ کے باپ کا نام تھا۔

۸۹۔ پاک دل (متی ۵ : ۸)

۹۰ و ۹۱۔ مقابلہ کرو استثنا ۳۰ : ۱ و ۱۵ و ۱۹۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دوزخ اور بہشت کی جگہ کو ان کے سامنے رکھا بلکہ زندگی اور موت۔ برکت ولعنت نیکی وبدی کو پیش کیا تاکہ اُن دونوں میں سے جس کو چاہیں قبول کر لیں۔ یہ دوزخ اور بہشت اب آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن قیامت کے دن وہ نظر آ جائیں گے۔

۹۱ سے ۱۰۱ دوزخیوں کا ذکر (مکاشفہ ۲۱ : ۸ ذ ۲۰ : ۱۴ ذ ۱۹ : ۲۰ و ۲۱ ذ ۲۰ : ۹ و ۱۰)

۱۰۲ سے ۱۰۴ عام بیان جو بار بار آیا ہے۔

۱۰۵۔ نوح کی . . . . پیغمبروں کو جھٹلایا۔ نوح کا ذکر قرآن میں مقامات ذیل میں آیا ہے:

۳ : ۳۳ ذ ۶ : ۸۵ ذ ۷ : ۵۹ سے ۶۴ ذ ۱۰ : ۷۱ سے ۷۳ ذ ۱۱ : ۲۵ سے ۴۸ ذ ۱۴ : ۹ ذ ۱۷ : ۳ ذ

۲۱:۷۶ و ۷۷ ذ ۲۳:۲۲ سے ۲۹ ذ ۲۵:۳۷ ذ ۲۶:۱۰۵ سے ۱۲۲ ذ ۲۹:۱۴ اور ۱۵ ذ ۳۷:۷۵ سے
۸۲ ذ ۵۱:۴۶ ذ ۵۳:۵۲ ذ ۵۴:۹ سے ۱۶ ذ ۵۷:۲۶ ذ ۶۶:۱۰ ذ ۶۹:۱۱ اور ۱۲ ذ ۷۱:۱ سے ۲۸
کن کن پیغمبروں کو قوم نوح نے جھٹلایا۔ اِس کی کچھ تفصیل آگے چل کر دی ہے جیسے ہود
صالح وغیرہ۔ نوح کا ذکر پیدائش ۵:۲۸ سے لیکر ۱۰:۵ تک۔ یسعیاہ ۵۴:۹ نوح کا طوفان۔
حزقیل ۱۴:۱۴ و ۲۰ ذ عبرانی ۱۱:۷ ذ ۱ پطرس ۳:۲۰ ذ ۲ پطرس ۲:۵

۱۰۹ اسے یہ عام جملہ محمد صاحب کے بارہ میں آتا ہے۔ وہ دوسرے پیغمبروں سے بھی منسوب ہے دیکھو سورہ ۳۱:۱۱۔

۱۱۰ اسے ۱۱۵ میں بھی عام بیان ہے۔

۱۱۵۔ یہی جملہ محمد صاحب کے بارے میں بار بار آیا ہے اور اسی طرح دیگر جملے سورہ ۷: ۱۸۴ ذ ۱۱:۲۳۔

۱۱۶۔ لوگوں کی اس دھمکی کا ذکر بائیبل میں نہیں آتا۔

۱۱۷۔ نوح کی دعا۔

۱۱۹۔ خدا نے نوح اور اُس کے خاندان کو بچایا جیسا کہ بائیبل سے ظاہر ہے۔

۱۲۳۔ جیسا قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا ویسا ہی قوم عاد نے جھٹلایا۔ نیز دیکھو۔ سورہ ۱۶:۲۸۔ مفسروں کا خیال ہے کہ عاد بن اُوز بن آرام بن سام بن نوح تھا۔ آرام کا ذکر ذکر سورہ ۸۹:۶ میں ہوا۔ عرب میں ایک فرقہ تھا۔ اس کے معنی ہیں لوٹنا۔

۱۲۴۔ ہود نبی کا ذکر۔ غالباً یہ وہی شخص ہے۔ جو بائیبل میں عبر کہلاتا ہے۔ یہودی ربیوں کی یہ رائے تھی۔ کہ یہ عبرانی لفظ عبر سے نکلا ہے۔ لیکن مابعد زمانے میں عبرانی کی بجائے یہ لوگ یہودی کہلائے یا قوم یہود۔ اور یوں انہوں نے سمجھا کہ ان کا جد امجد ھود بزرگ تھا (J. & Islam p. 88)

اس نبی ہود کے زمانے میں دوسرا عذاب نازل ہوا کیونکہ لوگوں نے بڑی گستاخی سے اُن کے ساتھ سلوک کیا اور اس کا ذکر قرآن کے مختلف مقامات میں آیا ہے:۔

سورہ ۷:۶۳ سے ۷۱ ذ ۱۱:۵۲ سے ۶۴ ذ ۲۲:۴۳ ذ ۲۳:۳۳ سے ۴۴ ذ ۲۵:۴۰ ذ ۲۶: ۱۲۳ سے ۱۴۱ ذ ۲۹:۳۷ ذ ۳۸:۱۱ ذ ۴۰:۳۲ ذ ۴۱:۱۲ سے ۱۶ ذ ۴۶:۲۰ سے ۲۵ ذ ۵۰:۱۳ ذ ۵۱:۴۱ و ۴۲ ذ ۵۳:۵۰ ذ ۵۴:۱۸ سے ۲۲ ذ ۶۹:۴ سے ۸ ذ ۸۹:۵ سے ۹۔

۱۲۵ سے ۱۳۵۔ عام بیان جو بار بار دیگر پیغمبروں کے احوال میں آیا اور محمد صاحب کے بارے میں بھی۔ یہ دوسرا عذاب غالباً وہ ہے جب لوگوں نے برج بنایا اور بولی میں تفرقہ آگیا۔

۱۲۹۔ غالباً یہاں برج بنانے کی طرف اشارہ ہے۔ اِس مقام کے قرب وجوار کا نام ذات العماد آیا ہے۔ مقابلہ کرو۔ سورہ ۸۹: ۶ کا پیدائش ۱۱: ۴ سے۔ سورہ ۱۱: ۶۲ میں نمرود جبّار کی طرف اشارہ ہے (پیدائش ۱۰: ۹، ۱۰) اور کہتے ہیں کہ نمرود نے یہ برج بنایا تھا۔

۱۳۶۔ غالباً اہل قریش نے اِس قسم کا جواب محمد صاحب کو دیا ہوگا۔ اِس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ ایسا ہی جواب ہود کو قوم عاد نے دیا۔

۱۳۷۔ "اگلے لوگوں کی عادت ہے" یا قدیم زمانے کے یہ قصے ہیں۔ لوگ کہا کرتے ہیں۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔

۱۳۸ و ۱۳۹۔ مقابلہ کرو۔ پیدائش ۶: ۱۲ خدا نے سزا کا حکم سنایا لیکن نوح کے زمانے کے لوگ ایمان نہ لائے اور ناگہاں طوفان آگیا (لوقا ۱۷: ۲۶ و ۲۷؛ متی ۲۴: ۳۷ و ۳۸۔)

خداوند مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں بھی لوگ ایسا ہی کہتے تھے"۔ اور کہیں گے۔ کہ اس کے آنے کا وعدہ کہاں گیا؟ کیونکہ جب سے باپ دادا سوئے ہیں اس وقت سے اب تک سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا خلقت کے شروع سے تھا۔ (۲ پطرس ۳: ۴)

ایسا ہی جواب اہل قریش نے محمد صاحب کو دیا ہوگا۔

قرآن نے اِس عذاب کا ذکر یہ کیا کہ زہریلی آندھی سے وہ لوگ تباہ ہوگئے۔ سورہ ۴۱: ۱۵؛ ۴۶: ۲۳؛ ۵۱: ۴۱؛ ۵۴: ۱۹؛ ۶۹: ۶۔

۱۴۰۔ ثمود قوم نے صالح کو جھٹلایا۔ عاد کی طرح یہ بھی کوئی عربی فرقہ تھا جو معدوم ہوگیا۔ مقامات ذیل میں اِس کا ذکر آیا ہے۔

سورہ ۷: ۷۱ سے ۸۴؛ ۱۱: ۴۶ سے ۶۲؛ ۲۲: ۴۳؛ ۲۵: ۴۰؛ ۲۶: ۱۴۱ سے ۱۶۰؛ ۲۷: ۴۶ سے ۵۵؛ ۲۹: ۳۷؛ ۳۸: ۱۲؛ ۴۰: ۳۲؛ ۴۱: ۱۲ سے ۱۸؛ ۵۰: ۱۲؛ ۵۱: ۴۳ سے ۴۶؛ ۵۳: ۵۱؛ ۵۴: ۲۳ سے ۳۳؛ ۶۹: ۴ سے ۶؛ ۸۵: ۱۸؛ ۸۹: ۸؛ ۹۱: ۱۱ سے ۱۶

۱۴۱ سے ۱۴۸۔ عام بیان جو دیگر انبیا کے ساتھ بھی بیان ہوا۔ صالح نبی کا نام بائیبل میں نہیں ملتا۔ یہ اِس ادنیٰ سا قصہ۔ البتہ بائیبل میں شیلاہ نام آیا ہے (پیدائش ۱۰: ۲۴) لفظ صالح کے معنی ہیں "دیندار شخص"۔ مابعد عربوں نے اس کو شیلاہ کہا (سورہ ۷: ۷۱۔ تفسیر الفخر) سامری توریت کے

عربی ترجمہ کے نسخے میں یہ صالح ترجمہ کیا گیا۔

اونٹنی کی کونچیں مارنے کے ساتھ مقابلہ کرو (پیدائش ۴۹: ۶)

ثمود۔ ثمد سے نکلا ہے بمعنی "پانی طلب کرنا"۔ مفسروں کی یہ رائے ہے کہ ثمود بن عذر بن ارم بن سام بن نوح تھا۔ یہ نسب نامہ سٹیلاہ کے زمانہ سے ملتا ہے اصحاب الحجر کی نسبت (سورہ ۱۵: ۸۰) گمان ہے کہ وہ ثمودی لوگ تھے۔

۱۴۹ مقابلہ کرو سورہ ۱۵: ۸۰ اصحاب الحجر سے

۱۵۵ سے ۱۵۹۔ اونٹنی کا قصہ اور عذاب نازل ہونے کا ذکر

۱۶۰ سے لوط کا قصہ شروع ہوتا ہے۔ بائیبل میں یہ قصہ پیدائش ۱۳: ۱ سے ۴ اور ۱۴: ۱۲ سے ۱۶ و ۱۹: ۱ سے ۲۰: ۳۸ تک و لوقا ۱۷: ۲۸ و ۳۳

۱۶۱ سے ۱۶۴۔ عام بیان جو دوسرے پیغمبروں کے احوال میں مذکور ہوا۔

۱۶۵ و ۱۶۶۔ اہل سدوم کی لونڈے بازی کی طرف اشارہ ہے۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۹: ۵ سے

۱۶۸۔ بیزار ہوں۔ مقابلہ کرو ۲ پطرس ۲: ۷

۱۷۱۔ "بُڑھی عورت" یہ لوط کی بیوی کی طرف اشارہ ہے (پیدائش ۱۹: ۲۶ و لوقا ۱۷: ۳۲)

۱۷۲ و ۱۷۳۔ پتھراؤ۔ آگ اور گندھک آسمان سے برسائی (پیدائش ۱۹: ۲۵ و ۲۶۔

۱۷۴ اور ۱۷۵ عام بیان۔

۱۷۵۔ بن کے رہنے والے۔ یہ مدیانی لوگ ہیں (محمد علی نوٹ ۱۸۲۳)

۱۷۶ سے ۱۸۸۔ شعیب۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہ حضرت موسیٰ کے سسر تھے اور بعضوں نے اُسے حضرت موسیٰ کا سالا سمجھا اور جس کا اصلی نام ہوباب تھا۔ جو بگڑ کر شعیب ہو گیا (گنتی ۱۰: ۲۹ و قاضی ۴: ۱۱)۔ مورخ ابوالفدا نے بھی یہ لکھا کہ وہ حضرت موسیٰ کے خسر تھے۔ جس سے مدیانیوں کو دشمنی ہو گئی (خروج ۲: ۱۷)

از روئے قرآن مدیانیوں پر ناگہاں عذاب نازل ہوا (سورہ ۷: ۸۳ سے ۹۲ و ۱۱: ۸۵ سے ۹۸ و ۲۲: ۴۳ و ۲۵: ۴۰ و ۲۶: ۱۷۶ سے ۱۹۲ و ۲۹: ۳۵ و ۳۶ و ۳۸: ۱۲ و ۵۰: ۱۲ و ۱۳)

ربیوں کی روایت ہے کہ وہ پہلے بتوں کے کاہن تھے لیکن پھر خدا پر ایمان لائے اور اپنے لوگوں کو ہدایت کرنے لگے جس کے باعث وہ اُن سے دشمنی کرنے لگے۔ اسی وجہ سے اہل مدیان نے ان کی بیٹیوں کو کنوئیں سے پانی بھرنے سے منع کیا۔ (خروج ۲: ۱۷ و سورہ ۷: ۸۳ و ۲۱: ۸۶) یاد

دیکھیں کہ قرآن میں موسیٰ کے خسر کی دو بیٹیوں کا ذکر ہے (سورہ ۲۸: ۲۳)۔ بجائے سات کے (خروج ۲: ۱۶)۔ انہوں نے آخری دن (سورہ ۲۹: ۳۵) کی منادی کی اور کوئی اجر نہیں مانگا (سورہ ۲۶: ۱۸۰) یہ جملہ بار بار آیا ہے۔ اس کے ساتھ مسیح کے اس قول کا مقابلہ کریں جب انہوں نے اپنے حواریوں کو فرمایا کہ "تم نے مفت پایا۔ مفت دو" (متی ۱۰: ۸) لیکن اس کے اہل شہر نے یہ اعتراض کیا کہ اس نے کوئی معجزہ نہ دکھایا (دیکھو آیت ۱۸۶ و ۱۸۷) غالباً یترو اور شعیب ایک ہی شخص کے دو نام تھے۔ جن لوگوں کی طرف یہ بھیجے گئے وہ مدیانی تھے (سورہ ۷: ۸۳ و ۱۱: ۸۵ و ۲۲: ۴۳) پہلے دو حوالوں (۷: ۸۳ سے ۹۲ و ۱۱: ۸۵ سے ۹۸) میں ان واقعات کا ذکر لوط اور موسیٰ کے قصوں کے درمیان آیا ہے۔

۱۸۹ و ۱۹۱۔ عام بیان

۱۹۲ (۵) یہ پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے
۱۹۳ " یہ روح الامین کا اتارا ہوا ہے
۱۹۴۔ ج۔ یہ دل پر اتارا گیا۔
۱۹۵ (د)، سلیس عربی میں اتارا گیا
۱۹۶۔ ی۔ یہ اگلوں کی کتابوں میں موجود ہے
۱۹۷۔ ا۔ بنی اسرائیل کے عالم اس سے واقف ہیں
۲۱۰۔ و۔ نہ شیطان لے کر اترے
۲۱۱۔ ط۔ نہ وہ یہ کر سکتے ہیں
۲۲۴۔ نہ یہ شاعروں کی تصنیف ہے

اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے بذریعہ الہام اگلی کتابوں کی تعلیم و قصوں کو حسب ضرورت عربی زبان میں عربوں کے فائدے کے لئے تحریر کرایا۔ گو اہل اسلام روح الامین سے جبرئیل فرشتہ مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہاں ہماری رائے میں روح القدس مراد ہے جو عام طور پر الہام کا وسیلہ ہے۔ جس کا ذکر بائیبل میں بار بار آیا ہے۔

"ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے ۔۔۔" ۲ تیمتھیس ۳: ۱۶)، "نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب خدا کی طرف سے بولتے تھے"۔ (۲ پطرس ۱: ۲۱) حضرت دانیال (۴: ۸)۔ (زکریاہ ۷: ۱۲) حضرت داؤد نے روح

القدس کے وسیلے نبوت کی (مرقس ۱۲: ۳۶ ؍ اعمال ۱: ۱۶)۔ یسعیاہ نبی نے روح القدس کے ذریعہ نبوت کی وغیرہ (اعمال ۲۸: ۲۵)

اور اس الہام میں کبھی کبھی صرف خیالات منکشف ہوتے ہیں اور نبی اُن خیالات کو اپنے الفاظ میں ظاہر کرتا ہے اور بعض اوقات الفاظ بھی خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور کبھی صرف فائدہ عام کے لئے کسی خاص کام کرنے کا حکم ملتا ہے اور نبی اُس حکم کی تعمیل بہترین طریق سے کرتا ہے ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جیسے بعضوں کو تواریخ لکھنے کا حکم ہوا۔ جن سے لوگ نصیحت حاصل کرسکیں۔ بعضوں کو امثال جمع کرنے کا حکم ہوا جو روزمرہ زندگی کی ہدایت کے لئے مفید ہوں۔ ہم الہام کے مضمون کو طوالت دینا نہیں چاہتے صرف یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ الہام کی جو مختلف صورتیں ہیں۔ ان کا وسیلہ روح القدس ہے۔ اور فرشتوں کے وسیلے بھی پیغام ملے۔ لیکن فرشتے اور روح القدس میں امتیاز رکھیں

مولوی محمد علی نوٹ ۱۸۳۰ میں لکھتے ہیں کہ مکی سورتوں میں یہودی اور مسیحی کتابوں کی طرف اکثر اشارے ہیں۔

آیت ۱۹۷ کی نسبت سیوطی اور دیگر مفسروں نے خیال کیا کہ وہ مدنی آیت ہے۔ جو یہاں درج کی گئی ہے۔

۲۰۰ سے ۲۰۷۔ عام بیان اِس مکاشفہ کے رد کرنے والوں کا اور ناگہاں عذاب نازل ہونے کا

۲۱۱۔ قرآن کو نہ شیطان نے اتارا نہ وہ قرآن بنا سکتے ہیں۔

۲۱۱۔ وہ تو سُن بھی نہیں سکتے۔

۲۱۳۔ دیکھو موسیٰ کا پہلا حکم اور دوسرا حکم۔ خروج ۲۰: ۳ سے ۶

۲۱۴۔ گھر میں خوشخبری یا خوف خدا کی تلقین کرو (۲ تمیتھیس ۵: ۴) کوہ صفا پر محمد صاحب نے اہل قریش کو جمع کرکے یہ سنایا دیکھو محمد علی ۱۸۳۴

۲۱۵۔ تواضع سے پیش آنا (۲ تمتھیس ۴: ۲۴ ؍ ۱ پطرس ۲: ۱۷)

۲۱۷ سے ۲۲۰۔ خدا سب کچھ جانتا ہے مقابلہ کرو زبور ۱۳۹ ؍ متی ۶: ۴ و ۶ و ۱۸)

۲۲۱۔ جیسے خداوند مسیح پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ وہ شیطان کی مدد سے معجزے کرتا ہے۔ ویسا ہی محمد صاحب پر الزام لگایا کہ یہ قرآن شیاطین کا کلام ہے یا کسی شاعر کا کلام ہے

۲۲۲۔ القائے شیطان کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ کہ وہ نبیوں کے کلام میں کچھ ملا دیتا تھا اور عبداللہ چکڑالوی نے بیان کیا کہ محمد صاحب کے کلام میں ۱۸ دفعہ القائے شیطانی ہوا جو نکال دیا گیا اور سورہ نجم میں لات وعزی کی تعریف میں حدیثوں کے مطابق القائے شیطانی ہوا جو پیچھے نکال دیا گیا۔ مقابلہ کرو ۲۲۱ سے ۲۲۸ آیات کا سورہ حج ۲۲: ۵۲ و ۵۳۔

اِس قسم کی دو مثالیں بائیبل میں بھی ملتی ہے۔ حضرت داؤد کی نسبت لکھا ہے کہ شیطان نے اسرائیل کے خلاف اُٹھ کر داؤد کو اُبھارا کہ اسرائیل کا شمار کرے" اور یوآب نے اس پر اعتراض کیا (توارِیخ ۲۱: ۱ سے ۳) دوسری مثال ۲ توارِیخ ۱۸: ۱۸ سے ۲۳ اور سچی اور جھوٹی روح کی پرکھ بھی بتائی ہے (۱) (استثنا ۱۸: ۲۰ سے ۲۲)

(۲) تم اُن کے پھلوں سے پہچانو گے (متی ۷: ۱۵ سے ۱۸)۔ مسیح کے بعد نبیوں کی شناخت میں یہ ایک نشان بھی ایزاد کیا گیا (۱ یوحنا ۴: ۱ سے ۳)

۲۲۴۔ شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ اِس لئے یہ قرآن شاعروں کا بنایا ہوا نہیں

۲۲۵۔ شاعر تو دیوانوں کی طرح سرگرداں رہتے ہیں۔ اور اُن کا کوئی خاص مقصد اور غایت نہیں اور وہ

۲۲۶۔ ایسی باتیں کہتے ہیں۔ جن پہ وہ عمل نہیں کرتے!

۲۲۷۔ البتہ اِن میں مستثنیٰ بھی ہیں۔

۴۸۔ سورہ نمل

سورہ ۲۷

سشرح۔ اِس سورہ کا نام اُس لفظ سے لیا گیا جس کا ذکر آیت ۱۸ میں آیا ہے۔ عام طور پر اِس کے معنی "چیونٹی" ہیں لیکن محمد علی نے اِسے ایک قبیلہ کا نام بنایا ہے۔ لیکن ثبوت پیش نہیں کیا۔

مضمون۔ تقریباً وہی ہے جو سورہ ۲۶ کا تھا اور اِس کے نزول کا وقت بھی وہی ہوگا۔

تقسیم ۱۔ موسیٰ کی بلاہٹ ۱ سے ۱۴

۲۔ سلیمان کی تاریخ ۱۵ سے ۴۴

۳- صالح اور لوط کا بیان ۴۵ سے ۵۸

۵- ایمانداروں کو برکت ۵۹ سے ۶۶

۶- قیامت ۶۷سے ۸۲

۷- مخالفوں کی تباہی ۸۳سے ۹۳

۱- ط۔س۔ زبور ۱۱۹: ۶۵ سے ۷۲ تک کو نام ط دیا گیا۔ جس کی پہلی آیت یہ ہے۔ اے خداوند تو نے اپنے کلام کے مطابق اپنے بندے سے بھلائی کی ہے اور س میں (آیت ۱۱۳) ہیں لکھا ہے" مجھے دودلوں سے نفرت ہے۔ پر تیری شریعت سے محبت رکھتا ہوں۔

چونکہ اس سورہ کے شروع میں کتاب خدا کا ذکر ہے اس لئے اِن دو مقامات کا حوالہ دیا گیا۔ آیات القرآن وکتاب مبین یعنی الکتاب بائیبل کا یہ خلاصہ ہے جو مومنوں کی ہدایت کیلئے پیش کیا جاتا ہے

۲- مومنین کی تعریف یہ کی گئی۔ جو دعا مانگتے۔ خیرات دیتے اور آئندہ کی زندگی پر ایمان لاتے ہیں

۴- جو عاقبت یا آخرت وقیامت کو نہیں مانتے۔ جیسے صدوقی نہیں مانتے تھے اور جنہوں نے خداوند مسیح کے سامنے بھی قیامت کے بارے میں مشکل پیش کی۔ متی ۲۲: ۲۳ ذ مرقس ۱۲: ۱۸ ذ لوقا ۲۰: ۲۷

۶- مقابلہ کرو سورہ الشعرا کی شرح جہاں قرآن کے وحی کئے جانے کا ذکر ہے۔

۷ سے ۹۔ اللہ کا ظہور آگ اور جھاڑی میں ہے۔ ایسا ہی اُس کا ظہور آسمان و زمین اور ان کی ہر شے میں ہے اور انسانیت میں یہ ظہور سب سے اعلےٰ اور کامل انسان میں اس کا ظہور کامل ہے۔ کسی نے کہا ہے۔ کہ ہر پتے میں ہے پتا اُس کا ۔ ۔ آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتے ہیں۔ ۔ ۔ (زبور ۱۹: ۱ وغیرہ)

۹- دیکھو خروج ۴: ۱ سے ۴

۱۱- نبیوں سے بھی گناہ سرزد ہو سکتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ و حضرت ابراہیم سے۔

۱۲- دیکھو خروج ۴ باب ۵ سے ۷ تک

نو معجزے۔ اِن دو معجزوں کے سوا بائیبل میں دس دیگر آفتوں کا ذکر آیا ہے جو مصر میں دکھائی گئیں۔

۱۲ سے ۱۴۔ سورہ الشعرا اور دیگر مقامات میں اِس کا ذکر ہو چکا۔

۱۵- داؤد اور سلیمان کا بیان۔

پرندوں کی بولی جاننا غالباً اسلاطین ۴: ۳۳ ذ ۵: ۱۳ سے لیا گیا ا:ا. یہودیوں کے قصوں میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ چونکہ سلیمان نے درختوں ۔ ۔ ۔ اور پرندوں کا احوال کہا۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا

کہ وہ پرندوں کی زبان جانتے تھے (دیکھو محمد علی صاحب کی شرح ۱۸۴۴)

۱۷- سلیمان کا لشکر. جنات (سورہ ۲۱۵: ۸۱و ۸۲ ؤ ۳۴: ۱۱ و ۱۲ ؤ ۳۰: ۳۹ ۳۵) آستر کی کتاب کا جو دوسرا تارگم (یعنی ترجمہ با تفسیر) ہے اُس میں یہ ذکر ہے "

مختلف قسم کے جنات اور بدروحیں اس کے تابع تھیں"۔ جیسا ذکر ہوا یہ واعظ ۲: ۸ کی غلط تفسیر پر مبنی ہے۔

۱۸ اور ۱۹- چیونٹیوں کا قصہ امثال ۶: ۶ سے ۹ پر مبنی ہے اور اسی قسم کا قصہ تالمود میں پایا جاتا ہے۔ (۵۰ ۱ و 149 p Al Islam) اس کا ذکر ہم شروع میں کر چکے کہ محمد علی نے اس لفظ سے ایک قبیلہ مراد لیا۔

۲۰ سے ۲۸۔ ہدہد کا قصہ عربوں میں مشہور تھا۔ دیکھو Zakikhat Elchola Ja p91

۲۹ سے ۴۴۔ ملکہ سبا کا قصہ تقریباً ایسا ہی آستر کی کتاب کے دوسرے تارگم میں پایا جاتا ہے

۴۵ سے ۵۳۔ ثمود اور صالح کا قصہ جو پہلے آچکا ہے یہاں دہرایا گیا۔

۵۶ سے ۶۰۔ لوط کا قصہ

۶۱ سے عام بیان ہے خدا کے خالق ہونے کا۔

مقابلہ کرو۔ زبور ۳۳: ۱۷ؤ ۱۰۷: ۶ و ۲۳ سے لیکر۔

۶۷۔ دیکھو ایوب ۱۹: ۲۵ و ۲۶

۷۵۔ کتاب واضح۔ وہ آسمانی کتاب جس میں سب کے احوال لکھے ہیں۔

۷۶- بنی اسرائیل میں جو اختلافات تھے۔ اُن میں قرآن نے اپنا فیصلہ دیا۔ مثلاً بعض یہودی فرقے مثلاً صدوقی قیامت کے۔ روح کے۔ فرشتوں کے قائل نہ تھے ان پر قرآن نے خداوند مسیح کی طرح فیصلہ دیا کہ قیامت ہوگی۔ روح بھی ہے اور فرشتے بھی ہیں۔

اسی طرح عرب میں بعض بدعتی مسیحی فرقے۔ مقدس مریم کو ملکہ آسمانی کہہ کر اُس کو درجہ الوہیت میں شمار کرتے تھے۔ بعض لوگ مسیح کو محض خدا مانتے تھے اور اس کی انسانیت کے قائل نہ تھے اور بعض محض انسانیت کے قائل تھے اور اس کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ اس میں قرآن نے یہ فیصلہ دیا کہ مقدس مریم مبارک عورت اور پاکیزہ سیرت تھیں۔ لیکن الوہیت کا درجہ نہ رکھتی تھیں اسی طرح مسیح انسان بھی تھا اور کلمہ خدا بھی تھا جیسا کہ اناجیل نے ظاہر کیا۔

۸۰ و ۸۱۔ مُردوں کو کچھ علم نہیں۔ خواہ وہ جسم کے طور پر مُردہ ہوں۔ خواہ روحانی طور پر (مقابلہ

کرو متی ۱۱: ۲ سے ۶

۸۲۔ ایک جانور یا حیوان۔ دَابَّۃً مِن الاَرض۔ دیکھو مکاشفہ ۱۳: ۱۱ سے ۱۸ جہاں اِس حیوان کا مفصل حال ہے۔ جس کے ذریعے بڑے بڑے نشان اور معجبتیں آتی ہیں۔

۸۶۔ رات۔ زبور ۴۲: ۸

۸۷۔ صور۔ ۱ تھسلنیکے ۴: ۱۶ ذ اکرنتھی ۱۵: ۵۲۔ متی

۸۸۔ پہاڑ۔ ۲ پطرس ۳: ۱۰ ذ مکاشفہ ۶: ۱۴ ذ ۱۶: ۲۰

۹۰ سے ۹۳۔ محمد صاحب کا فرض۔ محمد صاحب متکلم ہیں۔

۴۹۔ سورۃ القصص

سورہ ۲۸

شرح کہتے ہیں کہ جب محمد صاحب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو اس وقت مقام جاحفہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ بعضوں کی رائے ہے کہ صرف آیت ۸۵ اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جس میں ذکر ہے کہ وہ فتحمندانہ مکہ کو لوٹیگا۔ بقول محمد علی صاحب یہ صحیح رائے معلوم ہوتی ہے دیکھو سورہ ۲۶ کا دیباچہ۔

مضمون موسیٰ کی سوانحعمری اس کی پیدائش سے لیکر اس وقت تک کہ جب وہ اسرائیلیوں کو مصر سے باہر نکال لے گئے۔ اِس بیان میں بعض باتیں ایسی ہیں جو پہلے بیانوں میں پائی نہیں جاتیں اِس بیان کے ظاہر کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس پیغمبر کے ظاہر ہونے کی خبر حضرت موسیٰ نے دی تھی کہ وہ موسیٰ کی مانند ہوگا وہ میں ہوں۔

۱۔ طٰہٰ۔ سم۔ م۔ زبور ۱۱۹۔ طہ میں لکھا ہے "اے خداوند تونے اپنے کلام کے مطابق اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کی ہے"۔ اور سؔ میں لکھا ہے" تیری شریعت سے محبت رکھتا ہوں اور مؔ میں لکھا ہے"۔ آہ میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں"۔ جس کلام خدا کی یہ تعریف آئی ہے اُس میں سے چند آیتیں اس سورہ میں بیان کی گئی ہیں۔ اور اُن میں سے ایک قصہ موسیٰ اور فرعون کا ہے۔ جو توریت شریف میں مندرج ہے۔ اس کا خلاصہ اِس سورہ میں دیا گیا۔

۴۔ فرعون بڑھ چڑھ رہا تھا۔ فرعون کسی خاص بادشاہ کا نام نہ تھا۔ بلکہ مصر کے بادشاہوں

کا لقب تھا۔ مصر کا ہر ایک بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔
کیوں اِس فرعون نے بنی اسرائیل سے دشمنی کی۔ اس کی وجہ یا تو بائیبل سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یا تاریخ سے۔ جس فرعون نے یوسف کو ایسی عزت دی تھی اُس پر ایک دوسرا بادشاہ غالب آیا اور اس کی جگہ بادشاہ ہو گیا یہ بادشاہ بنی اسرائیل سے دشمنی رکھتا تھا۔ کیونکہ پہلے فرعون نے ان کی اور یوسف کی بڑی مدد کی تھی اور اس موجودہ فرعون کو اندیشہ تھا۔ کہ کہیں بنی اسرائیل پہلے فرعون کی اولاد کی حمایت نہ کریں۔ اس لئے ان کو ظلم سے اور لڑکوں کے مروانے کے ذریعہ کمزور کرنا چاہا۔ چنانچہ خروج ۱: ۸ سے ۲۲ میں لکھا ہے "مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا۔ جو یوسف کو نہیں جانتا تھا۔ ۔ ۔"

۵۔ بیٹوں کا مروانا (خروج ۱: ۱۵ و ۱۶)

۶۔ فرعون اور ہامان۔ ہامان کا نام کہ وہ فرعون کا عہدہ دار یا وزیر تھا۔ بائیبل میں پایا نہیں جاتا۔ البتہ وہ اخسویرس شاہ ایران کا وزیر تھا جس نے یہودیوں کے قتل کا منصوبہ باندھا تھا۔ دیکھو آستر کی کتاب۔

۷۔ موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی بھیجی۔ اِس وحی کے طریقے کا ذکر قرآن کے دوسرے مقامات اور بائیبل میں یہ آیا ہے۔ کہ موسیٰ کی ہمشیرہ مریم کے کہنے سے فرعون کی بیٹی نے والدہ موسیٰ کو کہا کہ "تو اس بچے کو لے جا کر میرے لئے دودھ پلا" خروج ۲: ۹ و ۱۰) اور مقابلہ کرو عبرانی ۱۱: ۲۳ سے)

۸ و ۹۔ "فرعون کے لوگوں نے" یہ بیان بائیبل سے کچھ متفرق ہے دیکھو خروج ۲: ۵ سے ۱۰۔ غالباً۔ یہ قصہ محمد صاحب کے ایام میں عربوں میں اِسی طرح پایا جاتا ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں مندرج ہے۔ غرض سامعین کو ہدایت پر لانا ہے۔ اِس لئے جس طرح وہ قصہ ان میں مشہور تھا۔ ویسا ہی اُن کو سنایا گیا۔

۱۰ سے ۱۲۔ یہ قصہ بھی کہ موسیٰ نے کسی دوسری عورت کا دودھ پینا نہ چاہا۔ عربوں میں مشہور ہوگا

۱۴۔ موسیٰ کی تعلیم و حکمت کا ذکر اعمال ۷: ۱۹ سے ۲۴ میں آیا ہے۔

۱۵۔ ایک مصری کو قتل کیا (خروج ۲: ۱۱ و ۱۲) پھر اپنے گناہ کا اقرار کیا۔

۱۶ و ۱۷۔ خدا سے معافی۔

۱۸ و ۱۹۔ مقابلہ کرو (خروج ۲: ۱۳ سے ۱۵)

۲۰ سے ۲۳۔ مدیان کے کنوئیں پر (خروج ۲: ۱۶ سے ۱۸)۔ بائیبل میں سات بیٹیوں کا ذکر ہے اور قرآن میں دو بیٹیوں کا۔ شاید وہ دو سرکردہ اور متکلم ہوئی ہونگی۔

۲۴و۲۵۔خروج ۲: ۱۹سے ۲۲)

۲۶و۲۷۔ موسیٰ کی شادی (خروج ۲: ۲۲)۔مزدوری مقرر کرنے کا ذکر بائیبل میں نہیں۔ یعقوب کے قصے میں مزدوری مقرر کرنے کا ذکر ہے۔کہ لابن نے یعقوب سے اپنی بیٹی کی شادی اِس شرط پر کی تھی کہ وہ دس سال اُس کی خدمت کرے۔شاید موسیٰ کے ساتھ بھی یہی شرط ٹھیری ہو۔اور خروج ۲: ۲۱میں اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

۲۸۔مدت کے پورا ہونے پر موسیٰ مدیان سے روانہ ہوا (خروج ۳: ۱)اِن دونوں بیانوں میں ظاہرا یہ فرق ہے کہ موسیٰ جب اپنے سسُر سے رخصت ہو کر روانہ ہوًا۔ توخدا سینا پر جھاڑی میں نمودار ہؤا بائیبل میں یہ مذکور ہے کہ موسیٰ اپنے سسُر کی بھیڑ بکریاں چراتا ہؤا اُس طرف سے گذرا تو خدا ظاہر ہؤا (خروج ۳: ۲ سے)۔ اِس رویا دیکھنے کے بعد از روئے بائیبل وہ اپنے خسُر یترو کے پاس گیا اور مصر میں جانے کی اجازت مانگی۔(خروج ۴: ۱۸)

۳۱ سے ۳۵۔مفصل بیان خروج ۳ میں آیا ہے (خروج ۵: ۱سے ۹)

۳۸ سے ۳۹۔بہت مختصر بیان ہے (مقابلہ کرو (خروج ۵ سے لیکر ۱۴: ۱۵ تک)۔ البتہ ہامان سے جو کلام فرعون نے کیا (آیت ۳۸) وہ بائیبل میں نہیں۔ عربی قصوں میں ضرور ہوگا۔

۴۰و۴۲۔ مقابلہ کرو خروج ۱۴: ۱۵سے ۳۱ تک۔یاد رکھئے کہ یہ وعظ ہے نہ تاریخ اِس لئے تفصیل کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

۴۴ سے ۴۷۔ محمد صاحب سے خطاب ہے۔

۴۸۔مکے کے مشرکوں کا اعتراض کہ موسیٰ کی طرح محمد صاحب کو معجزے کیوں نہ ملے۔ جواب یہ دیا گیا۔کہ وہ لوگ موسیٰ کی کتاب پر بھی ایمان نہ لائے اور نہ محمد صاحب کے پیغام پہ اور اِن دونوں کو وہ جادو سے منسوب کرتے تھے۔یہی جواب ایسے سوال کا حضرت مسیح نے دیا تھا (لوقا ۱۶: ۳۱)

۴۹و۵۰۔ یہ دعویٰ اہل مکہ کے سامنے پیش کیا کہ وہ اِن دونوں کتابوں سے بہتر کوئی کتاب دکھائیں

۵۲۔غالباً بعض اہل یہود ایمان لائے ہونگے۔کیونکہ وہ مسیح کی آمد کے منتظر تھے توحید کے قائل تھے۔بُت پرستی سے متنفر تھے۔اور کسی ایسے زبردست کے ساتھ ملنا چاہتے تھے۔جو ملکی طور پہ اُن کی مدد کرے

۵۱۔کیونکہ قرآن کے جو قصے ان کو سنائے گئے وہ ان کی مقدس کتاب اور ان کی احادیث کے

مطابق تھے۔ اِس لئے وہ اُس حصہ قرآن کو مانتے ہونگے۔ جو اُس وقت تک انہوں نے سُنا تھا۔

۵۴۔ نیکی سے بدی کا دفعیہ۔ غالباً نیکی سے یہاں محبت مراد ہے جس کا ایک جزخیرات ہے (۱ پطرس ۸:۴) محبت بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالتی ہے "

"خرچ کرتے ہیں" یعقوب ۱: ۲۷

۵۵۔ مقابلہ کرو ۲ تیمتھس ۲: ۲۳ و ۲۴

۵۶۔ "جس کو جانتا ہے" (یوحنا ۶: ۴۴)

۵۷۔ قریش کی ایذارسانی کے باعث مسلمان ابی سینا کو ہجرت کر گئے تھے۔ اِس سے دیگر لوگوں کو اندیشہ ہُوا کہ اگر وہ بھی مسلمان ہوئے۔ تو اُن کو اپنے گھروں اور عُہدوں سے نکل کر جلا وطن ہونا پڑیگا۔ ان کے جواب میں خدا نے کہا۔ کہ جہاں وہ مسلمان ہجرت کر کے گئے ہیں وہ بھی تو حرم جگہ اور رزق اور پھلوں کی جگہ ہے۔ اِس لئے یہاں مکہ کا ذکر نہیں بلکہ ابی سینا کا ذکر ہے۔

۵۸۔ بے ایمانوں کے گھر اُجڑ جاتے ہیں۔

۵۹۔ لیکن ان بستیوں کو برباد کرنے سے پیشتر خدا پیغمبر کے ذریعہ ان کو آگاہ کرتا ہے۔

۶۰۔ اِس دنیا کا مال عاقبت کی نعمتوں کی نسبت کہیں ادنےٰ ہے۔ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۱: ۲۴ سے ۲۷ و ۱۳ سے ۱۶۔

۶۱ سے ۷۴۔ عام وعظ ہے۔

۷۵۔ مقابلہ کرو۔ یسعیاہ ۴۵: ۲۰ سے ۲۵

۷۶ سے ۸۲۔ قارون کا قصہ۔ مقابلہ کرو گنتی ۱۶: ۱ سے ۳۵

قارون کے خزانوں کا ذکر یہودی قصوں میں پایا جاتا ہے (Judaism & Islam p.129) مثلاً ایک قصہ میں ذکر ہے کہ "یوسف نے تین خزانے مصر میں دفن کئے تھے جن میں سے ایک کا حال قورح کو معلوم ہو گیا۔ قورح اور قارون ایک ہی شخص کا نام ہے۔ اِس کی دولت پہ یہ مثل صادق آتی ہے (وعظ ۵: ۱۲) اور اُس کے خزانے کے کمروں کی کنجیاں تین سو سفید خچریں اُٹھاتی تھیں"۔ طالمود میں یہ بھی لکھا ہے کہ دولت پر اُسے بہت گھمنڈ تھا اور لوگوں کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آتا اور اس کو قران نے ایک عمدہ طریقے سے پیش کیا۔

۸۳۔ آخرت کے مالک فروتن ہونگے اور کسی گھمنڈی کو بہشت میں جگہ نہ ملے گی۔ (زبور ۱۰۱: ۵ سے ۸ و یعقوب ۴: ۶ و ۱ پطرس ۵: ۶)

۲۴ و ۲۵۔ خروج ۲: ۱۹ سے ۲۲)

۲۶ و ۲۷۔ موسیٰ کی شادی (خروج ۲: ۲۲)۔ مزدوری مقرر کرنے کا ذکر بائیبل میں نہیں۔ یعقوب کے قصے میں مزدوری مقرر کرنے کا ذکر ہے۔ کہ لابن نے یعقوب سے اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کی تھی کہ وہ دس سال اُس کی خدمت کرے۔ شاید موسیٰ کے ساتھ بھی یہی شرط ٹھیری ہو۔ اور خروج ۲: ۲۱ میں اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

۲۸۔ مدت کے پورا ہونے پر موسیٰ مدیان سے روانہ ہوا (خروج ۳: ۱) اِن دونوں بیانوں میں ظاہرا یہ فرق ہے کہ موسیٰ جب اپنے سسر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ تو خدا سینا پر جھاڑی میں نمودار ہوا بائیبل میں یہ مذکور ہے کہ موسیٰ اپنے سسر کی بھیڑ بکریاں چراتا ہوا اُس طرف سے گذرا تو خدا ظاہر ہوا (خروج ۳: ۲ سے)۔ اِس رویا دیکھنے کے بعد از روئے بائیبل وہ اپنے خسر یترو کے پاس گیا اور مصر میں جانے کی اجازت مانگی۔ (خروج ۴: ۱۸)

۳۱ سے ۳۵۔ مفصل بیان خروج ۳ میں آیا ہے (خروج ۵: ۱ سے ۹)

۳۸ سے ۳۹۔ بہت مختصر بیان ہے (مقابلہ کرو (خروج ۵ سے لیکر ۱۴: ۱۵ تک)۔ البتہ ہامان سے جو کلام فرعون نے کیا (آیت ۳۸) وہ بائیبل میں نہیں۔ عبری قصوں میں ضرور ہوگا۔

۴۰ و ۴۲۔ مقابلہ کرو خروج ۱۴: ۱۵ سے ۳۱ تک۔ یاد رکھئے کہ یہ وعظ ہے نہ تاریخ اِس لئے تفصیل کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

۴۳ سے ۴۷۔ محمد صاحب سے خطاب ہے۔

۴۸۔ مکے کے مشرکوں کا اعتراض کہ موسیٰ کی طرح محمد صاحب کو معجزے کیوں نہ ملے۔ جواب یہ دیا گیا۔ کہ وہ لوگ موسیٰ کی کتاب پر بھی ایمان نہ لائے اور نہ محمد صاحب کے پیغام پر۔ اور اِن دونوں کو وہ جادو سے منسوب کرتے تھے۔ یہی جواب ایسے سوال کا حضرت مسیح نے دیا تھا (لوقا ۱۶: ۳۱)

۴۹ و ۵۰۔ یہ دعوٰی اہل مکہ کے سامنے پیش کیا کہ وہ اِن دونوں کتابوں سے بہتر کوئی کتاب دکھائیں

۵۲۔ غالباً بعض اہل یہود ایمان لائے ہونگے۔ کیونکہ وہ مسیح کی آمد کے منتظر تھے توحید کے قائل تھے۔ بُت پرستی سے متنفر تھے۔ اور کسی ایسے زبردست کے ساتھ ملنا چاہتے تھے۔ جو ملکی طور پر اُن کی مدد کرے

۵۱۔ کیونکہ قرآن کے جو قصے ان کو سنائے گئے وہ ان کی مقدس کتاب اور ان کی احادیث کے

مطابق تھے۔ اِس لئے وہ اُس حصہ قرآن کو مانتے ہونگے۔ جو اُس وقت تک انہوں نے سُنا تھا۔

۵۴۔ نیکی سے بدی کا دفعیہ۔ غالباً نیکی سے یہاں محبت مراد ہے جس کا ایک جز خیرات ہے (۱ پطرس ۸:۴) محبت بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالتی ہے "۔

" خرچ کرتے ہیں " یعقوب ۱: ۲۷

۵۵۔ مقابلہ کرو ۲ تیمتھس ۲: ۲۳ و ۲۴

۵۶۔ " جس کو چاہتا ہے "۔ (یوحنا ۶: ۴۴)

۵۷۔ قریش کی ایذا رسانی کے باعث مسلمان ابی سینا کو ہجرت کر گئے تھے۔ اِس سے دیگر لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ اگر وہ بھی مسلمان ہوئے۔ تو اُن کو اپنے گھروں اور عہدوں سے نکل کر جلا وطن ہونا پڑیگا۔ ان کے جواب میں خدا نے کہا۔ کہ جہاں وہ مسلمان ہجرت کرکے گئے ہیں وہ بھی تو حرم جگہ اور رزق اور پھلوں کی جگہ ہے۔ اِس لئے یہاں مکہ کا ذکر نہیں بلکہ ابی سینا کا ذکر ہے۔

۵۸۔ بے ایمانوں کے گھر اُجڑ جاتے ہیں۔

۵۹۔ لیکن ان بستیوں کو برباد کرنے سے پیشتر خدا پیغمبر کے ذریعہ ان کو آگاہ کرتا ہے۔

۶۰۔ اِس دنیا کا مال عاقبت کی نعمتوں کی نسبت کہیں ادنےٰ ہے۔ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۱: ۲۴ سے ۲۷ و ۱۲ سے ۱۶۔

۶۱ سے ۷۴۔ عام وعظ ہے۔

۷۵۔ مقابلہ کرو۔ یسعیاہ ۴۵: ۲۰ سے ۲۵

۷۶ سے ۸۲۔ قارون کا قصہ۔ مقابلہ کرو گنتی ۱۶: ۱ سے ۳۵

قارون کے خزانوں کا ذکر یہودی قصوں میں پایا جاتا ہے (Judaism & Islam p.129) مثلاً ایک قصہ میں ذکر ہے کہ " یوسف نے تین خزانے مصر میں دفن کئے تھے جن میں سے ایک کا حال قورح کو معلوم ہو گیا۔ قورح اور قارون ایک ہی شخص کا نام ہے۔ اِس کی دولت پر یہ مثل صادق آتی ہے (وعظ ۵: ۱۲) اور اُس کے خزانے کے کمروں کی کنجیاں تین سو سفید خچریں اُٹھاتی تھیں "۔ طالمود میں یہ بھی لکھا ہے کہ دولت پر اُسے بہت گھمنڈ تھا اور لوگوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا اور اِسی کو قرآن نے ایک عمدہ طریقے سے پیش کیا۔

۸۳۔ آخرت کے مالک فروتن ہونگے اور کسی گھمنڈی کو بہشت میں جگہ نہ ملے گی۔ (زبور ۱۰۱: ۵ سے ۸ ؛ یعقوب ۴: ۶ ؛ ۱ پطرس ۵: ۶)

۸۴۔ مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۱: ۱۰ و ۲۲: ۱۵

۸۶۔ عربوں پر بڑی مہربانی ہوئی کہ ان کی زبان میں کتاب ان کے پاس بھیجی گئی۔

۸۸۔ پہلا موسوی حکم "میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا" خروج ۲۱: ۲)
"فنا ہونے والی" عبرانی ۱: ۱۱ و ۱۲

۵۰۔ سورہ بنی اسرائیل

سورہ ۱۷

وجہ تسمیہ۔ قوم اسرائیل کی مختصر تاریخ اس سورہ میں درج ہے۔ اس لئے اس کا نام بنی اسرائیل رکھا گیا۔ شروع میں معراج کا ذکر ہے۔

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی۔ البتہ آیات ۱۲ و ۳۳ سے ۱۳۴ و ۷۵ ۔ ۲ ۸ و ۷ ۸ جن میں ذکر ہے کہ قریش محمد صاحب کو مکہ سے نکالا چاہتے تھے۔ مدینہ میں نازل ہوئیں بعضوں کی رائے کے مطابق۔ معراج کی آیات غالباً ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے نازل ہوئیں۔ اور باقی آیات شاید اس سے بہت پہلے۔ مکہ کے آخری حصے کی پہلی سورتوں میں سے ہوگی۔

تقسیم۔ ۱۔ بنی اسرائیل کو سزا ۱ سے ۱۰

۲۔ ہر کام کا بدلہ ۱۱ سے ۲۰

۳۔ اخلاقی احکام ۲۱ سے ۴۰

۴۔ بے ایمان زیادہ سخت ہوتے جاتے ہیں ۴۱ سے ۵۲

۵۔ سزا ضرور ملے گی ۵۳ سے ۶۰

۶۔ شیطان راستبازوں کا مخالف ۶۱ سے ۷۰

۷۔ محمد صاحب کی مخالفت ۷۱ سے ۷۷

۸۔ صداقت کے سامنے جھوٹ قائم نہ رہے گا ۷۸ سے ۸۴

۹۔ قرآن ایک معجزہ ہے ۸۵ سے ۹۳

۱۰۔ خفیف عذر ۹۴ سے ۱۰۰

۱۱۔ موسیٰ کی آگاہی کے ساتھ مقابلہ ۱۰۱ سے ۱۱۱

۱۔ جیساکہ ذکر ہوا یہ معراج کی آیات ہجرت سے ایک دو سال پہلے نازل ہوئیں۔ لیکن مابعد آیات اِس سے بہت پہلے نازل ہوئیں ہونگی (دیکھو محمد علی صاحب کا ترجمہ۔ اِس سورہ کے دیباچہ میں) چونکہ باقی مضمون اِس سورہ کا متفرق ہے سو یہ آیات اپنے قرینے میں نہیں۔ یہ سفر غالباً رویا میں ہوا۔ مسجد حرام سے مکہ کی مسجد مراد ہے۔ مسجد اقصیٰ سے یروشلم کی ہیکل یا مسجد۔ محمد علی صاحب کا خیال ہے۔ کہ اس میں اشارہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ہے جو رات کے وقت اختیار کی گئی۔

بہرحال خواہ معراج ہو یا محض رویا ہو یہ اس امر کو واضح کرتی ہے کہ محمد صاحب اِن دنوں یروشلم کے حج کی خواہش رکھتے ہونگے۔ جو حالت رویا میں پوری ہوئی۔

۱۔ بقول واقدی یہ رویا ۱۷ ربیع الاول کو ہجرت سے دو سال پہلے دکھائی گئی۔ اِس ہیکل کی برکتوں کا ذکر حضرت سلیمان کی دعا میں پایا جاتا ہے کہ جو دعا اُس کی جانب منہ کرکے مانگی جائے۔ خدا کے کان اُس دعا کے سُننے کو کھلے رہیں گے (۲ تواریخ ۶: ۱۲ سے ۱۴) پھر جو جواب خدا نے سلیمان کی دعا کا دیا (۲ تواریخ ۷: ۱۲ سے ۲۲)

۲۔ سورہ کا اصل مضمون یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

موسیٰ کو کتاب دی (یوحنا ۱: ۱۷)۔ خاصکر دس احکام جن میں پہلا حکم یہ تھا۔ کہ "تو میرے حضور کسی دوسرے کو خدا نہ جاننا"

۳۔ "نوح کے ساتھ" پیدائش ۷: ۷ و ۹: ۱

۴۔ "دو دفعہ فساد کروگے"۔ مولانا محمد علی نے سورہ ۵: ۸ کے حوالے سے یہ ظاہر کیا کہ اِن دو فسادوں اور ان کی سزا کا ذکر ایک تو حضرت داؤد نے کیا تھا اور ایک خداوند یسوع نے کہ یروشلم برباد ہوگا۔ چنانچہ یروشلم دو دفعہ برباد ہُوا۔ پہلی دفعہ بابل کے بادشاہ نے برباد کیا اور دوسری دفعہ رومیوں نے اس کی خبر یسوع نے دی متی ۲۳: ۳۸ و ۲۱: ۲۴۔ اہل بابل کے ذریعہ بربادی کی خبر داؤد نے تو نہیں دی تھی لیکن یسعیاہ و یرمیاہ نبیوں نے۔ یسعیاہ ۳۹: ۵ سے ۷ و یرمیاہ ۲۵: ۸ سے ۱۲۔

۵۔ پہلے کا وقت یعنی بابل کے ذریعہ یروشلم کی بربادی ۵۸۶ء ق۔م۔

۶۔ میں یہودیوں کے واپس آنے اور زروبابل کے ماتحت ہیکل کے دوبارہ تعمیر کرنے کا ذکر ہے

۷۔ طیطس کے ذریعہ یروشلم کی تباہی ۷۰ء

۸۔ اگر تم پھروگے ..." ملاکی ۳: ۷ لفظ بہ لفظ اقتباس ہے۔

۱۱- "بہتری کی . . ." مقابلہ کرو یعقوب ۳: ۱۰ سے ۱۲

۱۲- رات سے جہالت اور بے ایمانی مراد ہے اور دن سے جہالت کا دور ہونا - دیکھو رومیوں ۱۳: ۱۲ و ۱۳ و مکاشفہ ۲۲: ۲۵

"برسوں کی گنتی" دیکھو حضرت داؤد کی دعا زبور ۹۰: ۱۲ ہم کو اپنے دن گننا سکھا" ایسا کہ ہم دانا دل حاصل کریں -

۱۳- "برائی بھلائی" یعنی ہر ایک کام - عربی لفظ طائر کے لفظی معنی پرندے کے ہیں - عرب لوگ پرندوں کے پرواز سے سعد و نحس کا شگون لیتے تھے - اِس لئے شاید اس لفظ سے نیک و بد اعمال مراد لی گئی - لیکن آگے چل کر بتا دیا گیا کہ یہ سارے اعمال ایک کتاب میں لکھے جاتے ہیں - اور روز عدالت کو یہ کتاب ان کے سامنے رکھ دی جائیگی -

۱۴- ہر شخص اس روز اپنے اعمال دیکھ لے گا -

۱۵- کوئی دوسرے کے بوجھ کو - یعنی روز عدالت کے دِن (مکاشفہ ۲۰: ۱۳ و ۲۲: ۱۱)

۱۶- خدا کا عام قانون - دیکھو استثنا کی کتاب ۱۳ و ۲۳ و ۳۳ باب میں اِس قانون کا مفصل بیان ہے -

۱۷- نوح کے بعد جو جو قومیں برباد ہوئیں دیکھو پیدائش ۱۱ باب وغیرہ

۱۸ سے ۲۰ - عام بیان

۲۱- آخرت کی برکتیں دنیا کی برکتوں سے اعلیٰ ہیں (اکرنتھی ۳: ۹)

۲۳- دیکھو پہلا حکم (خروج ۲۰: ۳)

۲۴ و ۲۵- والدین کی عزت پانچواں حکم (خروج ۲۰: ۱۲

بوڑھوں کی عزت - احبار ۱۹: ۳۲

۲۶- رشتہ دار - غریب اور مسافر کا حق (تھسلنیکیوں ۵: ۱۰ و ۴ و ۵ و عبرانی ۱۳: ۱ و یعقوب ۱: ۲۷)

۲۷- فضول خرچ - لوقا ۱۵: ۱۳

۲۸- اعتدال سے کام لو - (فلپیوں ۴: ۵)

۳۰- اولاد کا قتل (احبار ۱۸: ۲۱ و ۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و یرمیاہ ۳۲: ۳۵) - عربوں میں دستور تھا کہ بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے - ہندوؤں میں دستور تھا - کہ بچوں کو گنگا میں ڈوبا دیتے تھے یہ سب گناہ میں داخل تھا -

۳۲- زنا۔ دیکھو ساتواں حکم (خروج ۲۰: ۱۱ و متی ۵: ۲۷ سے ۳۲)

۳۳- خون ناحق۔ چھٹا حکم (خروج ۲۰: ۱۳۔ متی ۵: ۱۲)

قصاص کا حکم۔ گنتی ۳۵: ۱۳ سے ۳۴ و خروج ۲۱: ۲۳ سے ۲۵ و متی ۵: ۳۸ سے ۴۲)

۳۴- یتیم کے حقوق۔ (یعقوب ۱: ۲۷)

عہد کو پورا کرو (متی ۵: ۳۳)

۳۵- پورا ناپو۔ (احبار ۱۹: ۳۶ و استثناء ۲۵: ۱۵ و امثال ۱۱: ۱ و استثناء ۲۵: ۱۳ و امثال ۲۰: ۱۰ و میکہ ۶: ۱۱)

۳۶- دیکھو استثناء ۲۹: ۲۹ و افسیون ۵: ۱۵ و ۱۶

۳۷- اکڑ کر نہ چلو۔ (یسعیاہ ۲: ۱۱ و امثال ۱۶: ۱۸ و یعقوب ۴: ۶ و ۱پطرس ۵: ۶

- - - - - - - - - - - - - - - - -

۳۸- یہ معقول باتیں ہیں جو دی گئیں۔

۴۰- عربوں کے مشہور معبود لات۔ عزیٰ ومنات دیویاں تھیں۔ جو خدا کی بیٹیاں کہلاتی تھیں اِس لئے عربوں پر یہ الزام لگایا گیا۔ اور ان کو آگاہ کیا کہ خدا سے بیٹیاں منسوب کرنا بڑی بات ہے۔

۴۲- خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود شامل نہیں۔

۴۳- خدا اِن سب سے بالاتر ہے۔

۴۴- مقابلہ کرو۔ زبور ۱۹: ۱ سے ۶

ساتواں آسمان (سورہ ۲: ۲۷ و ۱۷: ۴۶ و ۲۳: ۸۸ و ۴۱: ۱۱ و ۶۵: ۱۲ و ۶۷: ۳ و ۷۱: ۱۴)

ایک مقام میں یہ سات آسمان سات قلعے (سبع شداد) کہلاتے ہیں اور ایک دوسرے مقام میں سات راستے (سبع طرائق)۔ یہودیوں کی کتاب طالمود میں بھی ایسا ہی ذکر ہے۔

۴۴- بڑا ہی تحمل کرنے والا (خروج ۳۴: ۶ و ۷)

۴۵- پردہ (۲ کرنتھی ۳: ۱۵)

۴۶- اِن کے دِلوں پر غلاف (یسعیاہ ۶: ۱۰ و یرمیاہ ۵: ۲۸)۔

(الہیاں مکہ قرآن کو سن کر بھاگ جاتے۔ یعنی اس سے نفرت کرتے ہیں۔

۴۷ و ۴۸- اُن کی نیت خراب ہے۔ محمد صاحب پر الزام لگاتے کہ اُس پر کسی نے جادو کر دیا تھا

۴۸- قیامت پر شک کرتے ہیں۔

۴۹ سے ۵۲ ۔ جواب

۵۲- شیطان۔ اپطرس ۵ : ۸

۵۵-پیغمبروں میں سے بعض کو دوسروں پر برتری دی۔ اس کی ایک مثال آ۔۔۔دی گئی۔ مثلاً داؤد کو زبور کی کتاب ملی۔ جو ان کی فوقیت کا باعث ٹھیری۔ عبرانیوں ۱:۱ میں حضرت مسیح کو دیگر پیغمبروں پر ترجیح دی۔ استثنا ۳۴: ۱۰ موسیٰ کی برتری ظاہر کی گئی۔ یوحنا بپتسمہ کی فوقیت کا ذکر خود مسیح نے فرمایا (متی ۱۱:۱۱) کہ وہ اپنے پہلے نبیوں سے بڑا تھا۔

"داؤد کو زبور دی"۔ (سورہ ۴: ۱۶۳)

۵۸- "کتاب میں" (استثنا ۳۲ باب)

۵۹- محمد صاحب کو اس لئے معجزے نہیں دیئے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے نبیوں ثمود وغیرہ کے معجزوں کو جھٹلایا تھا۔ مسیح نے بھی یہی تنبیہ کی تھی (متی ۱۱: ۲۰ سے ۲۴)

معجزوں کی غرض ڈرانا ہے۔ اہل مکہ نے بہت دفعہ محمد صاحب سے معجزہ کا تقاضا کیا (سورہ بقر: ۱۱۸ و سورہ انعام: ۳۷ و سورہ یونس: ۲۱ و سورہ رعد ۸ و ۲۷ و سورہ طہٰ: ۱۳۳) موسیٰ کی مانند معجزے کیوں نہ ملے (سورہ قصص: ۴۸)

عذر پیش کیا گیا (۱) پہلے رسولوں کے معجزے نہ مانے گئے (سورہ اعراف: ۹۹) (۲) اگلوں کے معجزوں کو انہوں نے جھٹلایا (بنی اسرائیل: ۵۹) (۳) اگر ہو بھی تو اُسے بیہودہ ٹھیرائیں گے (سورہ روم: ۵۸)

۶۰- خواب یا رویا۔ غالباً معراج کی رویت کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا ذکر اس سورہ کے شروع میں ہوا۔

درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ قرآن میں کسی درخت پر لعنت کئے جانے کا ذکر نہیں اگرچہ احادیث نے اُس درخت کو زقوم یا تھوہر کا درخت بنایا۔ جس کا تلخ اور زہریلا دودھ اہالیان دوزخ کو دیا جائیگا۔ لیکن اگر قرآن سے کتاب اللہ مراد ہے تو ہم ایک ایسے درخت کا ذکر پڑھتے ہیں۔ جس پر لعنت کی گئی (مرقس ۱۱: ۱۴ و ۲۰) جو یہودی قوم کا نشان تھا۔ جس میں ہرے بھرے پتے تو تھے۔ لیکن پھل نہ تھا

۶۱- فرشتوں کو حکم آدم کے آگے سجدہ کرنے کا (سورہ بقر: ۲۸ سے ۳۲) یہودیوں میں اسی قسم کا قصہ تھا (J. & Islam p 76)

نیز دیکھو سورہ ۷: ۱۰ سے ۱۸ و ۱۵: ۲۸ سے ۴۴ و ۱۷: ۶۳ سے ۶۸ و ۱۸: ۴۸ و ۲۰: ۱۱۵ و ۳۸: ۷۱ سے ۸۶)

اِس مقام کے ساتھ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱: ۶

ابلیس کا سجدہ سے انکار۔ یہودی قصے میں ابلیس کا نام سمائیل آیا ہے (J & Islam p 79 ج)

۶۲ سے ۶۵۔ خدا اور شیطان کا مکالمہ۔ بائیبل میں درج نہیں۔ البتہ مقابلہ کرو۔ ایوب ۱باب ۶ سے ۱۲ و ۲: ۱ سے ۱۰

۶۲ و ۶۷۔ زبور ۱۰۴: ۲۵ سے ۳۰ و ۱۰۷: ۲۳ سے ۳۱

۶۸ و ۶۹ عام بیان

۷۰۔ بنی آدم کا درجہ۔ زبور ۸

۷۱ و ۷۲۔ آخرت کو ہر ایک کے اعمال نامہ کے مطابق جزا و سزا ہو گی۔

۷۳۔ غالباً اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب سورہ نجم پڑھتے وقت القائے شیطانی سے وہ بتوں کی تعریف کر بیٹھے اور پھر بذریعہ وحی جلد اس کی اصلاح کی گئی۔

مولوی محمد علی نے اپنی شرح میں مسلمان مفسروں کی رایوں کا ذکر کیا ہے (۱) کہ یہاں ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو مدینہ میں اس سورہ کے بہت عرصہ بعد وقوع میں آیا۔ (۲) ابن ہشام نے روایت کی کہ اہل قریش ایک دفعہ مکہ میں جمع ہوئے اور محمد صاحب کو بلا کر کہا کہ ہم آپ کو دولت دینگے۔ اور بادشاہ بنانے کو بھی تیار ہیں بشرطیکہ آپ ہم کو اور ہمارے بتوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دیں (۳) کسی پہلے موقعہ پر قریش کی طرف سے ایک وفد ابو طالب کے پاس بھیجا گیا کہ وہ محمد صاحب کو ان کے بتوں کے خلاف کہنے سے باز رکھیں۔

راڈویل صاحب نے زمخشری کے حوالہ سے ایک اور قصہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے اپنے اور محمد صاحب کے درمیان ایک عہد نامہ تحریر کیا تھا کہ نماز میں سجدہ کرنے کے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔ محرر نے محمد صاحب کی طرف دیکھا جو خاموش کھڑے تھے۔ تب حضرت عمر نے کھڑے ہو کر تلوار کھینچ لی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ سے مخاطب نہیں بلکہ محمد صاحب سے۔ الغرض کچھ ایسی قسم کا معاملہ تھا۔ جس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

یہاں ترجموں میں بھی اختلاف ہے۔ ڈاکٹر سپرنگر صاحب نے یہ ترجمہ کیا "لیکن عین موقعہ پر ایک دوست نے تجھے ملامت کی"

محمد علی صاحب نے یہ ترجمہ کیا "اور یقیناً اُنہوں نے تو ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اُس سے تم کو پھیر دیں۔ جو ہم نے تجھ پر منکشف کی"

جب ترجموں کا ایسا اختلاف ہے۔ تو یقینی طور سے یہ کہنا کہ محمد صاحب بیر گشتہ ہو چلے تھے یا ہوئے تھے۔ نادرست ہوگا۔

۴۷ سے ۷۶ "دگنی سزا" لوقا ۱۲: ۴۷ و ۴۸

اہل قریش نے یہ تجویز کی تھی کہ جس طرح دوسرے مسلمان مکہ سے ہجرت کرکے ابی سینیا چلے گئے ویسے محمد صاحب کو بھی نکال دیں۔

۷۷۔ اس قانون کا ذکر متی ۱۳: ۵۷ میں ہے ۔ لوقا ۴: ۲۴ ۔ یوحنا ۴: ۴۴ ۔ یرمیاہ ۱۱: ۲۱ و ۱۲: ۶

۷۸۔ اوقات نماز۔ تین خاص نمازوں کا ذکر ہے۔ زوال۔ رات۔ صبح اور چونکہ زوال میں دو نمازیں آتی ہیں۔ ظہر اور عصر۔ اور رات کی دو نمازیں آتی ہیں۔ مغرب اور عشا۔ اس لئے صبح کی نماز ملا کر پانچ نمازیں ہوئیں ان کے علاوہ تہجد اور نفل کی نمازیں۔

یہودیوں میں عموماً تین دفعہ نماز ادا ہوتی تھی (صبح۔ دوپہر اور شام اور غالباً انہیں تین اوقات کا ذکر اس آیت میں ہوا۔ (زبور ۵: ۳ ؛ ۲۲: ۲ و ۵۵: ۱۷ و دانیال ۶: ۱۰)

انجیل میں نماز کے اوقات مقررہ کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہدایت ہے کہ بلا ناغہ اور ہر وقت دعا مانگو۔ البتہ مسیحی کلیسیا نے خاصکر راہب خانوں میں سات اوقات نماز کے ٹھیرائے جن کا تعلق مسیح کے دکھوں سے تھا۔ یعنی جب وہ پکڑے گئے۔ باندھے گئے۔ پلاطوس کے سامنے حاضر ہوئے۔ جب ان پر فتویٰ ہوا ان کے ہاتھوں میں کیلیں گاڑی گئیں۔ جب وہ صلیب پر لٹکائے گئے اور جب قبر میں رکھے گئے۔

مسلمانوں میں بھی یہ سات اوقات نماز ہیں گو ان میں سے فرض پانچ اوقات ہیں۔ یعنی نماز تہجد اور اشراق کو ملا کر۔

۷۹۔ نماز تہجد۔ یعنی نیم شب کے بعد

نفل۔ جو فرض اور سنت کے سوا ہو۔

مقام محمود۔ دعا مانگنے والوں کو قیامت میں خاص درجہ ملے گا۔

۸۰۔ دعا

۸۱۔ مولوی محمد علی نے یہاں یوحنا ۱۶: ۱۳ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جہاں سچائی کے روح کے آنے کا ذکر ہے۔ جو آکر ایمانداروں کو ساری سچائی کی راہ دکھائے گا۔

۸۳۔ انسان کی فطرت کچھ بگڑی ہوئی ہے۔ فرعون کی مثال نے اس امر کی تشریح کردی۔

۸۵۔ روح کی حقیقت۔ بعضوں نے اس سے جبریل فرشتہ مراد لیا (مقابلہ کرو ۱۔سلاطین ۲۲: ۲۱)

بعضوں نے اسے انسان کا غیر مادی نفس سمجھا۔ مقابلہ کرو سورہ ۲: ۱۸ ت) لیکن محمد علی صاحب نے اس کا
ترجمہ "مکاشفہ" کیا ہے (شرح ۱۴۶۴ و ۶۵۳) اور نوٹ ۶۵۳ میں تین معنی اس لفظ کے بتائے ہیں
(ا) رحمت خدا (ب) الہام (ج) الہی مکاشفہ۔

اس تفسیر کی یہ وجہ بتائی ہے۔ کہ اس سے پہلے و پیچھے بحث کا مضمون قرآن ہے قرینہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ مشرکین نے آدمی کے نفس یا روح کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ بلکہ قرآن کے بارے میں۔ لیکن
اکثر مفسر یہاں روح ہی ترجمہ کرتے ہیں۔ تفسیر قادری میں ہے "روح کی کیفیت جس سے انسان کا بدن
زندہ ہے۔ کہ وہ اُن مخلوقات میں ہے۔ جو امر کن سے پیدا ہوئے۔ وہ اُن چیزوں میں سے ہے جو خدا کے
علم کے ساتھ مخصوص ہے"

لیکن ہماری رائے میں یہاں پیدائش ۱: ۷ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ سوال یہودیوں نے پوچھا ہوگا۔
اس لئے محمد صاحب نے ان کی کتاب کے مطابق ان کو جواب دیا۔ کیونکہ یہ لفظ نفس جس کا ذکر عموماً لفظ
روح سے ہوا۔ حیوانوں کے لئے بھی آیا ہے اور انسان کے لئے بھی اور اس لئے یہ اکثر زیر بحث رہا

۸۶۔ یعنی اگر خدا اپنا مکاشفہ پھیر لے تو کوئی دوسرا شخص یا دیوتا ایسا نہیں جو واپس دلائے
یا ایسا مکاشفہ دے سکے۔ مقابلہ کرو استثنا ۴: ۸ ذ

۸۷۔ اُسی خیال کی زیادہ توسیع و توضیح ہے۔ کلام اللہ کی طرح کسی دوسرے کا کلام نہیں ہو سکتا
خداوند کی شریعت کامل ہے وہ جان کو بحال کرتی ہے۔۔۔۔" (زبور ۱۹: ۷ سے ۱۱)

۸۹۔ تمثالیں۔ مقابلہ کرو متی ۱۳: ۱۰ سے ۱۴)

۹۰ سے ۹۲۔ مشرکین کے مطالبے (ا) کوئی چشمہ نکالو (ب) کھجور کے باغوں میں نہریں نکالو (ج) آسمان
کے ٹکڑے ہم پر گراؤ (د) خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاؤ (ہ) کوئی تمہارا طلائی گھر ہو۔
(و) آسمان پر چڑھ جاؤ اور کتاب اتار لاؤ۔

ایسے دعاوی کی بنیاد بھی بائیبل سے ملتی ہے (ا) بنی اسرائیل موسیٰ پر کڑکڑائے کہ وہ ان کو میٹھا
پانی پینے کو دے اور موسیٰ نے اُن کو چشمے دئے (خروج ۱۵: ۲۴ ذ ۱۶: ۱)
(ب) کھجور کے باغوں میں نہریں (ب) نہریں جیسے چٹان میں سے موسیٰ نے نہریں جاری کرادیں (خروج
۱۶: ۱)۔ (ج) آسمان کا گرنا (یسعیاہ ۵۱: ۶) (د) خدا اور فرشتوں کہ جیسے یعقوب پر یا مسیح پر اُترے
(پیدائش ۲۸: ۱۲ و ۱۳ ذ یوحنا ۱: ۵۱) (ہ) طلائی گھر ہو۔ مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۱: ۱۱ سے (و) آسمان
پر چڑھ جاؤ مقابلہ کرو استثنا ۳۰: ۱۲ و ۱۳۔ اس کا حوالہ نئے عہدنامے میں آیا ہے (رومیوں

۱۰: ۶ سے ۱۷)

۱۱- محمد صاحب کا جواب۔

۹۴- لوگوں کا اعتراض کہ خدا نے آدمی کو پیغمبر بنا کے کیوں بھیجا۔ فرشتے کیوں نہیں بھیجے۔

۹۵- جواب۔ فرشتے فرشتوں کے پاس بھیجے جاتے ہیں اور آدمیوں کے پاس آدمی بھیجے جاتے ہیں (دیکھو عبرانی ۲: ۱۶)

۹۷- سرسری نظر سے یہ تعلیم کہ خدا جس کی ہدایت کرتا ہے وہ راہ راست پر چلتا ہے اور جسے گمراہ کرتا ہے۔ اُسے خدا کے سوا کوئی دوسرا مددگار بھی نہ ملے گا۔ انسان کی خود مختاری یا فعل مختاری کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ بائبل کی تعلیم بھی ایسی ہی ہے۔ فلپیون ۲: ۱۳ و یوحنا ۶: ۴۴

۹۸- یہ لوگ قیامت کے منکر تھے۔ نئے عہدنامے میں یہودیوں کا ایک فرقہ صدوقی نامی بھی قیامت کا منکر تھا (متی ۲۲: ۲۳ و ۲ تیمتھیس ۲: ۱۸)

خدا قادر ہے کہ پھر زندہ کرے۔ مسیح نے صدوقیوں کو یہی جواب دیا تھا کہ وہ خدا کے نوشتوں کو اور خدا کی قدرت کو نہیں جانتے۔

۱۰۱ سے ۱۱۱۔ موسیٰ سے مقابلہ۔ اُس نے بھی یہی آگاہی دی تھی لیکن بنی اسرائیل نے اُس آگاہی کے مطابق عمل نہ کیا۔ اِس لئے اُن کو سزا ملی۔ یہی آگاہی قرآن دیتا ہے۔ خروج کی کتاب میں اِس قصہ کا ذکر آچکا ہے۔

۱۰۶- قرآن کو تھوڑا تھوڑا اتارنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ تم بغور پڑھو۔

۱۰۷- جن کو علم دیا گیا۔ غالباً اہل کتاب مراد ہیں۔ چونکہ قرآن میں پہلی کتب سماوی کا مضمون انتشار کے ساتھ سنتے ہیں۔ اس لئے وہ خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ مقابلہ کرو سورہ اعراف۔

۱۰۸- خدا کا وعدہ پورا ہوتا ہے: یہ کونسا وعدہ ہے۔ چونکہ یہودی قوم نے یسوع کو مسیح نہ مانا تھا وہ منتظر تھے۔ کہ مسیح آئیگا۔ ایسے یہودیوں میں سے بعضوں نے یہ سمجھا۔ کہ شاید محمد صاحب ہی وہ موعود مسیح ہے۔ یعنی مسیح کی نسبت جو وعدہ تھا وہ انہوں نے محمد صاحب سے منسوب کیا اور اُن پر ایمان لائے یہ منکر یہودی نہ تھے۔

۱۱۰- اللہ۔ رحمن۔ عربوں کے نزدیک یہ نام رحمٰن خاصکر قابل اعتراض تھا اور وہ اس نام کو استعمال کرنا نہ چاہتے تھے۔ غالباً یہ عبرانی نام یا ہوواہ کا عربی ترجمہ تھا۔ صلحنامہ حدیبیہ کے موقعے پر بھی جب حضرت علی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع میں لکھا تو قریش نے اعتراض کیا اور کہا یہ

دیکھو باسماء الحسنیٰ - خروج ۳۴: ۶ میں حضرت موسیٰ پر جو خدا نے اپنا نام ظاہر کیا وہ یہ تھا " خداوند خداوند خدائے رحیم اور مہربان قہر کرنے میں دھیما - " ۔

انجیل میں بھی خدا رحیم کہلایا ہے (لوقا ۶: ۳۶)

۱۱۰ - نماز کے وقت آواز نہ بلند ہو اور نہ بہت دھیمی ۔ مقابلہ کرو متی ۶: ۵ سے ۸ تک

۱۱۱ - خدا کی ذات واحد ہے ۔ اس کی اولاد نہیں نہ کوئی دوسرا شریک ہے ورنہ دو خدا ہو جاتے لیکن ذات وحدت محضہ نہیں نہ وہ کثرت محضہ ہے ۔ وہ واحد ہے نہ بلحاظ مخلوقات کے بلکہ اپنی ذات میں کثرت کے لحاظ سے کیونکہ ذات یا تو مجموعہ صفات ہو سکتی ہے ۔ اور یا جامع صفات اس لئے ذات وحدت محضہ محال ہے ۔ کیونکہ اُس ذات میں صفات پائی جاتی ہیں اور یہی صفات اس کی ذات میں ہمیشہ سے ہیں اور ابد تک رہیں گی ۔ ان کے بغیر ذات کا مفہوم ناممکن ہے ۔ اور نہ دو خدا ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر بالفرض دو خدا مانے جائیں تو وہ دو تو کامل ہوں گے ان کی حکمت اور علم کامل ہو گا ۔ اس لئے ان کی رائے واحد ہو گی پس وہ فی الحقیقت ایک ہی ہوں گے ۔

---

۱۰ - سورہ یونس

اِس سورہ میں حضرت یونس کا ذکر آیا ہے ۔ جس کی منادی سے اہل نینوہ نے توبہ کی اور ایمان لائے اور ان کی سزا ٹل گئی ۔ چونکہ سزا کی جگہ رحم ہوا اس لئے یونس نبی کی تاریخ سے اِس سورہ کو بہت بڑی نسبت ہے ۔ اسی لئے اِس سورہ کا نام سورہ یونس پڑ گیا ۔

خلاصہ مضامین

۱ - مکاشفہ کی صداقت ۱ سے ۲۰

۲ - خدا رحیم ہے ۔ راستبازوں کو امن اور شریروں کو سزا دیتا ہے ۲۱ سے ۳۰

۳ - خدا کی نعمتیں لاثانی ہیں ۳۱ سے ۴۰

۴ - کافر اور ان کی سزا ۴۱ سے ۵۳

۵ - رحم کو سزا پر فوق ہے - ۵۴ سے ۶۰

۶ - نبی اور ایمانداروں کی حفاظت ۶۱ سے ۷۰

۷۔ مقدس تاریخ کی طرف اشارہ۔ نوح۔ دیگر انبیا اور موسیٰ کی تاریخ ۷۱ سے ۹۲۔

۸۔ جو خدا کے کلام کو مانتے ہیں۔ وہ فائدہ اٹھاتے ہیں ۹۳ سے ۱۰۳

۹۔ خدا خیر و شر کا مالک ہے ۱۰۴ سے ۱۰۹

مقابلہ کرو سورہ ۶۸ سے جس کے شروع میں نؔ آیا ہے اور نون کے معنی مچھلی کے ہیں۔ اس لئے شاید اُس مچھلی کی طرف اشارہ ہو جس نے حضرت یونس کو نگل لیا تھا۔ جس کا ذکر ۶۸: ۴۸ میں آیا اسی طرح اس سورہ یونس کی ۹۸ آیت میں یونس نبی کا ذکر ہے۔

عام رائے یہ ہے کہ یہ سورہ بھی مکی ہے۔ اگرچہ اس کی ۹۴ سے ۹۷ آیات کو مدنی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں یہودیوں کا ذکر ہے۔ لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ صرف آیت ۴۰ مدنی ہے بعضوں کی رائے میں آیت ۴۰ سے اس سورہ کے آخر تک کی آیات مدنی ہیں۔

۱۔ الرٓا۔ ۱: ۱۱ ز مور الراحصہ میں یہ آخری آیت ہے "تیرے کلام کا خلاصہ سچائی ہے۔ تیری صداقت کے کل احکام ابدی ہیں" اِس سورہ کا خلاصہ بھی یہی ہے البتہ مولوی محمد علی نے یہاں یہ ترجمہ کیا ہے "میں دیکھنے والا خدا ہوں۔

جس کتاب کا یہاں ذکر ہے وہ توریت اور زبور کی کتابیں ہیں۔ جن کا خلاصہ قرآن میں بیان ہوا مخفی نہ رہے کہ یہ تین حروف الف۔ لام۔ ر اس سورہ اور دیگر چار سورتوں کے شروع میں آئے ہیں یعنی ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ سورتوں کے شروع میں۔ اور تیرھویں سورہ کے شروع میں چار حروف آئے ہیں (الف۔ لام۔ میم۔ ر)

یہ کتاب "حکیم" یعنی حکمت والی کہلاتی ہے۔ جس کا ترجمہ نذیر احمد صاحب نے یہ کیا ہے۔ "جس میں معقول باتیں ہیں" (مقابلہ کرو سورہ قصص ۲۸: ۳۴ و ۴۹)

۲۔ "صریح جادوگر"۔ یہی الزام حضرت موسیٰ پر اور خداوند مسیح پر لگایا گیا تھا (دیکھو آیت ۷۷ ، ۱ متی ۱۲: ۲۴ و ۲۷)

۳۔ "چھ دن میں" دیکھو چوتھا حکم (خروج ۲۰: ۱۱)

"عرش پر جا براجا" محمد علی صاحب نے یہ ترجمہ کیا "وہ قدرت میں مضبوط ہے" یہ جملہ استویٰ علی العرش قرآن میں سات دفعہ آیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ توریت کے مطابق اس کے معنی کئے جائیں جیسا کہ اس چوتھے حکم میں آیا ہے "ساتویں دن آرام کیا" (۱۰: ۳ ذ ۱۳: ۲ ذ

۲۰: ۵ ؛ ۲۵: ۹ ؛ ۳۲: ۴ ؛ ۵۷: ۴ ؛ ۷۷: ۵۴)۔

۵۔ آفتاب اور چاند کی (پیدائش ۱: ۱۴ سے ۱۸)۔ نیز دیکھو زبور ۱۴۸: ۳ و ۴۔

۱۰۔ مقابلہ کرو زبور ۱۴۵: ۱ سے

۱۲۔ مقابلہ کرو زبور ۴۴ سے

۱۸۔ یہ بُت بطلان کہلاتے ہیں یعنی جن کی کوئی ہستی نہیں۔ استثنا ۴: ۲۸ ؛ زبور ۹۶: ۵ ؛ ۱۱۵: ۴ سے ۸

۱۹۔ اختلاف کی ابتدا دیکھو پیدائش ۱۱ باب

۲۰۔ محمد صاحب سے معجزہ طلب کیا گیا۔ اِس کا ذکر کئی مقامات میں آیا ہے (سورہ بقرہ ۱۱۲ ؛ سورہ انعام: ۳۷ ؛ سورہ یونس: ۲۱ ؛ سورہ رعد: ۸ و ۲۷ ؛ سورہ طہٰ: ۱۳۳ ؛ سورہ قصص: ۴۸ ؛ سورہ انبیا: ۵ ؛ سورہ انعام: ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۳۵ ؛ سورہ شعرا: ۳۰۔ اور معجزوں کے نہ دئے جانے کے لئے عموماً یہ عذر پیش کئے گئے۔

۱۔ سارے معجزے دیکھیں تو بھی نہ مانیں گے (سورہ انعام: ۲۵)

۲۔ اگر ہم لکھی ہوئی کتاب آسمان سے نازل کریں تو وہ جادو بتائیں گے (سورہ انعام: ۷ و ۸۔

۳۔ اگر معجزہ آوے تو ایمان مفید نہ ہوگا۔ (سورہ انعام: ۱۵۹)

۴۔ پہلے رسول بامعجزات آئے تو بھی نہ مانے گئے (سورہ اعراف: ۹۹ ؛ سورہ توبہ: ۷۱)

۵۔ معجزے ہم نے اس لئے بند کر دئے کہ اگلوں نے جھٹلایا تھا (بنی اسرائیل: ۵۹ سے ۶۱)

۶۔ اگر کوئی معجزہ ہو بھی جائے تو کہیں گے تم بیہودہ گو ہو (سورہ روم: ۵۸)

خداوند مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ لوگوں کی بے اعتقادی کے باعث "وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھا سکا۔ سوا اِس کے کہ تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں اچھا کر دیا" (مرقس ۶: ۵)۔ نیز مقابلہ کرو متی ۱۲: ۳۹)

"انتظار کرو"۔ البتہ محمد صاحب نے کہا (۱) جلدی نہ کرو میں تمہیں اپنے معجزے دکھاؤں گا (سورہ انبیا: ۳۸) (۲) قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنے معجزے دکھائیگا۔ سورہ نحل: ۹۰)

۲۱ سے ۲۳۔ کارسازی کے لئے عربی میں لفظ مکر آتا ہے اور یہ مکر خدا سے بھی منسوب ہے مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۲۳ سے ۳۰ تقریباً وہی مضمون ہے

۲۴ و ۲۵۔ مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۳۳ سے ۳۹

۲۶و۲۷- دوزخ اور دوزخیوں کا ذکر
۲۸ سے ۳۳- خدا پروردگار ہے۔
۳۴- خدا نے پہلی دفعہ خلقت بنائی۔ وہی اس کو دوبارہ پیدا کرسکتا ہے
۳۷- قرآن- جعلی تصنیف نہیں بلکہ پہلی کتب مقدس کا خلاصہ ہے اور وہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہے۔ اس لئے قرآن بھی خدا کا کلام ہے۔ کوئی دوسرا شخص سوائے خدا کے ایسی کتاب بنا نہیں سکتا۔ (مقابلہ کرو ۲ پطرس ۱: ۲۱ و ۲ تیمتھیس ۳: ۱۶ و ۱۷)
۴۲ و ۴۳- مقابلہ کرو- متی ۱۳: ۱۳ سے ۱۵
۴۹- ہر ایک امت کا ایک وقت مقرر ہے (اعمال ۱۷: ۲۶)
۵۰ سے ۵۲- متی ۲۲: ۱۳ و ۱۴ و ۲۵: ۴۶
۶۱- غائب نہیں رہ سکتی (متی ۱۰: ۲۶ و اکرنتھی ۴: ۵)
۶۴- "خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا" متی ۵: ۱۷ و ۱۸
۶۵- عزت- زبور ۹۶: ۶ وغیرہ
۶۸- "بیٹا بنا رکھا ہے"۔ شاید اس قسم کے لوگ ہونگے اور عرب کے مشرکوں میں سے اکثر ایسے تھے- جو یہ مانتے تھے۔ کہ خدا کی جورو ہے اور اُس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ لات دیوی تھی- اور یہ لفظ لات اللہ کا مونث ہے۔ اسی طرح یہ غلطی مسیحیوں سے بھی منسوب کی گئی۔ کیونکہ بعض بدعتی مریم مقدسہ کو آسمانی ملکہ کہتے تھے۔ اس سے بھی سُننے والوں کو یہ دھوکا لگا کہ مریم مقدسہ (معاذ اللہ) خدا کی جورو- اور ان دونوں سے مسیح پیدا ہوا۔ علاوہ ازیں انہیں ایام میں کلیسیا میں یہ مباحثہ برپا ہوا کہ مریم مقدسہ کو والدہ خدا کہیں یا والدہ مسیح- مغربی کلیسیا نے اس لقب کو چنا کہ مریم والدہ خدا ہے۔ لیکن مشرقی کلیسیا نے اس لقب کو رد کیا اور کہا کہ مریم کو والدہ مسیح کہو- اس مشرقی کلیسیا کی رائے کے مطابق محمد صاحب نے بھی مریم مقدسہ کو والدہ مسیح کہا اور والدہ خدا کے لقب کو رد کیا۔
۷۲- چونکہ محمد صاحب کو عربوں- خاصکر اہل مکہ نے جھٹلایا تو حضرت نوح کی مثال دی۔ کہ اُسے بھی لوگوں نے جھٹلایا تھا
۷۴- "رسولوں کو" اس کی مثالیں پہلے آچکی ہیں۔
۷۵ سے ۹۳- موسیٰ و ہارون کی مثال- خروج کی کتاب سے مقابلہ کرو۔

۹۷- قرآن کی نسبت اگر شک ہو تو پہلی کتب مقدسہ کے پڑھنے والے تصدیق کردیں گے کہ اس میں ان کتابوں کا خلاصہ یا ان کے مطابق مضمون ہے۔ نئی اور نرالی بات کوئی نہیں۔

۹۸- قوم یونس۔ یونہ نبی کی کتاب کو پڑھو جس میں ذکر ہے۔ کہ یونہ نبی کی منادی سن کر انہوں نے توبہ کی

۹۹- مقابلہ کرو۔ حزقیل ۱۸: ۳۲۔

۱۰۰- مقابلہ کرو۔ فلپیوں ۲: ۱۳

۱۰۳- رسولوں کو بچا لیتے ہیں۔ بعضوں کے ساتھ یہ وعدہ تھا۔ کیونکہ بعض رسول اور ایماندار مارے بھی گئے (متی ۲۳: ۳۵ و ۲۱: ۳۳ سے ۴۲)

۵۲- سورہ هود

سورہ ۱۱

هود- اس سورہ کا نام هود نبی کے نام سے لیا گیا۔ جس کا ذکر اس سورہ میں آیا ہے۔ جزیرہ نما عرب میں غالباً یہ پہلا نبی تھا۔ جو ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا۔ جن کا نام قوم عاد آیا ہے۔

مضمون (۱) مخالفوں کو آگاہ کیا گیا کہ جیسے پہلے انبیا کے مخالفوں کو سزا ملی ویسی تم کو بھی ملے گی۔ (۲) قرآن کی تصدیق پہلی کتابوں سے ہوتی ہے (۳) قرآن کی دس سورتوں کی مانند بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ یہ سورہ گذشتہ سورہ کا گویا تکملہ ہے۔ اور سورہ یونس کی طرح یہ بھی مکی سورہ ہے۔

تقسیم مضامین

۱- تنبیہ	۱ سے ۸
۲- مکاشفہ کی صداقت	۹ سے ۲۴
۳- نوح کی تاریخ	۲۵ سے ۳۵
۴- نوح کے مخالف غرق ہوئے	۳۶ سے ۴۹
۵- هود کی تاریخ	۵۰ سے ۶۰
۶- صالح کی تاریخ	۶۱ سے ۶۸
۷- لوط کی تاریخ	۶۹ سے ۸۳
۸- شعیب کی تاریخ	۸۴ سے ۹۵
۹- شریروں کو سزا دینا خدا کا قانون ہے	۹۶ سے ۱۰۹
۱۰- ایماندار بدی کو ترک کریں	۱۱۰ سے ۱۲۳

۱۔ الرا۔ دیکھو سورہ یونس۔ کتاب مقدس کی تعریف مقابلہ کرو زبور ۱۱۹ : ۹۷ سے ۱۰۳ و ۱۲۹ و ۱۳۰ وغیرہ

۲۔ "کتاب روشن" مقابلہ کرو سورہ فاطر: ۲۵ ذ سورہ مائدہ: ۴۶ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ ذ سورہ آل عمران:

۳ و ۱۸۴۔ اس سے موسوی شریعت یعنی توریت زبور و انجیل مراد ہے (دیکھو شرح ۵۲۷ مولوی محمد علی)

۷۔ "خدا کا تخت"۔ چونکہ چھ دن میں زمین و آسمان کے پیدا کرنے کے ساتھ اس کا ذکر ہوا۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ یہاں پیدائش ۱: ۲ کی طرف اشارہ ہو گا۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کا روح پانیوں پر جنبش کرتا تھا۔ خدا کے روح سے خدا ہی مراد ہے۔

۱۳۔ سورہ یونس میں ایسے اعتراضات کا ذکر ہو چکا دیکھو ۱۷: ۸۸ ذ ۱۰: ۳۸ ذ ۲: ۲۳

۲۴۔ مقابلہ کرو متی ۱۵: ۱۴ سے

۲۵ سے ۴۹۔ نوح کا ذکر۔ مقابلہ کرو پیدائش ۶ سے ۹ باب تک

نیز مقابلہ کرو۔ سورہ ۱۱: ۲۷ سے ۳۶ و ۳۸ ذ ۷۱: ۲۷ سے ۲۹ ذ ۱۱: ۳۹ سے ۵۰

۵۰ سے ۶۰۔ ہود نبی کا احوال۔ مقابلہ کرو۔ سورہ ۷: ۶۳ سے ۷۰ ذ ۱۱: ۵۲ سے ۶۳ ذ ۲۶: ۱۲۳ سے ۱۳۹

۶۱ سے ۶۸۔ صالح نبی کا بیان سورہ ۷: ۷۱ سے ۷۷

۶۹ سے ۸۶۔ حضرات ابراہیم و لوط کا بیان سورہ ۶: ۷۴ سے ۸۲ ذ ۱۹: ۴۲ سے ۵۱ ذ سورہ ۲۱: ۵۲ سے ۷۵ ذ ۲: ۲۶۰ ذ ۱۱: ۷۲ سے ۷۸ ذ ۳۷: ۹۷ سے ۱۱۱ ذ ۲: ۲۶۲ ذ ۱۱۸ سے ۱۲۰ و ۱۲۱ سے ۱۲۶ ذ ۳: ۵۸ سے ۶۰

۸۷ سے ۹۵۔ شعیب کا ذکر سورہ ۷: ۸۳: ۹۱

۹۶ سے ۱۰۱۔ فرعون اور اس کے لوگوں کا ذکر

۱۰۲ سے ۱۰۹۔ خدا کے عذاب کا وقت مقرر ہے۔ بدکاروں کو سزا اور نیکوکاروں کو بہشت دیگا

۱۱۰ سے ۱۱۳۔ حضرت موسیٰ کا ذکر

۱۱۴۔ اوقات نماز۔ صبح دوپہر اور شام۔ تین اوقات نماز کے۔ جیسا کہ اہل یہود کا دستور تھا زبور ۵۵: ۱۷۔ مولوی محمد علی صاحب نے دوپہر کو دو حصوں میں اور شام کو دو حصوں میں تقسیم کر کے پانچ وقت کی نمازیں نکالی ہیں۔

۱۱۵۔ اجر ضایع نہیں کرتا۔ متی ۱۶: ۲۷ ذ مکاشفہ ۲۲: ۱۲ ذ ۲ تیمتھیس ۴: ۱۴۔

اس لئے وہ اجر دینے والا کہلاتا ہے۔ عبرانی ۱۱: ۶۔ مسیح کی دوسری آمد کی ایک غرض یہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک کے اعمال کا بدلہ دے گا متی ۱۶: ۲۷

۱۱۷- مقابلہ کرو پیدائش ۱۸: ۲۲ و ۲۵

۱۱۸- "ایک ہی مذہب" یعنی اگر مجبوراً مذہب پر لانا خدا کا قانون ہوتا- لیکن خدا کسی کو مجبور نہیں کرتا-

۱۱۹- "اِن کو پیدا کیا" یعنی فضل اور رحمت حاصل کرنے کے لئے رحز قیل ۱۸: ۲۳ و ۳۳: ۱۱ اتیمتھیس ۲: ۴ و ۶)

۱۲۰- اِن قدیم قِصوں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ محمد صاحب کے دِل کی تشفی ہو- علاوہ وعظ و نصیحت و عبرت کے-

۱۲۳- علم غیب خدا کو ہے یا جسے وہ عطا کرے-

۵۳- سورہ یوسف

سورہ ۱۲

چونکہ اِس سورہ کا مضمون حضرت یوسف کی تاریخ ہے- اس لئے اِس سورہ کا نام سورہ یوسف رکھا گیا- البتہ پہلی تین آیات اور آخری حصہ میں اُس مقصد کا ذکر ہے جس کے لئے یہ سورہ نازل ہوئی اِس سورہ میں تین قسم کے خوابوں کا ذکر ہے- اوّل نبی یوسف کا خواب کہ صداقت آخرکار غالب آئیگی- (آیات ۴ و ۱۰۰) دوئم- بادشاہ کا خواب اس کی سلطنت کی بہبودی کے بارے میں (۴۳ سے ۴۹) سوم عام اشخاص کے خواب ان کی اپنی نیک بختی یا کم بختی کے بارے میں (آیات ۳۶ سے ۴۱) اتفاق رائے یہ ہے- کہ یہ ساری سورہ مکہ میں نازل ہوئی- البتہ بعضوں نے سمجھا کہ پہلی تین آیات مدینہ میں نازل ہوئیں- لیکن عام رائے یہ ہے- کہ جس رات محمد صاحب نے مکہ سے ہجرت کی اُس رات یہ سورہ نازل ہوئی- اِس قِصہ کے ساتھ مقابلہ کرو- پیدائش ۳۷: ۹ سے ۳۶ و ۳۹ باب سے ۴۶ باب کے آخر تک-

۱- الرٓا- اِس کا ذکر ہو چکا

کتاب واضح کی چند آیات - یعنی توریت کی کتاب میں سے انتخاب- چونکہ توریت عبرانی زبان میں تھی- جسے عرب لوگ سمجھ نہ سکتے تھے-

۲- اِس لئے یہ خلاصہ توریت میں سے عربی زبان میں دیا گیا-

۳- احسن القصص- بہتر سے بہتر قصہ- البتہ محمد علی صاحب نے یہ ترجمہ کیا "بہترین تشریح

(شرح نمبر ۱۲۱۱)

"وحی کے ذریعہ" یعنی یہ خیال ان کے دل میں ڈالا گیا کہ وہ عربوں کے فائدہ کے لئے توریت میں سے یہ قصہ عربی زبان میں ترجمہ کریں۔

"بے خبر تھے" محمد صاحب عبرانی سے بے خبر تھے۔ لیکن تائید غیبی سے یا منجانب اللہ کسی کی وساطت سے یہ کام سرانجام کو پہنچا۔

۴ و ۵۔ یوسف کا خواب سورج چاند کے بارے میں (پیدائش ۳۷: ۹ و ۱۰)

۸ سے ۸۔ یوسف کے بھائیوں کے حسد کی وجہ (پیدائش ۳۷: ۸)

۹ و ۱۰۔ یوسف کو مار ڈالنے کی سازش (پیدائش ۳۷: ۱۸ و ۱۹)

۱۵۔ یوسف کو وحی کے ذریعہ آگاہی۔ یہ پیدائش کی کتاب میں مذکور نہیں۔ وحی سے عام آگاہی مراد ہے۔

اندھے کنوئیں۔ پیدائش ۳۷: ۲۴

۱۷۔ بھیڑیا کھا گیا (پیدائش ۳۷: ۳۱ و ۳۲ و ۳۳)

۱۹ و ۲۰۔ قافلہ کا آنا اور یوسف کو خریدنا (پیدائش ۳۷: ۲۵ سے ۲۸)

۲۱۔ مصر میں یوسف پھر فروخت ہوا۔ (پیدائش ۳۷: ۳۶)

نوٹ۔ یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اس قصے کی بعض باتیں قرآن میں ایسی درج ہیں۔ جو توریت میں پائی نہیں جاتیں۔ البتہ یہودی قصوں میں پائی جاتی ہیں۔

مثلاً (۱) یوسف کا فوطیفار کی بیوی کیطرف راغب ہونا اور ایک نشان کے ذریعہ یوسف کو آگاہی ملنا (سورہ نمبر ۱۲: ۲۴) پیدائش ۳۹: ۱۱ میں درج ہے "وہ اپنا کام کرنے کے لئے گھر میں گیا" یہودیوں نے اس کی تشریح کی "دونوں نے گناہ کا ارادہ کیا" اور جہاں پیدائش ۳۹: ۱۲ میں لکھا ہے کہ "اس عورت نے اس کا پیراہن پکڑ کر کہا۔ کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو" وہاں ربی یوحنان نے یہ شرح کی ہے کہ "جب دونو بستر پر لیٹ گئے۔ تو" دریچہ میں سے یوسف کے باپ کی شکل اس کو دکھائی دی اور اس نے کہا "اے یوسف اے یوسف ایک روز تیرے بھائیوں کے نام افود کے پتھروں پر کھدے جائیں گے اور تیرا بھی۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا نام مٹ جائے۔

۲۔ یہ فسانہ کہ جن مصری عورتوں نے فوطیفار کی بیوی کو طعنے دیئے۔ اُن کو اُس نے دعوت دی وہ یوسف کی خوبصورتی دیکھ کر ایسی محو ہوئیں۔ کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ ایک قدیم یہودی

تصنیف موسوم "سیفر ہیا شار" میں پایا جاتا ہے (Islam 112 + تم

۳۔ یوسف کے کپڑے کا پھٹنا کہ آیا آگے سے پھٹا یا پیچھے سے وہ بھی اُسی کتاب میں مندرج ہے (سورہ ۱۲ : ۲۵)

۴۔ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ سے درخواست کی کہ وہ یوسف کو ان کے ہمراہ بھیج دے یہ بھی بائیبل میں نہیں (پیدائش ۳۷ : ۳۵)

۵۔ یہ بیان کہ جب ایک اسماعیلی اس کنوئیں پر پانی بھرنے گیا۔ تو اُس نے یوسف کو اُس میں دیکھا پیدائش ۳۷ : ۲۴ میں ہے کہ وہ کنواں سوکھا تھا۔

۶۔ قرآن میں ذکر ہے کہ یوسف نے قیدخانہ میں فرعون کے خواب کی تعبیر بتائی۔ اس کے بعد فرعون نے اس کو قید خانے سے نکلوا کر اپنے پاس بلایا (مقابلہ کرو سورہ : ۴۷ و ۵۰ کا پیدائش ۴۱ : ۱۴ سے

۷۔ قرآن میں ذکر ہے کہ یوسف کے والدین مصر میں یوسف کے ہاں گئے (سورہ ۱۲ : ۱۰۰ اور ۱۰۱ ذ حالانکہ بائیبل کے مطابق حضرت یوسف کی والدہ عرصے سے مرچکی تھی۔ (پیدائش ۳۵ : ۱۸) غالباً اس خیال سے کہ اُس خواب کی پوری تعمیل ہو جس میں والدین کا ذکر ہے (سورہ ۱۲ : ۴ و ۳۷ : ۱۰) بعضوں نے یہ تفسیر کی ہے۔ کہ بلہہ جس نے یوسف کو پالا مراد ہے۔ یہ یوسف کی خالہ تھی (زمخشری)

۲۱۔ پیدائش ۳۹ : ۱

۲۳۔ پیدائش ۳۹ : ۷

۲۴۔ "پروردگار کی دلیل"۔ برھان ربہ۔ اس کی تفسیر یہودی روایت کے مطابق جس کا اوپر ذکر ہوا۔ یوں کی جاتی ہے۔ کہ اس کے باپ کی صورت دکھائی دی۔

۲۵ سے ۲۸۔ دیکھو نوٹ (۳)

۲۹ سے ۳۲۔ دیکھو نوٹ (۲)

۳۵ "نشانیاں" یعنی اس کی معصومیت کی نشانیاں۔ یوسف قید میں ڈالا گیا اگرچہ وہ معصوم ثابت ہوا۔

۳۶ سے ۴۲ کا مقابلہ کرو پیدائش ۴۰ باب

۴۳ سے ۴۹۔ بادشاہ کا خواب اس کی تعبیر اور یوسف کی رہائی پیدائش ۴۱ سے ۴۳ باب تک

۵۰ سے ۵۲۔ فوطیفار کی بیوی کا اقرار اور یوسف کی صفائی۔ یہ قصہ بھی پیدائش کی کتاب میں پایا نہیں جاتا۔

۵۴۔ مقابلہ کرو۔ پیدائش ۱۴: ۳۷ سے ۴۵

۵۸۔ مقابلہ کرو پیدائش ۴۲: ۳ سے

۵۹۔ "بے ماں بھائی"۔ پیدائش ۴۲: ۱۵ و ۲۰

۶۲۔ پیدائش ۴۲: ۲۵ سے ۲۷

۶۳ سے ۶۶۔ بنیامین کے لئے بھائیوں کا وعدہ۔ پیدائش ۴۲: ۲۶ سے ۳۸

۶۷۔ ایک دروازے سے داخل نہ ہونا۔ بائیبل میں نہیں۔ مدراش یہودی تصنیف میں ہے کہ اُسے بدنظری کا اندیشہ تھا۔ خاف علیھم العین۔ قدیم لوگ بدنظری سے بہت ڈرتے تھے۔ جیسے آجکل بھی اہالیان ہند اس سے ڈرتے ہیں۔

۶۹ سے۔ پیدائش ۴۳: ۱۵ سے ۴۴: ۲ تک۔

۷۰ سے ۷۶۔ پیدائش ۴۴: ۷ سے ۱۷

۷۷۔ سرق اخ" لہ اُس کا بھائی بھی چور تھا۔ پیدائش ۳۱: ۱۹ میں ہے کہ راخل (یوسف کی والدہ) اپنے باپ کے بتوں کو چرالے گئی"۔ مدراش یہودی کتاب میں ہے " دیکھو چور چور کا بیٹا ذرا لفظ کی تبدیلی سے بیٹے کی جگہ بھائی ترجمہ ہوا۔ محمد علی صاحب نے بھی (نوٹ ۱۲۴۷) اس کا ذکر کیا اور سمجھا کہ یوسف نے وہ بت اپنی ماں کے لئے چرائے۔

۷۸ سے ۸۰۔ پیدائش ۴۴: ۱۸ سے ۳۴

۸۴۔ دونوں آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں" مقابلہ کرو ۸۴ و ۹۳ و ۹۶ آیات کا پیدائش ۴۸: ۱۰ سے

۸۹ سے ۹۳۔ یوسف کا بھائیوں پر ظاہر ہونا۔ پیدائش ۴۵: ۱ سے ۱۵

۹۶۔ پیدائش ۴۵: ۲۵ سے ۲۸

۹۹ سے ۱۰۱۔ یعقوب کا مصر میں جانا۔ پیدائش ۴۶ باب

۱۰۲۔ "غیب کی باتیں"۔ یعنی محمد صاحب کے چشم دید واقعات نہیں بلکہ وہ واقعات ہیں جو الہام یا وحی کے ذریعہ حضرت موسٰی سے وسیلے لکھے گئے۔ دیگر مقامات میں بھی جہاں وحی کا ذکر ہے یہی مراد ہے کہ یہ الہام سے لکھوائی گئی باتیں ہیں نہ من گھڑت۔ محمد علی صاحب نے کھینچ تان کر یہ معنی لئے کہ یوسف کا احوال تو آیت ۱۰۱ پر ختم ہو گیا۔ اب ۱۰۲ آیت سے یہ بیان شروع ہوتا ہے کہ یوسف کی زندگی کی تاریخ محمد صاحب کی زندگی میں دہرائی گئی۔ اور "یوسف کے بھائیوں" کے صریح ذکر سے قریش مراد لی۔ اس کھینچ تان سے صریح معنی چھپ جاتے ہیں

۱۰۹۔ زمانہ ماضی کے احوال سے عبرت کا سبق

"بستیوں کے رہنے والے" سدوم و عمورہ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو رسول بھیجے گئے اور لوگوں نے اُن کو رد کیا تو خدا نے اِن رسولوں کی مدد کی اور بے ایمانوں کو ہلاک کیا۔ یعنی توریت میں اور صحف انبیا میں ان کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اور وہ بیان قرآن کی نسبت بہت مفصل بھی ہے۔ قرآن نے تو اِس کا مجمل حال درج کیا۔ جو اُس وقت کے لوگوں کے لئے کافی سمجھا گیا۔

۵۴۔ سورۃ الحجر

سورہ ۱۵

ا۔ الرا۔ الام گروہ کی سورتوں میں سے یہ آخری سورہ ہے۔ (سورہ ۴۸ کو دیکھو) اس سورہ کا نام الحجر اس لئے رکھا گیا۔ کیونکہ آیت ۸۰ میں یہ لفظ آتا ہے "حجر کے رہنے والوں"

تقسیم۔ ا۔ مخالفوں کو سزا ملے گی اور خدا کا کلام محفوظ رہے گا (۱ سے ۱۵)

ب۔ سب کچھ اللہ کے تابع ہے (۱۶ سے ۲۵)

ج۔ شیاطین صادقوں کے دشمن ہیں (۲۶ سے ۴۴)

د۔ راستبازوں پر رحم ہوگا۔ حضرت ابراہیم کی مثال (۴۵ سے ۶۰)

ہ۔ خطا کار ہلاک ہونگے لوط اور شعیب حضرات کی تاریخ سے مثالیں ۶۱ سے ۷۹ تک

و۔ چٹان کے بسنے والوں کی مثال اور خدا کے دشمنوں کو آگاہی (۸۰ سے ۹۹)

یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی جب اہل مکہ کی مخالفت بہت بڑھ گئی تھی۔

شرح۔ کتاب کی آیتیں یعنی توریت و زبور و انجیل (سورہ انعام: ۱۵۵ و سورہ قصص: ۴۳ و ۴۹ قرآن مبین۔ قرآن کے لغوی معنی (۱) "جس نے جمع کیا اشیا کو" (۲) کسی کتاب کا پڑھنا۔ یہ کتب مقدسہ یا صحف مکرمہ میں سے ایک تذکرہ ہے (سورہ عبس: ۱۱ سے ۱۵)

۳۔ میعاد مقرر۔ جسے بائیبل کے محاورے میں "پیالہ لبریز ہونا" کہتے ہیں

۴۔ مقابلہ کرو۔ اعمال ۱۷: ۲۶ ہر ایک قوم کی میعاد مقرر ہے۔

۵۔ الذکر۔ یعنی اِس کتاب کا مدعی دیوانہ ہے۔ یہ الزام محمد صاحب پر بار بار لگایا گیا اسی طرح خداوند مسیح اور ریو ضا بیٹسٹا پر۔

۷۔ شیطان نے مسیح کی آزمائشوں کے وقت یہی مطالبہ کیا تھا (متی ۴: ۶) اسی قسم کا مطالبہ اہل مکہ محمد صاحب سے کرتے تھے۔

۱۰ و ۱۱۔ پیغمبروں کو بار بار جھٹلایا گیا (لوقا ۱۱: ۴۹ سے ۵۱)

۱۶ سے ۱۸۔ ان آیات کا سمجھنا بلا بائیبل کی واقفیت کے ذرا مشکل ہے۔ مقابلہ کرو افسیوں ۶: ۱۰ سے ۱۲ و لوقا ۱۰: ۱۸ سے

"برج بنائے" سورہ ۷۸: ۱۲ میں ان کی تعداد سات بتائی گئی۔ "سبع شدادا" اور سورہ ۲۳: ۱۷ میں یہ سبع طرائق کہلاتے ہیں۔ یہودی کتاب طالمود میں بھی خیال ظاہر کیا گیا۔

یہ شیاطین آسمان میں جھانکتے ہیں تاکہ غیب کی باتیں معلوم کریں۔ اور آسمان سے اُن پر پتھر پڑے اس لئے یہ شیاطین رجیم کہلائے۔ یعنی جن پر پتھر ڈالے گئے (سورہ ۱۵: ۱۷ و ۳۸: ۲ ۷ و ۳: ۸۱ و ۴۲)

مسلم مفسرین کہتے ہیں کہ جب فرشتے دیکھتے ہیں کہ شیاطین آسمان میں جھانک رہے ہیں تو وہ پتھر مار کر اُن کو بھگا دیتے ہیں۔ چنانچہ سورہ ۶۷: ۵ میں لکھا ہے وجعلنا ھا رجوما للشیاطین ہم نے اُن کو شیاطین کے لئے زد بنایا ہے (مقابلہ کرو سورہ ۳۷: ۷)۔ سورہ ۷۲ میں اس کا مفصل ذکر ہے۔ تالمود میں بھی یہ ذکر آتا ہے کہ جب تعلیم دی جاتی ہے تو جنات جمع ہو جاتے ہیں چنانچہ قرآن میں بھی یہ ذکر آتا ہے (سورہ جن ۷۲: ۱) جنات کا بہت مفصل ذکر احادیث میں آیا ہے۔ ایسے قصے فارسی مذہب سے یہودیوں میں اور مسلمانوں میں آئے۔ بائیبل میں جبّاروں کا ذکر آتا ہے جو نفلیم کہلاتے ہیں جن کے معنی ہیں گرنے والے یعنی (۱) جو دوسروں پر ظلم کرنے کو گرتے ہیں یا (۲) جو آسمان سے گرائے گئے۔

مولوی محمد علی صاحب نے جنات سے جادوگر اور فالگیر مراد لئے جو محمد صاحب کے سامنے دعوے کرتے تھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور آگ کے شعلوں یا شہابوں کی مار پڑنے سے اُنکی ناکامیابی اور مایوسی مراد لی ہے۔ سر سید احمد خاں نے جنات سے گنوار دہقانی بدو لوگ مراد لی۔ عربوں میں چونکہ اس قسم کا عقیدہ تھا اور ایسے قصے مروج تھے اِس لئے قرآن میں اُن قصوں سے بھی نصیحت و عبرت کا سبق نکالا گیا۔

۱۹ و ۲۰۔ زمین اور پہاڑ اور ان کی پیداوار کا بیان۔ مقابلہ کرو اعمال ۱۴: ۱۷ "رواسی" مضبوط پہاڑ مقابلہ کرو۔ زبور ۶۸: ۹ و ۱۰

۲۳۔ یوحنا ۵: ۱۲

۲۶۔ انسان کے پیدا کرنے کا ذکر نیز دیکھو ۲۰ آیت۔ پیدائش ۲: ۷ ذ ۳: ۱۹ د ۲۳ واعظ ۱۲: ۷ ذ اکر نتھی ۱۵: ۴۷۔ مقابلہ کرو سورہ ۲۵: ۲۸ سے ۲۱ د ۳۳ سے ۲۷۔ سورہ ۵۵: ۱۰ سے ۱۷ از سورہ ۳۷: ۱۱ ذ ۱۸: ۳۰ ذ ۲۲: ۵ ذ ۳۰: ۲۰

۲۷۔ جنات کی پیدائش۔ سورہ جن ۷۲: ۱ سے ۱۲

۲۸۔ اِس قصہ کے ساتھ مقابلہ کرو یہودیوں کی تفسیر پیدائش ربیر (Judaism and Islam p 76)

۲۹ سے ۲۳۔ فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱: ۶)

اور اس قرینے میں یاد رکھئے کہ یونانی نام ابلیس آتا ہے (Diabolos) نہ کہ عبرانی نام شیطان۔ اِس سے کچھ پتہ لگتا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ مسیحی ہے نہ یہودی

۳۵ سے ۳۷۔ شیطان کو قیامت کے دن تک۔ مہلت دی گئی۔

۳۸۔ مقابلہ کرو سورہ ۷: ۱۶۔

۴۲۔ مقابلہ کرو متی ۴: ۲۲ ذ ایوب ۱: ۱۲ ذ ۲: ۶

۴۳ د ۴۴۔ جہنم کا بیان۔ اُس کے سات دروازے۔ قرآن میں جہنم کے سات مختلف نام آئے ہیں۔ (۷: ۱۵ ذ ۴۰: ۱۰۴ ذ ۱۰۱: ۹) سات دروازے اس لئے آئے کہ اُس میں سات طرفوں سے داخل ہوتے ہیں۔ تالمود میں بھی اُس کے سات نام آئے ہیں (J and Islam p 49) اور بعد ازاں اِن سات ناموں سے سات طبقے جہنم کے مراد لئے گئے چنانچہ زبور ا کی تفسیر مدراش ۱۲ میں یہی کی گئی کہ شریروں کے لئے جہنم میں سات طبقے ہیں اور یہودی روایتوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے اپنے بیٹے ابسلوم پر نوحہ کرتے وقت سات دفعہ "ہائے میرے بیٹے" کہہ کر اُس کو دوزخ کے سات طبقوں سے بچا لیا (۲ سموئیل ۱۹: ۱ سے ۵)

علاوہ ازیں یہودی کتابوں میں دوزخ کے سات پھاٹکوں کا بھی ذکر ہے (J & Islam p 49) اور ہر پھاٹک پر الگ الگ گروہ مقرر ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دوزخ کے دروازے پر ایک درخت ہے۔ اور قرآن میں اس درخت کا نام الزقوم آیا ہے۔ (سورہ ۳۷: ۶۰ ز ۴۴: ۴۳) دوزخی جس کا دودھ پیتے ہیں اور یہودی تصنیفات میں جہنم کے سردار کا بھی ذکر آتا ہے۔ کہ وہ ہر روز یہ چلاتا رہتا ہے "مجھے کھانے کو دو" (یسعیاہ ۵: ۱۴) قرآن میں مقابلہ کرو سورہ ۵۰: ۲۹ هل من مزید

۴۵ سے ۴۹۔ بہشت کا ذکر

۵۰ سے ۵۱۔ ابراہیم کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی مقابلہ کرو پیدائش ۱۷: ۱۵ سے ۲۷ ذ پیدائش ۱۸

:۹ سے ۱۵

۵۷ سے ۷۷۔ فرشتوں کا لوط کے پاس جانا اور سدوم و عمورہ کو تباہ کرنا۔ پیدائش ۱۹: ۱ سے ۲۹۔
سورہ ۶: ۸۶ ذ ۱۱: ۷۷ سے ۸۳ ذ ۱۵: ۶۱ سے ۷۷ ذ ۲۶: ۱۶۰ سے ۱۷۳ ذ ۲۷: ۵۴ سے ۵۸ ذ ۲۹: ۳۲ سے
۳۵ ذ ۳۷: ۱۳۳ سے ۱۳۶ ذ ۵۱: ۳۲ سے ۳۷ ذ ۵۳: ۵۳ و ۵۴ ذ ۵۴: ۳۴ سے ۳۸ ذ ۶۶: ۱۰

۷۸ و ۷۹۔ بن والے۔ شعیب کی قوم یا مدیان کے لوگ۔

کھلی شارع عام۔ غالباً وہ سڑک مراد ہے جس کی راہ سے قافلے حجاز سے شام کو جاتے تھے۔

۸۰۔ حجر کے رہنے والے ثمود کی قوم اور عاد کی قوم کا اکثر ذکر آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ثمود کا فرقہ آرام کے پوتے سے نکلا۔ یہ آرام نوح کا پوتا تھا۔ یہ فرقہ قوم عاد کے بعد دو سال سے زیادہ تک حجر یا حجار کے علاقہ میں (دیکھو سورہ ۱۵: ۸۰) اور وادی القریٰ کے میدان میں بستا تھا جو شام کی جنوبی سرحد پر اور عرب کی شمالی حد پر تھا۔ (دیکھو ۷: ۷۳ سے ۷۹ ذ ۱۱: ۶۱ سے ۶۸ ذ ۱۴: ۹ ذ ۱۵: ۸۰ سے ۸۴ ذ ۲۵: ۳۸ ذ ۲۶: ۱۴۱ سے ۱۵۹ ذ ۲۷: ۴۵ سے ۵۳ ذ ۲۹: ۳۸ ذ ۴۱: ۱۳ و ۱۴ ذ ۴۱: ۱۷ و ۱۸ ذ ۵۱: ۴۳ سے ۴۵ ذ ۵۳: ۵۱ ذ ۵۴: ۲۳ سے ۳۱ ذ ۶۹: ۴ و ۵ ذ ۸۹: ۹ ذ ۹۱: ۱۱ سے ۱۵۔

۸۲ و ۸۳۔ جو سزا اہل ثمود کو ملی اس کے مختلف نام آئے ہیں۔ یہاں بھونچال کی طرف اشارہ ہے جس کے آنے پر زمین سے بڑے زور کی آواز آئی (سورہ ۷: ۷۸) اور ان کے مکان گر پڑے (۲۷: ۵۲) اور ۵۴: ۳۱ میں ایک سخت آواز (صیحہ) آئی۔ ۵۱: ۴۴ میں ان کی سزا صاعقہ کہلاتی ہے سورہ ۶۹: ۵ میں یہ سزا طاغیہ کہلاتی ہے۔ جس کے معنی ہیں حد سے زیادہ یا سخت سزا۔ غالباً ان سزاؤں سے سخت بھونچال کی طرف اشارہ ہے۔

۸۷۔ سات آیتیں ۔ ۔۔۔ ان سے اکثروں نے سورہ فاتحہ مراد لی۔ کیونکہ اس کی سات آیتیں ہیں۔ اور اسی لئے اُن کو قرآن العظیم کہا۔ لیکن زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مثانی سارے قرآن کے لئے آیا ہے اور یہ لفظ عربی نہیں بلکہ عبرانی لفظ مشنا کا معرب ہے اور مشنا کے معنی کہنے کے ہیں بمقابلہ پڑھنے کے (قرأ یا قارا یعنی پڑھنا اور شانا بمعنی کہنا)۔ قرآن نے ساری یہودی تعلیم کے مقابلہ میں مثانی یا مشنا ہونے کا دعویٰ کیا۔

سبعاً من المثانی کے معنی یہ ہونگے۔ مثانی میں سے ساتواں۔ یہ پہلی پندرہ سورتیں سارے قرآن کا ساتواں حصہ ہیں۔ یا قرآن کی پہلی سات سورتیں یا سورہ تین تم ۲۶ سیپارہ کی۔ قرآن اس لئے مثانی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس میں قصے اور آیات کا تکرار پایا جاتا ہے۔ بائبل میں جس کتاب کا نام

استثنا ہے وہ بھی شانی کا ترجمہ ہے قرآن اُسی کے نمونہ پر ہے

۸۸- مقابلہ کرو۔ زبور ۳۰۷: ۳ سے آخر تک

۹۱- قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ یہاں غالباً قرآن سے کتاب مقدس مراد ہے اور قرآن کے بانٹنے والوں سے یہودی اور مسیحی فرقے مراد ہونگے جو کتاب مقدس کی بعض کتابوں کو مانتے اور بعض کو رد کرتے تھے۔ مثلاً یہودیوں میں صدوقی نامی فرقہ کے لوگ توریت کے سوا بائیبل کی اور کسی کتاب کو نہ مانتے تھے۔

۹۲ سے ۹۹ تک عام بیان ہے جو بار بار آچکا ہے۔

۵۵- سورہ انعام

سورہ ۶

شرح۔ محمد صاحب کے مکہ میں سکونت رکھنے کے آخری سال میں یہ سورہ نازل ہوئی اُس وقت محمد صاحب کو تقریباً بارہ سال مکہ میں وعظ کرتے گزر چکے تھے اور ایک صد آدمیوں سے بھی کم اُن پر ایمان لائے تھے اور ان میں سے بھی اکثر قریش کی سختیوں کی وجہ سے ابی سینا کو ہجرت کر گئے جہاں ابی سینا کے مسیحی بادشاہ نے اُن کو پناہ دی اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مدینہ کو بھاگ جانے کی تیاری کر رہے تھے اس سورہ کو اس طرح تقسیم کر سکتے ہیں:۔

۱- توحید الہی کی فتح ۱ سے ۱۰

۲- خدا کی رحمت ۱۱ سے ۲۰

۳- کثرت الالہ ۲۱ سے ۳۰

۴- حق کو ترک کرنا ۳۱ سے ۴۱

۵- اس ترک کرنے کی سزا ۴۲ سے ۵۰

۶- ایمانداروں کی جزا ۵۱ سے ۵۵

۷- الٰہی عدالت ۵۶ سے ۶۰

۸- الٰہی عدالت ۶۱ سے ۶۰

۹- اللہ کی اطاعت کی ضرورت اور ابراہیم کی دلیل ۷۱ سے ۸۳

۱۰- انبیا جنہوں نے ابراہیم کی پیروی کی ۸۴ سے ۶۱

۱۱- الہی مکاشفہ کی صداقت ۹۲ سے ۹۵

۱۲- حق کی آخرکار نتیج ۹۶ سے ۱۰۱

۱۳ بتدریج ترقی ۱۰۲ سے ۱۱۱

۱۴- مشرکوں کی مخالفت ۱۱۲ سے ۱۲۲

۱۵- بڑے بڑے مخالف ۱۲۲ سے ۱۳۰

۱۶ جس سزا کی دھمکی دی گئی وہ یقینی ہے (۱۳ سے ۱۴۱

۱۷- بت پرستوں کے نواہی ۱۴۲ سے ۱۴۵

۱۸- ممنوع کھانے اور بت پرستوں کے فضول عذر ۱۴۶ سے ۱۵۱

۱۹- زندگی کا دستورالعمل ۱۵۲ سے ۱۵۵

۲۰- ایمانداروں کی منزل مقصود ۱۵۶ سے ۱۶۶

اِس سورہ کا نام اِس لئے انعام رکھا گیا۔ کہ اس میں اُن مویشیوں کا ذکر ہے۔ جو عرب کے بت پرستوں کے توہمات اور رسوم سے علاقہ رکھتے تھے۔ جن کا ترک کرنا لازمی تھا۔

اس سورہ کا خاص مضمون توحید الہی کی تشریح کرنا ہے۔

۱- مقابلہ کرو پیدائش ۱-۱ اور زبور ۱۳۶: ۱ سے ۸

۲- مٹی سے پیدا کیا۔ پیدائش ۲: ۷ و واعظ ۱۲: ۷

قیامت کا ٹھیک دن مسیح کی دوسری آمد کی تاریخ کی طرح کسی کو معلوم نہیں اعمال ۱: ۷ ـ

۳- خدا پوشیدہ چیزوں کو بھی دیکھتا ہے۔ متی ۶: ۴ و ۶ و ۸ وغیرہ

۵- حق اُن کے پاس آیا دیوحنا ۱: ۱۰ و ۱۱

"جھٹلایا" جیسے نوح کو اور لوط کو وغیرہ مقابلہ کرو متی ۲۳: ۲۹ سے ۳۹

"ہنسی اڑا رہے" عبرانی ۱۱: ۳۶

۶- یہ مثالیں پیشتر دی جا چکی ہیں

۷ و ۸۔ قرآن کتاب کی صورت میں نازل نہیں ہوا۔ اور نہ فرشتہ ایسی کوئی کتاب لیکر آیا تھا۔ غالباً یہودیوں نے یہ اعتراض کیا ہوگا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کو خدا کی طرف سے لکھی ہوئی لوحیں ہی تھیں اور

فرشتوں کے وسیلے اُن کو شریعت دی گئی تھی۔ خروج ۳۱: ۱۸؛ گلتیوں ۳: ۱۹؛ عبرانیوں ۱۲: ۱۸ سے ۲۰؛ خروج ۱۹: ۱۲ و ۱۸ و ۱۹

''ہاتھوں سے چھو لیتے'' جیسے موسیٰ کے ہاتھوں نے ان لوحوں کو چھوا اور اُس نے لوگوں کے گناہوں سے ناراض ہو کر توڑ ڈالا تھا اور لوگوں پر عذاب نازل ہوا تھا۔

۹۔ دیکھو آیت ۵ کی شرح

۱۰۔ دیکھو متی ۲: ۱۹؛ ۲۷: ۲۹ و ۳۱ و ۴۱؛ ۲ سلاطین ۲: ۲۳؛ اعمال ۱۷: ۳۲؛ عبرانیوں ۱۱: ۱۱ سے ۱۴۔ اِسی قسم کی دلیل یسعیاہ ۲۵: ۵ سے ۹؛ ۴۳: ۱۰ سے ۱۳؛ ۴۶: ۸ و ۹؛ زبور ۱۰۴: ۱۶ سے ۱۸۔ خدا کی قدرت کا بیان دانیال ۳: ۲۹؛ ۴: ۱۷ و ۲۵ و ۳۲ و ۳۵؛ ۵: ۲۱۔

۲۰۔ بعض یہودی جو مدینہ سے مکہ کو گئے تھے۔ حج کے موقعہ پر وہ ایک آنے والے نبی اور مسیح کے منتظر تھے اور انہیں لوگوں نے محمد صاحب کے ساتھ عہد کیا تھا اور مدینہ میں جا کر اُن کی طرف سے اشاعت کی تھی اور جب وہ دوسرے سال حج کے موقعہ پر گئے تو محمد صاحب کو مدینہ جانے کی دعوت دی اور ان کی حمایت و حفاظت کا وعدہ کیا۔ نیز دیکھو رومیوں ۸: ۱۸

۲۵۔ پردے ڈال دئے۔ بائیبل کے محاورہ کے مطابق ''ان کے دِل سخت کر دئے'' جیسے فرعون کا خروج ۴: ۲۱؛ یشوع ۱۱: ۲۰؛ مرقس ۶: ۵۲؛ یوحنا ۱۲: ۴۰؛ رومیوں ۹: ۱۸۔

''اگلیوں کی کہانیاں'' اِس اعتراض کا بار بار ذکر آیا ہے سورہ نحل ۱۶: ۲۴ (۲۶)؛ ۶: ۲۵؛ ۸: ۳۱؛ ۲۳: ۸۵ (۸۳)؛ ۲۵: ۶ (۵)؛ ۲۷: ۷۰ (۶۸)؛ ۴۶: ۱۶ (۱۷)؛ ۶۸: ۱۵؛ ۸۳: ۱۳

۲۶۔ بت پرست عربوں کے سوا یہودی فرقہ صدوقی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نہ مردوں کی قیامت ہے نہ روح نہ فرشتہ جیسا پہلے ذکر آ چکا ہے

۳۳۔ جب بنی اسرائیل نے حضرت سموئیل کی حکومت سے انکار کیا تو خدا نے ایسا ہی کہا تھا۔ ۱ سموئیل ۸: ۶ و ۷

۳۴۔ متی ۵: ۱۷ و ۱۸؛ یسعیاہ ۴۰: ۸

۳۵۔ اِس تمثیل یا تشبیہ کے سمجھنے کے لئے دیکھو رومیوں ۱۰: ۶ و ۷؛ استثنا ۳۰: ۱۱ سے ۱۴

۳۸۔ لوح محفوظ۔ اصل میں ہے ''کتب''۔ دو طرح کی کتابوں کا ذکر بائیبل میں آیا ہے۔ ایک تو کتاب حیات ہے۔ جس میں سب ایمانداروں کے نام درج ہیں۔ جو بہشت میں جائینگے خروج ۳۲: ۳۲ و ۳۳؛ [illegible]؛ زبور ۴۰: ۷؛ مکاشفہ ۲۰: ۱۲۔ ایک دوسری کتاب معلوم ہوگی جس میں ہر شے درج ہے

متی ۱۰: ۳۰

۴۹- مقابلہ کرو رومیوں ۹: ۱۵ اور ۱۸ خروج ۳۳: ۱۰

۴۰ سے ۴۹- عام واعظانہ کلام

۵۰ سے ۵۲ محمد صاحب کا اقرار - مقابلہ کرو اعمال ۳: ۶

۵۳- اسی قسم کا اعتراض قرح وغیرہ نے موسیٰ کے بارے میں کیا تھا گنتی ۱۶: ۳ -

۵۴- مقابلہ کرو گنتی ۱۵: ۲۵

۵۷ و ۵۸- جلدی مچا رہے ہو- یعنی سزا کے نزول کے لئے۔

۵۸ و ۵۹- خدا ہمہ دان ہے -

۶۱- نگہبان- یعنی محافظ فرشتے- سورہ رعد ۱۳: ۱۱- انجیل میں بھی بچوں کے محافظ فرشتوں کا ذکر ہوا ہے- موت کے فرشتے کا بھی ذکر آیا ہے-

۶۳ سے ۶۵- مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۶ و ۱۳ و ۱۹ و ۲۸ وغیرہ- تین قسم کی سزاؤں کا ذکر ہے (۱) اوپر سے سزا جیسے طوفان نوح اور سدوم و عمورہ کی بربادی کے وقت ہوا (ب) پیروں کے نیچے سے جیسے کال جو حضرت یوسف کے ایام میں مصر میں سات سال پڑا (ج) باہمی جنگ جن سے کئی حکومتیں تباہ ہوئیں- جیسے جدعون کے ایام میں قاضیوں ۷: ۲۲

۶۶- "تیری قوم" یعنی قریش نے محمد صاحب کی باتوں کو جھٹلایا-

۶۷- "ہر ایک خبر" یا ہر ایک نبوت کے پورا ہونے کا وقت مقرر ہے (دانیال ۱۱: ۲۹ و ۳۵ و ۹: ۲۴ سے ۲۷- گلیتون ۴: ۴-

۶۸- مقابلہ کرو زبور ۱: ۱- ٹھٹھے بازوں سے ایسے لوگ مراد ہیں جو دینی باتوں کا مضحکہ اڑاتے رہتے ہیں ۲ پطرس ۳: ۳ ز امثال ۹: ۱۲ و ۱۹: ۲۸- مکہ میں بھی ایسے لوگ بکثرت تھے

۷۰- "ایسے لوگوں کو چھوڑ دو" مقابلہ کرو متی ۷: ۶ و ۲ تیمتھیس ۲: ۲۳ و ۲۴ و ۳: ۴ و ۵

۷۱- "کھولتا ہوا پانی"- غالباً اُس پانی سے تشبیہ لی گئی جو پرکھنے کے لئے شریعت کے مطابق بعض عورتوں کو پلایا جاتا تھا گنتی ۵: ۲۱ و ۲۲ سے ۲۵

۷۳- مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۵: ۱۸ و ۱۹

۷۴ و ۷۵ سے ۸۴- ابراہیم کے نفرہ میں دیکھو (J and Islam p 96 to 102)

۸۵- حضرت ابراہیم کے فرزند اسحٰق تھے اور اسحٰق کے فرزند یعقوب پھر نوح کا ذکر ہے

یہاں ترتیب پر زور نہیں بلکہ نصیحت پر

۸۶، ۸۷ سے ۸۹ میں بھی انبیا کو ترتیب کے لحاظ سے بیان نہیں کیا۔ ان میں سے بعضوں کو کتب سماوی عطا ہوئیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی کثرت الالٰہ ماننے لگا وہ ہلاکت کا مستوجب تھا (استثنا ۱۸: ۲۰ سے ۲۲)۔

۹۰۔ جن کو کتاب دی۔ یعنی توریت۔ زبور انجیل وصحف انبیا دئے گئے۔ ان میں سے حضرت دانیال اور مکاشفہ کی کتاب میں عدالت اور نبوت کا خاص ذکر ہے۔ اسی طرح یسعیاہ اور یرمیاہ وحزقیل کی کتابوں میں۔ انہی کے نمونہ پر محمد صاحب قوموں کو یاد دلاتے اور ڈراتے ہیں۔

'حکومت' یا عدالت یا دانائی جیسے حضرت سلیمان کو (۱ سلاطین ۳: ۵ سے ۱۵)

۹۲۔ توریت کی تعریف جا بجا آئی ہے۔ سورہ ہود: ۲۰ و ۱۲۱؛ سورہ انبیا: ۴۹۔ سورہ مائدہ: ۴۸؛ سورہ انعام: ۹۱ و ۱۵۵؛ سورہ قصص: ۴۳؛ سورہ سجدہ: ۲۳؛ سورہ نجم: ۳۷ و ۳۸؛ سورہ اعلیٰ: ۱۹؛ سورہ آل عمران: ۲

اِس کے ساتھ مقابلہ کرو زبور ۱۱۹ جو سراسر توراۃ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے

"ورق بنا رکھے" (قراطیس جمع قرطاس۔ کاغذ)۔ توریت شریف کاغذوں کے طومار پر لکھی گئی اور وہ طومار لپٹا رہتا تھا اور جس مقام کو پڑھنا ہوتا اُس طومار میں سے وہ جگہ نکال لیتے۔ جمع کا لفظ اس لئے آیا ہے کہ اِس طومار میں کاغذوں کو جوڑ کر ایک لمبا کاغذ بنا لیتے اور جسے وہ لپیٹ کر رکھتے۔ ایسے طوماروں کا ذکر بائیبل میں کئی جگہ آیا ہے (یرمیاہ ۳۶: ۲؛ حزقیل ۲: ۹؛ زکریاہ ۵: ۱؛ عزراہ ۶: ۱؛ یسعیاہ ۸: ۱)

محمد علی صاحب نے جو بکھرے ورقے ترجمہ کیا ہے اور نذیر احمد صاحب نے بھی ورق ترجمہ کیا وہ موجودہ کتابوں کی صورت کے لحاظ سے کیا۔ لیکن یہ طومار موجودہ کتابوں کی صورت میں نہ تھے بلکہ ایسے تھے جیسے ہندو جنم پتریاں طومار کی صورت میں بنائی جاتی ہیں۔

چونکہ یہ طومار قیمتی ہوتے تھے اور خاص ربیوں کے ہاتھ میں تھے عوام اُن سے واقف نہ تھے سوائے ان مقامات کے جو سبت کے روز عبادتخانوں میں پڑھے جاتے تھے۔ قرآن بھی شروع میں کتاب کی صورت میں نہ اُترا تھا۔ پیچھے کتاب کی صورت میں جمع کیا گیا۔ مختلف اشخاص کے پاس اُس کے مختلف حصے تھے۔

۹۳۔ قرآن کی تعریف کہ وہ پہلی کتابوں کا مصدق ہے اور اہالیان ام القریٰ اور اُس کے

قرب وجوار کے لوگوں کے لئے تیار ہوا۔ امُ القرا سے غالباً مدینہ مراد ہے جہاں محمد صاحب کو اکثر یہودیوں سے واسطہ پڑا۔ اس لئے بعضوں کا خیال ہے کہ یہ آیات مدنی ہیں۔ اگرچہ بعضوں نے ام القری سے مکہ مراد لی۔

۹۴۔ مقابلہ کرو۔ استثناء ۱۸: ۱۸ سے ۲۲

"ایسا ہی میں بھی اتار دوں"۔ یہ دعویٰ بھی مسیلمہ نے کیا تھا۔ جو ہجرت کے نو سال بعد برپا ہوا۔ اس سے بھی یہ تائید ہوتی ہے کہ یہ آیات مدنی ہیں۔

۹۵ سے ۱۰۰ تک عام صداقت کا ذکر ہے جو پہلے بھی آچکا ہے۔

۱۰۱۔ جنات کا ذکر دیکھو سورہ جن کی تشریح۔

خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں جیسے لات۔ منات۔ عزی یہ دیویاں مانی گئی تھیں۔ جنکی پرستش مکہ کے مشرک لوگ کرتے تھے اور اُن کے بت کعبہ میں دھرے تھے (سورہ ۵۳: ۱۹)

۱۰۲۔ یہ دیویاں خدا کی بیٹیاں کہلاتی تھیں۔ اس لئے ان مشرکوں کو یہ جواب دیا گیا کہ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور خدا کے لئے بیٹیاں۔ خدا کی تو نہ بیوی ہے اور نہ اولاد۔ ہندوؤں کی طرح یہ مشرک بھی ہر دیوتا کی بیوی ٹھیراتے تھے۔ جیسے وشن کی بیوی لکشمی اور شوجی کی بیوی پاربتی۔ لیکن قرآن نے ایسی تعلیم کی زور کے ساتھ تردید کی۔

۱۰۴۔ خدا کو نہ کسی نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے (یوحنا ۱: ۱۸ و استثناء ۴: ۱۲ و ۱تیمتھیس ۶: ۱۶) لیکن وہ ہر ایک کو دیکھتا ہے (زکریاہ ۴: ۱۰ و امثال ۱۵: ۳)

۱۰۵ سے ۱۰۸۔ وہی نصیحت پھر دُہرائی گئی

۱۰۹۔ بہت عمدہ نصیحت ہے مقابلہ کرو اعمال ۱۷: ۲۳ و ۲۴ و ۱۶

۱۱۰۔ بے ایمان سنگدل ایسا مطالبہ کیا ہی کرتے ہیں حالانکہ وہ خلوص دل سے ایسا نہیں کرتے دیکھو مرقس ۱۵: ۳۲

۱۱۲۔ مقابلہ کرو لوقا ۱۶: ۲۵ سے ۳۱۔ نیز دیکھو اسی سورہ کی آیت ۱۲۳

فرشتوں کو اتارتے۔ دیکھو آیت ۱۵۹۔ فرشتوں کے بھیجے جانے کے مقاصد مختلف تھے۔ مثلاً (۱) انبیا کے پاس خدا کا کلام پہنچانا (ب) شریروں کو سزا دینا (ج) خدا کے احکام بجا لانا (د) آدمیوں کے دلوں میں نیک خیال ڈالنا

۱۱۳۔ "دھوکا دینے کی غرض سے" مقابلہ کرو:

۱۱۵۔ اہل کتاب کا ذکر۔ محمد صاحب کو بھی ایک جگہ ہدایت ہے کہ اگر وہ شک میں ہوں تو اہل کتاب سے دریافت کریں (سورہ یونس ۱۰: ۹۴)

۱۱۹۔ اللہ کا نام لیا گیا۔ اسیمتھس ۴: ۴ و ۵ ذا کرنتھی ۱۰: ۲۷ جن چیزوں پر بتوں کا نام لیا گیا وہ نہ کھاؤ

۱۲۰۔ حلال اور حرام کی فہرست (احبار ۱۱: ۱ سے آخر تک۔ سورہ انعام۔

۱۴۲ سے ۱۴۸۔ سورہ بقرہ ۱۶۷ وغیرہ سورہ مائدہ ۵: ۴ و ۵ وغیرہ

البتہ حالت مجبوری میں سب کچھ مباح ہے

۱۲۱۔ ظاہری اور پوشیدہ گناہ میں امتیاز۔ مقابلہ کرو متی ۵: ۱۲ سے ۴۸

۱۲۲۔ جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا۔ یعنی جن پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ جسے انجیل میں بتوں کی قربانیاں کہتے ہیں۔ اکرنتھی ۱۰: ۱۹ سے ۲۲

۱۲۳۔ مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر پرانے عہد نامہ میں بھی ہے اور نئے عہدنامے میں بھی خداوند مسیح بھی مردوں میں سے جی اُٹھا اور چالیس دن تک اپنے شاگردوں کو دکھائی دیتا رہا۔ اور یہ الفاظ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ۔ ان کے جی اٹھنے پر بخوبی صادق آتے ہیں

۱۳۱۔ خدا نے کسی قوم کو بے گواہ نہیں چھوڑا یعنی کوئی نہ کوئی ہادی اُن کی طرف بھیجا گیا۔ البتہ جنات کی طرف کسی جن کو پیغمبر بنا کر بھیجنے کا ذکر بائبل میں نہیں آیا (اعمال ۱۴: ۱۷ و ۱۸)

۱۳۲۔ "ظلم سے ہلاک کرنے والا نہیں" پیدائش ۱۸: ۲۰ سے ۳۳

۱۳۳۔ "سب کے درجے ہونگے"۔ مقابلہ کرو اکرنتھی ۱۵: ۴۱ و دانیال ۱۲: ۲ سے ۴

۱۳۷۔ عرب بت پرستوں کا یہ دستور تھا کہ کھیتوں اور مویشیوں کی پیداوار سے ایک حصہ خدا کے لئے مقرر کرتے اور دوسرا حصہ بتوں کے لئے۔ بتوں کا حصہ تو بتوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ لیکن خدا کے حصہ میں سے وہ کچھ لیکر بتوں کے لئے استعمال کرتے تھے اگرچہ خدا کے حصے میں سے کچھ غریبوں اور محتاجوں کے لئے بھی خرچ ہوتا تھا۔

شریکوں سے غیر معبود مراد ہیں یا اُن بتوں کے پجاری۔

۱۳۸۔ یہاں بھی عرب بت پرستوں کے رواج کا ذکر ہے۔ جو اپنی لڑکیوں کو زندہ دبا دیتے یا بتوں کے آگے قربانی چڑھاتے تھے۔ یہ رواج بنی اسرائیل میں بھی بت پرستوں کے ذریعہ رواج پکڑ گیا تھا (اسلاطین ۱۱: ۳ سے ۸ و ۲ سلاطین ۲۱: ۶) اگرچہ توریت میں اس کی ممانعت تھی (احبار ۱۸: ۲۱

۱۳۹ و ۱۴۰۔ مقابلہ کرو سورہ مائدہ: ۱۰۳ اور احبار ۱۱ باب۔ عرب بت پرستوں کے رواج کی طرف اشارہ ہے۔

۱۴۲۔ پہلے پھلوں کے بارہ میں ہدایت خروج ۲۴: ۲۹ ز استثنا ۱۸: ۴ ز رومیوں ۱۱: ۱۶

۱۴۳۔ مقابلہ کرو احبار ۱۱ باب سے ز ۱۷: ۱۵ از استثنا ۱۴: ۲۱

۱۴۶۔ مقابلہ کرو اعمال ۱۵: ۱۹ و ۲۰ ز احبار ۱۱: ۷ ز یسعیاہ ۶۵: ۴ ز ۶۶: ۳ و ۱۷ ز احبار ۳: ۱۷ ز ۷: ۲۳

۱۴۷۔ چربیوں کو حرام کر دیا۔ احبار ۳: ۱۶ و ۱۷۔ چربی قربانی کا بہترین حصہ تھا۔ اور وہ خدا کو چڑھایا جاتا تھا۔ لیکن عوام یہود کو اُس کے کھانے کی ممانعت تھی۔ قرآن میں اس کی وجہ بتائی گئی ہے۔ کہ یہودیوں کی سرکشی کی باعث یہ ممانعت ہوئی احبار ۷: ۲۳ سے ۲۷ چربی کھانے کی ممانعت کی وجہ احبار ۳: ۱۶ و ۱۷ میں یہ بتائی گئی۔ کہ یہ خدا کے لئے مخصوص ہے اور خون کھانے کی ممانعت کی دو وجوہات بتائی گئی ہیں (ا) آدمی کی جان خون میں ہے اور (ب) وہ مذبح پر خدا کیلئے چڑھایا جاتا ہے (پیدائش ۹: ۴ ز احبار ۱۷: ۱۰ سے ۱۴) لیکن اس کا ذکر نہیں کہ یہودیوں کی سرکشی کی وجہ سے ممانعت ہوئی۔

۱۴۸۔ اس قسم کی دلیل تقدیر کے ماننے والے اور خیر و شر کو خدا سے منسوب کرنے والے اور ہمہ اوست تعلیم کے ماننے والے پیش کیا کرتے ہیں۔

۱۵۲۔ حرام شے کی فہرست: ۔ (ا) شرک۔ پہلا موسوی حکم۔ (ب) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو۔ بلکہ اُن کی عزت کرو۔ پانچواں موسوی حکم۔ (ج) قتل نہ کرنا جس میں بچہ کشی اور دیگر انسانی خون کرنے کی ممانعت ہے۔ چھٹا موسوی حکم۔ (د) یتیم کے مال کو غصب کرنا۔ استثنا ۱۰: ۱۸ ز ۱۴: ۲۹ ز یعقوب ۱: ۲۷ وغیرہ (ﮦ) پورا ناپ احبار ۱۹: ۳۶ ز استثنا ۲۵: ۱۳ و ۱۵ ز امثال ۱۱: ۱ ز ۲۰: ۱۰ ز میکہ ۶: ۱۱ (و) طرفداری نہ کرو انصاف کرو۔ میکہ ۶: ۹

۱۵۵۔ توریت شریف کی تعریف جو کامل اور مفصل ہے اور خدا کے ساتھ ملنے کا وسیلہ ہے۔

۵۶۔ غالباً یہاں بھی توریت کا ذکر ہے۔ جس کے ماننے کا ذکر بار بار آ چکا ہے ۱۱۹ ز بور کو دیکھو اگرچہ اہل اسلام یہاں کتاب سے قرآن مراد لیں۔

۱۵۷ و ۱۵۸۔ اہل عرب یہ کہتے تھے کہ یہودیوں کو توریت و زبور ملی اور مسیحیوں کو انجیل ملی۔ محمد صاحب کو کیوں کوئی کتاب نہیں ملی۔ وہ ان سورتوں کو جن میں توریت و انجیل وغیرہ کا خلاصہ تھا نازل شدہ کتاب نہ مانتے تھے۔ اس لئے اُن کی سزا کا ذکر ہے۔

فرشتہ کا آنا سزا کے لئے۔ اور جب یہ سزا کا وقت آ جائیگا۔ تو پھر تو یہ ایمان کا موقعہ نہ رہیگا۔

۱۶۰۔ تفرقے۔ یعنی یہودیوں اور مسیحیوں میں جو تفرقے پیدا ہو گئے تھے دیکھو اکرنتھی ۱:۱۰ سے ۸

۱۶۲۔ ابراہیم کا طریقہ۔ کہ وہ ایک خدا کو مانتا تھا۔

۱۶۳ سے آخر تک۔ عدالت کے دن کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہاں کفارہ یا شفاعت کی تعلیم کی تردید ہے۔ لیکن قرآن کے دوسرے مقامات کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ظاہر ہے کہ خدا جس کو چاہے۔ اُس دن شفیع مقرر کریگا۔ پس جہاں مسیح کی شفاعت کا ذکر انجیل میں آیا ہے۔ اس کی تردید اِس آیت سے نہیں ہوسکتی مقابلہ کرو سورہ سبا: ۲۲ ذ سورہ مدثر: ۴۸ ذ سورہ زمر: ۴۵ سورہ انبیا ۲۸ و ۲۹ ذ سورہ مریم: ۹۰ و ۹۱

سورہ مریم کی آیات میں یہ بتایا گیا ہر وہاں لوگ کسی کی سفارش کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ہاں جس نے خدائے رحمان سے وعدہ لیا ہے (ترجمہ نذیر احمد) اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ رومیوں ۸:۲۶ سے ۲۷ ذ ایوحنا ۲: ا و ۲

۵۶۔ سورۃ الصافات

سورہ مکی — سورہ ۳۷

الصافات۔ اِس سورہ کے شروع کے لفظ سے یہ نام اِس سورہ کا رکھا گیا۔ اس کا ترجمہ "لشکروں" کیا گیا ہے یا وہ لوگ جو صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اس کی تقسیم یوں کر سکتے ہیں۔

ا۔ توحید غالب ہوگی ۱ سے ۲۱

ب۔ روز عدالت۔ شریروں کو سزا ۲۲ سے ۷۴

ج۔ حضرات نوح اور ابراہیم کی منادی ۷۵ سے ۱۱۳

د۔ حضرات موسیٰ۔ ابلیاہ اور لوط کا بیان ۱۱۴ سے ۱۳۸

ہ۔ حضرت یونس اور ان کی فتح ۱۳۹ سے ۱۸۲

ا۔ قسم۔ اِس کا ذکر پہلے مقاموں میں ہو چکا۔

لشکروں کی۔ بائبل میں خدا کے لشکروں کا ذکر آیا ہے اور مختلف معنی میں مثلاً (۱) فرشتے پیدائش ۳۲: ۲ ذ لوقا ۲: ۱۳ (۲) بنی اسرائیل زبور ۱۰۸: ۱۱ (۳) ستارے زبور ۳۳: ۶ ذ استثنا

۴: ۱۹ ؛ ایوب ۳۸: ۷۔ اِسی لئے خدا لشکروں کا خداوند کہلاتا ہے۔ ۱ سموئیل ۱: ۱۱ ؛ ۲ سموئیل ۶: ۲ وغیرہ یہاں بھی غالباً ''لشکروں'' سے یہی مراد ہے۔ غازیوں کی صفوں کا ذکر نہیں کیونکہ ابھی تک وہ پائے نہیں جاتے۔

۲ و ۳۔ مقابلہ کرو زبور ۱۳۵: ۱ و ۲ ؛ زبور ۱۴۸: ۱ سے ۴

۴ و ۵ و ۶۔ دیکھو زبور ۱۴۸: ۵ اور ۱۳ و ۱۴ ؛ پیدائش ۱: ۱۴: ۱۵

۷ سے ۱۰۔ جیسا کہ ذکر ہوا کہ شیاطین کو آسمان میں گھسنے کی ممانعت ہے دیکھو سورہ ۱۵: ۱۷ ؛ ۳۷: ۸ ؛ ۷۲: ۸ اور نیز دیکھو سورہ ۵۲: ۳۸ ؛ سورہ ۶۷: ۵ ؛ سورہ ۷۲: ۸

۱۱ سے ۱۸۔ اِن اعتراضات کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

۱۹۔ ''قیامت ایک للکار ہے''۔ تھسلنیکے ۴: ۱۶

۲۰ سے ۳۰۔ اِن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

۳۱ سے ۳۵۔ مکرر بیان

۳۶۔ پہلے بھی ان کے اِس اعتراض کا ذکر ہوا۔

۴۱۔ ''راتب بندھے ہونگے''۔ اِس کا بھی ذکر آچکا۔ مقابلہ کرو سورہ ۸: ۴ ''رزق کریم'' ۲۴: ۲۶ وغیرہ

۴۲ سے ۵۰ تک بہشت کی نعمتوں کا ذکر۔ اِس کے مختلف نام (۱) جنات عدن (۲) جنات النعیم یا جنۃ النعیم (۳) جنات الفردوس

مقابلہ کرو۔ سورہ ۹: ۷۳ و ۱۳ ؛ ۲۳: ۱۶ ؛ ۳۳: ۱۸ ؛ ۳۰: ۱۹ ؛ ۶۲: ۲۰ ؛ ۸۷: ۳۵ ؛ ۳۰: ۳۸ ؛ ۵۰: ۴۰ ؛ ۸: ۶۱ ؛ ۱۲: ۶۵ ؛ ۷۰: ۱۰ ؛ ۹: ۲۲ ؛ ۵۵: ۳۱ ؛ ۷: ۳۷ ؛ ۴۲: ۴۸ ؛ ۳۴: ۶۸ ؛ ۲۶: ۸۵ ؛ ۵۶: ۸۸ ؛ ۷۰: ۳۸۔

عدن تو عبرانی لفظ ہے۔ نہ صرف اُس مقام کے لئے وہ یہ لفظ استعمال کرتے تھے بلکہ ایمانداروں کی آئندہ خوشحالی کی حالت کے لئے بھی۔

جنت الفردوس مسیحیوں میں زیادہ مستعمل تھا۔ اگرچہ یہودیوں میں بھی پیچھے یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ دیکھو سورہ ۱۸: ۱۰۷ ؛ ۲۳: ۱۱

انجیل میں یہ لفظ اِن مقامات میں پایا جاتا ہے۔ لوقا ۲۳: ۴۳ ؛ ۲ کرنتھی ۱۲: ۴ ؛ مکاشفہ ۲: ۷ اِس کے معنی باغ ہیں۔ عربی میں بھی یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔

۴۵۔ سفید شراب۔ غالباً مکاشفہ ۴: ۶ و ۲۲: ۱ کی طرف اشارہ ہوگا۔ شراب سے پینے کی بہترین شے مراد ہوگی نہ مروجہ معنوں میں۔

۴۸ سے ۵۰۔ حوروں کا ذکر۔ مقابلہ کرو سورہ ۵۵: ۵۶ سے ۷۸۔ مولانا محمد علی نے ان سے عورتوں کی نیک سیرتی کا تصور مراد لیا۔ یہودیوں اور مسیحیوں میں تو حوروں کا ذکر نہیں آیا۔ البتہ فارسی مذہب میں ان کا ذکر یوں ہوا ہے۔ کہ حوریں دو قسم کی ہیں ایک گورے رنگ کی اور دوسری کالے رنگ کی۔ گورے رنگ کی حوریں وہ نیک سیرتیں جو ایمانداروں نے اِس دنیا میں حاصل کیں وہ نیک سیرتیں گوری عورت کی صورت میں عاقبت کو ملیں گی۔ اور کالے رنگ کی حوریں شریروں کی بدسیرتیں ہیں جو عاقبت کو کالے رنگ کی صورت میں بدکاروں کو ملیں گی۔

۶۲ سے ۶۶۔ "تھوہر کا درخت" مولانا بیضاوی لکھتے ہیں کہ یہ ایک درخت کا نام ہے۔ جس کے پتے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جن سے بدبو آتی ہے اور مزہ میں تلخ وغیرہ۔

نیز دیکھو سورہ ۴۴: ۴۳

دوزخیوں کو پینے کے لئے کھولتا پانی ملے گا۔ انجیل میں ذکر ہے کہ شیاطین اور بے ایمان آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالے جائیں گے۔ اِس لئے وہ وہی پانی پیئیں گے جو اس جھیل کا ہوگا۔ (مکاشفہ ۱۹: ۲۰)

۷۵ سے ۸۲۔ حضرت نوح کا ذکر جو مسلمانوں میں نبی اللہ کہلاتے ہیں (سورہ ۱۱: ۲۷ سے ۳۶ و ۳۸ و سورہ ۷۱: ۲۷ سے ۲۹ و سورہ ۱۱: ۳۹ سے ۴۶ و ۴۷ سے ۵۰

۸۳ سے ۱۱۱۔ حضرت ابراہیم کا ذکر مقابلہ کرو پیدائش ۱۷ سے ۲۰ باب تک

بیٹے کے لئے خدا سے درخواست پیدائش ۱۸: ۹ سے ۱۵

ابراہیم کے ایمان کا ذکر سورہ ۱۶: ۱۲۴

وہ موحد و حنیف تھا سورہ ۲: ۱۲۹ و سورہ ۳: ۶۰ و ۶: ۷۹ و ۱۶: ۱۲۱ و ۱۲۴

وہ نہ یہودی تھا اور نہ عیسائی سورہ ۲: ۱۳۴

یہودی کہتے تھے کہ ہمارا باپ امجد حضرت ابراہیم ساری شریعت کو مانتا تھا (پیدائش ۲۶: ۵)

وہ خلیل اللہ کہلائے سورہ ۴: ۱۲۴ و ۲ تواریخ ۲۰: ۷ و یعقوب ۲: ۲۳

کہتے ہیں کہ انہوں نے کعبہ کو تعمیر کیا سورہ ۲: ۱۱۹ وغیرہ۔

وہ وہاں کی ہیکل میں رہے سورہ ۱۴: ۴۰ اور

چند صحیفے لکھے سورہ ۸۷: ۱۹۔ یہودی ربیوں کی بھی یہی رائے تھی کہ انہوں نے ایک صحیفہ بنام سفر جزیرہ تصنیف کیا۔

اُنہوں نے حقیقی عرفان کس طرح سے حاصل کیا۔ اپنے والد کو صحیح ایمان کی طرف دعوت دی بتوں کو ایک بُت خانہ میں تباہ کیا (سورہ ۶: ۷۴ سے ۸۲ و ۱۹: ۴۲ سے ۵۱ و ۲۱: ۵۲ سے ۶۹ و ۲۲: ۴۳ و ۲۶: ۶۹ سے ۱۰۵ و ۲۹: ۱۵ سے ۲۳ و ۳۷: ۸۱ سے ۹۵ و ۴۳: ۲۵ سے ۲۸ و ۶۰: ۴ سے ۶)

انہوں نے اپنے باپ کے لئے دعا کی کہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچ جائے (سورہ ۹: ۱۱۵ و ۲۶: ۸۶ سے ۱۰۴ و ۶۰: ۴)

لوگوں نے اُن کو آگ میں ڈلوایا لیکن خدا نے ان کو آگ میں سے بچا لیا (سورہ ۲: ۲۶۰ و ۲۱: ۶۹ سے ۷۴ و ۲۹: ۲۳ سے ۲۷ و ۳۷: ۹۵ سے ۹۹۔

اِس سارے قصے کے ساتھ مقابلہ کرو۔ مدراش ربہ پیدائش کی تفسیر جو یہودیوں میں مروج ہے (J and Islam pp 96, 97)

۱۱۲ و ۱۱۳۔ حضرت اضحق اور اُن پر برکتوں کا ذکر۔ ان کی نسل میں نیکو کار۔ مقابلہ کرو سورہ ۱۵: ۵۴ کا پیدائش ۱۷: ۱۷ سے

البتہ ایک مقام میں حضرت سارہ کی ہنسی بیٹے کی خوشخبری سے پہلے مذکور ہے سورہ ۱۱: ۷۴ بیٹے کی قربانی کا ذکر عام الفاظ میں سورہ بقر ۲: ۱۱۸ و لیکن تفصیل کے لئے دیکھو سورہ ۳۷: ۹۹ سے ۱۱۴۔ یہ وعدہ بیٹے کی بشارت کا ان تین مقامات میں آیات ہے سورہ ۱۱: ۷۴ و ۳۷: ۹۹ ۱۱۲ اور سورہ ۱۱: ۷۴ میں یہ وعدہ صاف طور سے حضرت اضحاق کے بارے میں ہے۔ لیکن سورہ ۳۷ کی ترتیب کی وجہ سے مسلمانوں نے سمجھا کہ حضرت اسماعیل کی قربانی کا حکم حضرت ابراہیم کو ہوا

فرشتوں کی ملاقات کا ذکر جو پیدائش ۱۹: ۱ سے ۲۷ میں ہوا وہ قرآن کے کئی مقامات میں مذکور ہے (سورہ ۷: ۷۸ سے ۸۳ و ۱۱: ۷۹ سے ۸۵ و ۱۵: ۶۱ سے ۷۸ و ۲۲: ۴۳ و ۲۶: ۱۶۰ سے ۱۷۶ و ۲۷: ۵۵ سے ۶۰ و ۲۹: ۲۷ سے ۳۵ و ۳۷: ۱۳۳ سے ۱۳۷ و ۵۴: ۳۳ سے ۳۹۔

مسلمانوں میں اس قربانی کے بارے میں اختلاف ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اضحق کی قربانی کا حکم ہوا۔ وہ سورہ ۳۷: ۹۹ کو پیش کرتے ہیں۔ کہ جس کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی اس کی قربانی کا حکم ہوا۔ اور قرآن میں اضحاق کے سوا کسی دوسرے بیٹے کی بشارت دیئے جانے کا ذکر پایا نہیں جاتا (دیکھو سورہ ہود ۱۱: ۷۴)

لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت اسماعیل کی قربانی کا حکم ہوا وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس قربانی کے حکم کی تکمیل کے بعد اضحاق کی پیدائش کی بشارت دی گئی
سورہ ۳۷ : ۱۱۲ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس کی قربانی کا حکم ہوا وہ دوسرا شخص تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سورہ ہود ۱۱ : ۷۴ میں جہاں اضحاق کی پیدائش کی خبر دی گئی وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس کے بعد یعقوب کی پیدائش کا وعدہ ہوا۔ پس اضحاق کی قربانی کا حکم کیسے ہو سکتا ہے یہ دلیل بہت زور نہیں رکھتی (مقابلہ کرو پیدائش (۲۱ : ۱۲ کا ۲۲ باب سے) برخلاف اس کے اہل یہود اور نصاریٰ کا اتفاق ہے کہ حضرت اضحاق کی قربانی کا حکم ہوا۔

۱۱۴ سے ۱۲۲۔ موسیٰ اور ہارون کا بیان

۱۲۳ سے ۱۳۲۔ حضرت الیاس کا بیان۔ مقابلہ کرو اسلاطین ۱۷ : ۱ سے لیکر آخر تک - ۱۸ باب - ۱۹ باب لوقا ۴ : ۲۵ و ۲۶ - یعقوب ۵ : ۱۷)

۱۳۳ سے ۱۳۸ - لوط کا قصہ مقابلہ کرو پیدائش ۱۱ : ۲۷ سے ۳۱ ذ ۱۲ : ۴ و ۵ ذ ۱۳ : ۱ سے ۱۳ ذ ۱۴ : ۱ سے ۱۶ ذ ۱۹ : ۱ سے ۲۹ د ۳۰ سے ۳۸ - لوقا ۱۷ : ۲۸ و ۲۹ ذ ۲ پطرس ۲ : ۷ -

۱۳۹ سے ۱۴۸- مقابلہ کرو یونہ کی کتاب

۱۴۹- یہ اعتراض بار بار مذکور ہوا -

۱۵۰ سے ۱۵۴- نہ فرشتے عورتیں ہیں نہ خدا کی اولاد ہے جیسا کہ عرب بت پرست یونانی و مصری اور ہند۔ وو دیوتاؤں کی بیویاں اور اولاد مانتے ہیں۔ ویسے نہ خدا کی جورو ہے نہ اولاد کتب سماوی میں ایسے شرک کی کوئی سند نہیں

۱۵۵ سے ۱۶۳۔ ایماندار ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

۱۶۴ سے ۱۶۷ - یہ ایمانداروں کا قول ہے

۱۶۸ سے ۱۷۰ - مشرکوں کا قول۔

۱۷۱ سے ۱۷۳ - خدا کی فتح ہوگی۔

۱۷۴ سے ۱۷۹ - بے ایمانوں کا انجام۔ آخر میں خدا کی تعریف

مکی   # ۵۷۔ سورہ لقمان   سورہ ۳۱

نام لقمان اس سورہ کی ۱۲ آیت میں آیا ہے۔ اسی سے اس سورہ کا نام سورہ لقمان رکھا گیا
تاریخ۔ مکی زمانہ کے وسط کے قریب یہ سورہ نازل ہوئی۔ اگرچہ علمائے اسلام میں اس
کے بارے میں اور اس کی بعض آیات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ اس سورہ
کا ایک بڑا حصہ یا کم از کم بعض آیات مدینہ میں نازل ہوئی تھیں۔
تقسیم۔ اس سورہ کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ ایمانداروں کی فتح   ۱ سے ۱۱
ب۔ لقمان کی نصیحت اپنے بیٹے کو ۱۲ سے ۱۹
ج۔ الٰہی طاقت کی عظمت ۲۰ سے ۳۰
د۔ سزا کا دن ۳۱ و ۳۲

۱۔ الف۔ لام۔ میم۔ مقابلہ کرو سورہ ۶۸: ۱ ذ سورہ ۲: ۱
جیسا پہلے مذکور ہوا۔ کہ زبور ۱۱۹ اور دیگر مزامیر کے مختلف حصوں پر یہ حروف آئے ہیں۔ یا
یہ حروف خاص الفاظ کے پہلے حروف ہیں وغیرہ

۲ و ۳۔ کتاب الحکیم۔ دانائی یا حکمت کی کتاب۔ یعنی جس میں دانائی اور حکمت پائی جائے۔ اگرچہ
یہودی کتابوں میں ایک کتاب "حکمت کی کتاب" کہلاتی تھی جسے وہ حضرت سلیمان سے منسوب کرتے تھے
اور آجکل بھی وہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن میری ناقص رائے میں یہاں اس کتاب سے توریت شریف مراد
ہے۔ جس کی تعریف قرآن شریف میں بار بار آئی ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ: ۴۸ ذ سورہ انعام: ۹۱ و
۱۵۵ ذ سورہ قصص: ۴۳ آیت اور توریت شریف میں لقمان کا قصہ مذکور ہے۔ دیکھو آیت ۱۲ کی شرح
۶۔ صداقت کی جگہ بیہودہ قصے کہانی پڑھنے والے سزا پائیں گے دیکھو ۱ تیمتھیس ۱: ۴ ذ ۴: ۷
ذ ۲ تیمتھیس ۴: ۴ ذ طیطس ۱: ۱۴ ذ ۲ پطرس ۱: ۱۶

۷ و ۸۔ عام صداقت ہے۔ البتہ بعضوں نے سمجھا کہ یہاں ایک شخص نضر ابن الحارث کی طرف اشارہ ہے
جس نے فارس میں کچھ قصے سیکھے تھے اور وہ اہل مکہ کو سنایا کرتا تھا۔ کہ ان کو قرآن سننے سے باز رکھے۔
۱۲ و ۱۳۔ لقمان بمعنے نگلنے والا۔ یہ بلعام کا جو عبرانی لفظ ہے ترجمہ ہے اور اس بلعام کا ذکر گنتی

۲۲ سے ۲۴ باب میں آیا ہے۔ یہ نبی بھی تھا اور اپنی دانائی کے باعث مشہور تھا۔ اس کی طول طویل پیشین گوئی اس گنتی کی کتاب میں مندرج ہے۔ جو مسیح کے زمانے تک پہنچتی ہے۔ نیز دیکھو استثنا ۲۳:۴ و ۵ ذ یشوع ۲۴: ۹ ذ نحمیاہ ۱۳: ۲ ذ گنتی ۳۱ : ۱۶ ذ ۲ پطرس ۲: ۱۵ ذ یہوداہ ۱۱ آیت مکاشفہ ۲: ۱۴

لیکن جس تقریر کا یہاں ذکر ہے وہ بائیبل میں پائی نہیں جاتی۔

۱۴۔ دو برس میں دودھ چھوٹنا۔ مقابلہ کرو سورہ بقرہ ۲۳۳ ذ ۴۶: ۱۴

طالمود یہودی تصنیف میں بھی یہ لکھا ہے "کہ عورت اپنے بچے کو دو سال دودھ پلائے۔ اس کے بعد دودھ پلانا ایسا ہے۔ جیسا کسی کیڑے کو دودھ پلانا۔

والدین کی اطاعت کا حکم۔ حضرت موسیٰ کے ذریعہ جو دس احکام ملے تھے ان میں پانچواں حکم ہے اس اطاعت کی یہ شرط یہاں ہے۔ کہ والدین اگر کوئی ایسا حکم دیں۔ جو خدا کے حکم کے خلاف ہو تو نہ ماننا۔

۱۵ و ۱۶۔ خدا ذرا ذرا حال سے واقف ہے واعظ ۱۲: ۱۴

۱۷۔ مقابلہ کرو رومیوں ۱۲: ۱۸ سے ۲۱ و ۱۴ سے ۱۶ تک

نماز پڑھا کر ا تھسلنیکے ۵: ۱۷ ذ لوقا ۱۸: ۱

۱۸۔ اترا کر نہ چل۔ ا تیمتھیس ۳: ۶ ذ ۶: ۱۷

۱۹۔ ۲ تیمتھیس ۲: ۲۳ سے ۲۵

۲۰۔ مقابلہ کرو۔ پیدائش ۱: ۲۷ سے ۲۹

۲۱۔ یہ جواب عرب بت پرستوں کا تھا۔

۲۴۔ عذاب سخت

۲۷۔ مقابلہ کرو۔ یوحنا ۲۱: ۲۵

۲۹۔ مکاشفہ ۱۳ باب۔ دانیال ۷: ۸ و ۱۱ ذ استثنا ۱۸: ۲۰

۳۰ سے ۳۲۔ مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۲۳ سے ۳۰

۳۳ سے ۳۴۔ خدا علیم ہے اور اسی کو قیامت کا ٹھیک دن معلوم ہے

بائیبل میں یہ محاورہ بار بار آیا ہے کہ وہ دلوں اور گردوں کا جانچنے والا ہے۔ ا سموئیل ۲: ۳ ذ زبور ۷: ۹ ذ مکاشفہ ۲: ۲۳۔

مکی ۵۸۔ سورہ سبا سورہ ۳۴

شرح۔ سبا ایک شہر کا نام تھا۔ جو یمن کے علاقہ میں شہر سنا سے تین دن کی راہ پر واقع تھا اور طوفان سے برباد ہوگیا۔ یہ قصہ اہل قریش کو عبرت پکڑنے کے لئے سنایا گیا کہ جو دولتمند قومیں عیش و عشرت میں مبتلا ہوتی ہیں وہ تباہ ہو جاتی ہیں۔

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی۔ اِس میں ذکر ہے کہ عذاب نہ صرف اقوام پر نازل ہوتا ہے بلکہ افراد پر بھی۔ چنانچہ اس کی دو مثالیں اس سورہ میں پیش کی گئیں کہ جب وہ قومیں اپنی بختاوری کے ایام میں بدکردار ہوگئیں تو خدا نے اُن کو نیست ونابود کر دیا۔ اِسی طرح اہل قریش اور ان کے معبودوں کو بھی سزا ملے گی۔ ان کے معبود ان کی مدد نہ کرسکیں گے۔

اس سورہ کو یوں تقسیم کرسکتے ہیں۔

ا۔ سزا ضرور نازل ہوگی ۱ سے ۹

ب۔ عنایات کے بعد انتقام ۱۰ سے ۲۱

ج۔ ایمانداروں کی فتح ۲۲ سے ۳۰

د۔ بدی کے سرغنے ۳۱ سے ۳۶

ہ۔ جھوٹے معبود ہیچ ہیں ۳۷ سے ۴۵

و۔ صداقت غالب ہوگی ۴۶ سے ۵۴

۱و۲۔ خدا کی تعریف۔ زبور ۱۰۶: ۱ سے ۳ زبور ۱۳۵: ۱ سے ۳ اور زبور ۱۴۵ و ۱۴۶

۳۔ خدا عالم الغیب ہے۔

۴۔ ایمانداروں کو جزا۔

۵۔ بے ایمانوں کو سزا۔

۶و۷۔ ایمانداروں اور منکروں کی جزا و سزا جو بار بار قرآن میں مذکور ہے۔

"ایسا آدمی" محمد صاحب کی طرف اشارہ ہے جو قیامت کی منادی کرتے تھے اور اس پر بے ایمان ہنسی اڑاتے تھے جیسے پولُس رسول پر آتینی کے لوگوں نے ہنسی کی۔ اعمال ۱۷: ۳۲

۸۔ آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کو سزا ملے گی۔

۹ سے ۱۱۔ حضرت داؤد کے دو معجزوں کا ذکر کہ وہ علم موسیقی میں ماہر تھے اور لوہا اُن کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا۔ جس کے ذریعہ وہ زرہ بنایا کرتے تھے۔ اِن کا ذکر بھی قرآن میں کئی دفعہ آیا ہے دیکھو سورہ ۲۱: ۷۹ ، ۳۴ ۱۰: ۳۸ : ۱۶ سے ۲۰ یہاں بیان ہوا کہ حضرت داؤد پہاڑوں اور پرندوں کو مجبور کرتے تھے کہ وہ خدا کی تعریف اُس کے ساتھ مل کر کریں۔ شاید اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ حضرت داؤد نے پہاڑوں اور پرندوں کو مخاطب کر کے کہا کہ خدا کی تعریف کرو۔ مقابلہ کرو زبور ۱۴۸ سے۔

۱۰۔ لوہے کا موم کرنا۔ مقابلہ کرو سورہ ۲۱: ۸۰۔ مولوی محمد علی صاحب نے ۲۱: ۸۰ اور اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت داؤد نے اپنی فوج کو زرہ وغیرہ سے آراستہ کیا۔ تاکہ اُن کی فوج محفوظ اور فتحیاب ہو وہ اس کو معجزہ نہیں کہتے۔ نیز دیکھو سورہ ۲۷: ۱۵ اور سورہ ۳۸: ۱۶ سے ۲۶ تک

سبت کے توڑنے والوں کا قصہ بھی داؤد کے زمانے سے منسوب ہے دیکھو سورہ ۲: ۶۱ و ۵: ۶۴ و ۷: ۱۶۶

۱۲ سے ۱۵۔ سلیمان کا قصہ۔ بائیبل میں حضرت سلیمان حکمت و دانائی کے لئے مشہور ہے لیکن مشرقی ممالک میں جو لوگ سحر اور عملیات کے شوقین ہیں وہ حضرت سلیمان کا نام بہت استعمال کرتے ہیں اور ان کی دہائی دیکر جنات کو نکالتے اور آسیب جن و پری سے لوگوں کو شفا دینے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قرآن میں نہ صرف حضرت سلیمان کی حکمت کا ذکر ہے سورہ ۲۷: ۱۵ و ۱۶ بلکہ اس امر کا بھی کہ وہ پرندوں کی زبان سمجھتے تھے۔ ربیوں کی تصنیفات میں بھی اِس کا ذکر ہے اور اسکی بنیاد اسلاطین ۱۳:۵ ہے۔

ہوائیں بھی حضرت سلیمان کا حکم بجا لاتی تھیں اور جن بھی اُن کے تابع تھے۔ آستر کی کتاب کے تارگم (ترجمہ بالتشریح) میں بھی یہ ذکر پایا جاتا ہے اور اس یہودی قصہ کی بنیاد واعظ ۲: ۸ کی غلط تاویل تھی۔

اِس کے علاوہ ہُد ہُد کا قصہ بھی قرآن میں آیا ہے (سورہ ۲۷: ۲۰ سے ۴۶)

یہ قصہ بھی آستر کی کتاب کے تارگم میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو (147, 148) J. S. Islam. p.

سبا کی ملکہ کا قصہ ۱۔سلاطین ۱۰ باب میں مندرج ہے اور انجیل میں بھی اِس ملکہ کا ذکر آیا

ہے۔ (متی ۱۲: ۴۲ و لوقا ۱۱: ۳۱۔ مقابلہ کرو ۱ سلاطین ۱۰: ۱ سے ۱۳ و ۲ تواریخ ۹: ۱ سے ۱۲)

سلیمان نے ہیکل بنائی جس کے بنانے میں جنات نے مدد دی۔ اور سلیمان مرنے کے بعد بھی تخت پر دکھائی دیتا تھا۔ جب تک کہ ایک کیڑے نے اُسے نہ کھایا۔ (سورہ ۳۴: ۱۳

سلیمان نے جو خط ملکہ سبا کو لکھا اُسے اُس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا۔ سورہ ۲۷: ۳۰)

سلیمان نے جب گھمنڈ کیا تو اُس کو سلطنت سے نکال دیا اور اس کی جگہ ایک جن حکومت کرتا رہا۔ جب تک کہ سلیمان نے توبہ نہ کی (سورہ ۳۸: ۳۳ سے ۳۵)

یہودی تصنیف سندرین کی ۲۰ فصل میں یہ قصہ آیا ہے (دیکھو

اِس کے ساتھ مقابلہ کرو ۱ تواریخ ۲۹: ۲۳ و واعظ ۱: ۳ و ۲: ۱۰ سے

سلیمان کی توبہ کا ذکر (سورہ ۳۸: ۲۹ سے ۳۳ کا مقابلہ کرو سندرین کی ۱۲ فصل سے)

گھوڑوں کے رکھنے کی ممانعت توریت میں پائی جاتی ہے (استثنا ۱۷: ۱۶۔ ۱ سلاطین ۱۰: ۲۹)

چیونٹیوں کا قصہ۔ جو سلیمان کے لشکر کے آگے جاتی تھیں سورہ ۲۷: ۱۸ و ۱۹ میں پایا جاتا ہے اِس کی بنیاد غالباً امثال ۶: ۶ وغیرہ ہے اور طالمود میں بھی ایسا قصہ پایا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کے قصے سے وہ متفرق ہے۔

ہُدہُد کا قصہ بھی عرب میں بہت شہرت پکڑ گیا (دیکھو سورہ ۲۷: ۲۰ سے ۴۶ کی تشریح)

۱۵ و ۱۶۔ سبا کا دوسرا نام معاربَ تھا۔ یہاں ایک بند لگا تھا جس کے ٹوٹنے سے سبا کا شہر برباد ہوا۔ یہ دوسری صدی مسیحی کا واقعہ ہے۔ یہ نشان سبا کے لوگوں کے لئے عبرت کے لئے تھا۔

۱۷ سے ۱۹۔ سبا یمن کے علاقہ میں تجارتی منڈی تھی۔ اس جملہ میں یمن اور شام کے درمیان تجارت کے بند ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی وجہ سے یہ تمنا پیدا ہوئی کہ منزلیں لمبی ہو جائیں اور سفر کا خرچ گھٹ جائے۔ قرآن نے ایسی تمنا کو لالچ سے منسوب کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو
(Muir's Life of Mohamet i. p. CXXXIX)

یہ شہر ایک دوسرے کے متصل تھے اور سڑک سے دکھائی دیتے تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ علاقہ بڑا سیراب اور مالدار تھا۔ جن شہروں کا ذکر خیر ہوا وہ شام کے شہر تھے جن سے اہل عرب تجارت کرتے تھے۔ لیکن یہ لوگ ناشکر گزار نکلے اور بدکاری کرنے لگے۔

۲۰ و ۲۱۔ اِس آزمائش کے ذریعہ بے ایمانوں اور ایمانداروں میں امتیاز نہ ہو گیا (کرنتھی ۱۱: ۱)

۲۴-غیر معبودوں کی کمزوری اور بطالت کا ذکر ہے (اکرنتھی ۸: ۴و ۵)

۲۲ سے ۲۵- ہر ایک کو اپنا اپنا حساب دینا ہوگا۔ (اکرنتھی ۲: ۱۰ سے ۱۵)

۲۷- غیر معبودوں کی بطالت۔

۲۸و ۲۹- محمد صاحب کی رسالت کا کام

۳۰- عدالت و قیامت کے دن کی گھڑی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

۳۱و ۳۲- عرب کے بت پرست نہ قرآن کو مانتے نہ دیگر ماقبل کتب سماوی کو۔

۳۳و ۳۴- مشرکوں کو سزا ملے گی زبور ۷: ۷

۳۵- ان لوگوں کو اپنے مال و اولاد کا غرور تھا (زبور ۴۷: ۱۲ سے ۲۰)

۳۶- زبور ۷۵: ۹

۳۷- نیکوں کا اجر۔

۳۸- بدکاروں کو سزا

۳۹- زبور ۷۵: ۹

۴۰و ۴۱- فرشتوں کی پرستش یا شیاطین کی پرستش (اکرنتھی ۸: ۵و ۶ و ۱۰: ۱۹و ۲۰)

۴۲- شریروں کی سزا۔

۴۳- مکہ کے مشرکوں کا اعتراض۔

۴۴و ۴۵- اگلے نبیوں کو بھی اُن کی قوم نے جھٹلایا۔

۴۶ سے ۴۹- اس کا ذکر بھی بار بار آیا ہے۔

۵۰ سے ۵۴- عذاب آنے پر توبہ کرنی اور ایمان لانا چاہیں گے۔ لیکن وہ ایسا کر نہ سکیں گے جیسا کہ گذشتہ ایام میں ہوا۔

سورہ مکی — **۵۹-سورہ زُمر** — سورہ ۳۹

شرح۔ لفظ زُمر کے معنی گروہوں یا فوجوں کے ہیں۔ یعنی دو قسم کے لوگ۔ ایماندار اور بے ایمان ان میں سے ایک گروہ صداقت کو قبول کرتا ہے اور دوسرا رد کرتا ہے۔

اس کے شان نزول کے بارے میں علما کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ مکہ کے تیسرے

زمانے میں یہ سورہ نازل ہوئی۔ بعضوں نے سمجھا کہ پہلے زمانہ میں اِسی اختلاف کی بنا آیت ۱۰ ہے۔ جو پہلی رائے رکھتے ہیں وہ یہاں ابی سینا کو ہجرت کرنے کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔

تقسیم مضامین:۔ ا۔ اللہ کی اطاعت ۱ سے ۹

ب۔ ایماندار اور بے ایمان ۱۰ سے ۲۱

ج۔ خدا کا مکاشفہ کامل ہدایت ہے ۲۲ سے ۳۱

د۔ رد کرنے والوں کو ذلت نصیب ہوگی ۳۲ سے ۴۱

ہ۔ بدی ٹلے گی نہیں ۴۲ سے ۵۲

و۔ رحمت الٰہی ۵۳ سے ۶۳

ز۔ آخری عدالت ۶۴ سے ۷۰

ح۔ ہر ایک گروہ کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ ۷۱ سے ۷۵

۱و۲۔ تنزیل الکتاب۔ خاص کتاب یا الٰہی مکاشفہ۔ اِس امر کا کئی دفعہ ذکر آیا کہ عربوں کو قرآن سے پہلے کوئی الہامی کتاب نہ ملی تھی (سورہ زخرف ۴۳: ۲ ؛ سورہ قلم ۶۸: ۳۷ ؛ سورہ احقاف ۴۶: ۲ ؛ سورہ احزاب ۳۳: ۲۰ ؛ سورہ سبا ۳۴: ۴۳)۔ اس لئے کتب سماوی کا یہ خلاصہ ان کی اپنی عربی زبان میں دیا گیا تاکہ وہ بھی اہل کتاب ہونے کی عزت حاصل کریں اور کتب سماوی کی خاص تعلیم یہی ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں۔ چنانچہ دس احکام موسوی میں سے پہلا حکم یہی ہے کہ "خداوند تیرا خدا میں ہوں۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔"

لفظ تنزیل نہ صرف آسمان سے اتارنے کے لئے بلکہ عطا کرنے کے لئے بھی آیا ہے۔

۳۔ خدا کے سوا حمایتی۔ مشرک عربوں میں بہت دیوی دیوتا مانے جاتے تھے جن کی شفاعت پر وہ بھروسہ رکھتے تھے۔ یہ ان کی عین غلطی تھی۔ اور کتب سماوی کی خلاف ورزی۔

۴۔ فرزندی میں لینا چاہتا۔ جیسا اوپر مذکور ہوا قرآن یہاں مشرک عربوں سے مخاطب ہے جو اپنی دیوی دیوتاؤں کو خدا کے بیٹے بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اس کی تردید قرآن نے کی۔ بائیبل میں بھی فرشتے خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں لیکن وہ اولاد کی صورت میں نہیں بلکہ نسبتی طور پر کیونکہ خدا کی نہ جورو ہے نہ اولاد۔ یہ سب عربوں کے عقیدہ کی تردید میں کہا گیا

۵۔ عام بیان ہے۔ کہ خدا کے مطیع سورج اور چاند ہیں جیسا کہ بائیبل میں بار بار مذکور ہوا

۶۔ مقابلہ کرو۔ پیدائش ۱باب۔ اعمال ۱۷: ۲۶

آٹھ قسم کے چارپائے اتارے۔ مقابلہ کرو سورہ ۶: ۱۴۴۔ یعنی چار جوڑے۔ خاص کر ایسے

چوپائے جو انسان کے لئے مفید ہوں اور جو قربانی کے لئے استعمال ہو سکیں۔

"اتارے" (انزل) مقابلہ کرو پہلی آیت جہاں تنزیل الکتاب آیا ہے۔ بمعنی عطا کئے۔

"تین اندھیروں میں" مقابلہ کرو زبور ۱۳۹: ۱۳ سے ۱۶ تک سے

۷۔ خدا عالم الغیب ہے۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلا دیتا ہے۔

۸۔ جیسے فرعون نے بار بار کیا۔ نیز مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۶ و ۱۳ و ۱۹ وغیرہ۔

۹۔ نیک اشخاص کی صفات۔

۱۰۔ "خدا کی زمین فراخ ہے"۔ (دیکھو دیباچہ اس سورہ کا)

۱۱ و ۱۲۔ محمد صاحب کو ہدایت

"پہلا مسلمان" یعنی عربوں میں سے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم وغیرہ بھی محمد صاحب سے پہلے مسلمان کہلاتے ہیں۔ (سورہ ۲: ۱۲۲ و ۱۲۶ وغیرہ)

۱۳۔ محمد صاحب کا اقرار

۱۴۔ بت پرستوں کو قیامت کے دن خسارہ ہوگا (دیکھو سوسوی دوسرا حکم)

۱۵ و ۱۶۔ دوزخ کا بیان۔

۱۷ و ۱۸۔ نیکوں کا اجرا

۱۹۔ دوزخ میں سے کوئی کسی کو نکال نہیں سکتا۔

۲۰۔ بہشت کا بیان

۲۱۔ عام صداقت۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۵: ۴ سے ۸ و زبور ۱۰۷: ۳۳ سے ۳۵۔

۲۲۔ دل سخت ہیں جیسے فرعون نے دل سخت کر لیا تھا۔

۲۳۔ کتاب الہی کا ذکر ہے۔ (دیکھو سورہ ہود: ۲۰ و سورہ انعام: ۹۱ و ۱۵۵ سورہ قصص: ۴۳ و ۴۹

بار بار دُہرائی گئی۔ چنانچہ توریت شریف کی پانچویں کتاب استثنا کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ہیں دُہرانا۔ قرآن میں بھی اسی قسم کا تکرار پایا جاتا ہے۔

بدن کانپ اُٹھتے ہیں۔ مقابلہ کرو ۲ سلاطین ۲۲: ۱۱ سے ۱۹

۲۴۔ ہر ایک کے اعمال کے مطابق بدلا ملے گا۔

۲۵ و ۲۶۔ اس کا ذکر بھی پہلے کئی بار ہو چکا ہے۔

۲۷ ۔ یہ سب طرح کی مثالیں" جیسے انجیل میں حضرت مسیح نے تمثیلوں میں کلام کیا (متی ۱۳: ۲۴: ۲۵ و ۱۱-

۲۸- "قرآن عربی میں" تاکہ اہل عرب سمجھ سکیں. خاصکر وہ حصہ جو مکی کہلاتا ہے۔ وہ صاف وصریح وعظوں کی صورت میں ملے۔ اور عام فہم ہے. بشرطیکہ شان نزول کے مطابق پڑھا جائے

۲۹- اِس تمثیل کے سلئے مقابلہ کرو متی ۶: ۲۴ و ۲۵ "کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا. جس کی تشریح پولُس نے کی (۱ کرنتھی ۱۰: ۲۰ و ۲۱)

۳۰ سے ۳۲۔ بدکاروں کا بدلہ۔

۳۳ سے ۳۶۔ نیکوں کا اجر۔

۳۷۔ انتقام خدا کا حق ہے۔ استثنا ۳۲: ۳۵ ؤ یسعیاہ ۳۵: ۴ وغیرہ

۳۸۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۰: ۱۸ سے ۲۶۔

۳۹ و ۴۰۔ ہر ایک اپنے اپنے اعمال کے مطابق بدلا پائیگا۔ بار بار اس صداقت کا ذکر ہوا

۴۱۔ قرآن کے نازل ہونے کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے جو قبول کرتا ہے ان کا بھلا ہوگا۔ جو اُسے رد کرتا ہے اُس کو خسارہ ملے گا۔ (مقابلہ کرو ۲ کرنتھی ۲: ۱۵ و ۱۶)

۴۲۔ مقابلہ کرو۔ زبور ۱۰۴: ۲۹ ؤ دانیال ۵: ۲۳

یہ آیت کچھ مشکل ہے، پہلا حصہ تو صاف ہے کہ خدا لوگوں کے مرتے وقت روحوں کو بلا لیتا ہے. لیکن اس کے معنی کہ "جو لوگ مرے نہیں اُن کے سوتے وقت" کیا ہونگے۔ کیا سوتے وقت بھی روح خدا کے پاس چلی جاتی ہے۔ مقابلہ کرو سورہ ۶: ۶۰۔

انجیل میں موت کو نیند کہا ہے۔ یوحنا ۱۱: ۱۱ و ۱۵ ؤ تھسلنیکے ۴: ۴ ؤ ا کرنتھی ۱۵: ۵۱

۴۳ و ۴۴۔ عرب کے مشرکوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو سمجھتے تھے۔ کہ ان کے بت ان کی مدد کرینگے۔

۴۵۔ انہیں مشرکوں کا ذکر۔

۴۶۔ خدا عالم الغیب ہے

۴۷۔ عذاب ضرور آئے گا۔

۴۹ و ۵۰۔ جیسے فرعون نے کیا۔

۵۱۔ بد اعمال کی سزا

۵۲-خدا رازق ہے۔

۵۳-خدا بخشنے والا ہے (خروج ۳۴: ۶و۷)

۵۴و۵۵- جزا و سزا کا ذکر

۵۷و۵۸ سے ۶۱ ۔ جزا و سزا کا ذکر۔

۶۲و۶۳ ۔ خدا ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے (مکاشفہ ۱: ۱۸ و ۳: ۷)

۶۴ سے ۶۶- دیکھو پہلا حکم موسوی دس احکام میں سے

۶۷ ۔ مکاشفہ ۶: ۱۴

"اُس کے داہنے ہاتھ ہیں" مقابلہ کرو مکاشفہ ۵: ۱ سے ۴

۶۸و۶۹ "صور" اتھسلنیکے ۴: ۱۶ و ا کرنتھی ۱۵: ۵۲ و مکاشفہ ۱۱: ۱۵ سے ۸

۷۰ سے ۷۵ تک ۔ دوزخ بہشت کا بیان ہے

۷۵ کے ساتھ مقابلہ کرو۔ دانیال ۷: ۹ سے ۱۵ و یسعیاہ ۶: ۱ سے ۴

مکی **۴۰- سورہ مومن** (سورہ ۱۴۰۵)

۴۰ سے ۴۶ سورہ تک وہ سورتیں ہیں۔ جن کے شروع میں حٰمٓ آتا ہے اور ذوات حٰم کہلاتی ہیں یعنی حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں ۔ان سورتوں کا تعلق اُس زمانے سے ہے جب محمد صاحب اور مسلموں کو قریش کی طرف سے سخت ایذا پہنچنے لگی ۔ ماقبل رسولوں اور نبیوں کی مثالیں دے کر یہ ظاہر کر دیا کہ یہ مخالفت ناکام رہے گی۔

تقسیم۔ ا ۔ ایمانداروں کی حفاظت ۱ سے ۹

ب ۔ مخالفوں کی ناکامیابی ۱۰ سے ۲۰

ج۔ موسیٰ کی تاریخ سے نصیحت ۲۱ سے ۵۰

د ۔ رسولوں کو مدد ملی ۵۱ سے ۶۰

ہ ۔ قدرت الٰہی ۶۱ سے ۶۸

و ۔ مخالفوں کا انجام ۶۹ سے ۸۵

۱۔ ح۔م۔ مقابلہ کرو خروج ۳۴: ۶ فرمو۔ ۱۱۹: ح فصل میں خدا پر توکل رکھنے کا ذکر ہے اور فصل میم میں خدا کی شریعت سے محبت رکھنے کا۔ محمد علی صاحب نے ایک روایت کا ذکر کیا ہے کہ کسی عرب نے محمد صاحب سے حٰمٓ کے معنی پوچھے تو انہوں نے اس کا یہ جواب دیا اسمہا و فواتح سور یعنی یہ نام ہیں اور سورتوں کے شروع کے الفاظ۔ یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے اور ہم نے جو حروف مقطعات کی تشریح پیش کی ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ح سے مراد حمید ہے اور میم سے مراد مجید ہے۔

۲۔ مقابلہ کرو ۶۸: ۱۔ ہر ایک صحیفہ الہامی اور خدا کی طرف سے ہے (۲ تیمتھیس ۳: ۱۶ اور ۱۷)

۳۔ مقابلہ کرو خروج ۳۴: ۶ جہاں خدا کے نام کا مکاشفہ دیا گیا ہے۔

۴۔ اِن جھگڑالو لوگوں کے لئے دیکھو ا تیمتھیس ۶: ۴ و ۵ و ۲ تیمتھس ۲: ۵ سے ۹

۵ و ۶۔ نوح کی مثال

۷۔ عرش کو اُٹھائے ہوئے۔ توریت میں ذکر ہے کہ عہد کے صندوق کو جو خدا کی حضوری کا نشان تھا۔ کاہن اور لیوی اُٹھاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے تابوت سکینہ (سورہ ۲: ۲۴۹ گنتی ۱۰: ۳۴ سے ۳۶ و ۲ سموئیل ۵: ۱ سے ۱۲

۷ "عرش کے گرداگرد" مقابلہ کرو یسعیاہ ۶: ۲ سے ۴ و دانیال ۷: ۹ و ۱۰۔

۸۔ ایمانداروں کے لئے بہشت۔

۹ و ۱۰۔ بے ایمانوں کا ذکر۔

۱۱۔ دو دفعہ۔ اِس جہان میں مرنا پہلی موت ہے اور عاقبت میں مرنا اور دوزخ میں جانا دوسری موت ہے۔ مکاشفہ ۲: ۱۱ و ۲۰: ۶ و ۱۴ و ۲۱: ۸

۱۲۔ بے ایمانوں کی حالت

۱۳۔ خدا رازق ہے اور بارش برساتا ہے وغیرہ

۱۴۔ صرف خدا کی اطاعت کرو۔

۱۵۔ یُلقی الروح۔ ا کرنتھی ۱۲: ۱۱ و یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۲۶ و گلیتوں ۴: ۶۔
یہاں روح القدس مراد ہے جس کا وعدہ ایمانداروں سے کیا گیا اور یہی روح القدس الہام کا وسیلہ ہے۔ محمد علی صاحب نے بھی یہاں یہ امتیاز نفس (soul) اور روح میں کیا ہے کہ نفس (soul) تو ہر انسان میں ہے لیکن روح القدس صرف خدا کے برگزیدوں کو ملتا ہے۔

یوحنا کی انجیل کے ۱۴ اور ۱۵ و ۱۶ ابابوں میں اِس کا مفصل بیان آیا ہے ۔

۱۶۔ قیامت کا ذکر

۱۷۔ روزعدالت کو ہر ایک شخص اپنے کاموں کے مطابق جزا و سزا پائیگا۔

۱۸۔ یوم الازفۃ ۔ بعضوں کے نزدیک یہ قیامت کا دن ہے اور بعضوں نے سمجھا کہ اسی دنیا میں سزا کی طرف اشارہ ہے جو بے ایمانوں کو جلد ملنے والی تھی۔ لیکن پہلے معنی قرینے کے زیادہ مطابق ہیں۔

۱۹۔ مقابلہ کرو۔ متی ۵: ۲۷ سے ۲۹ ۔ ۹: ۴ و ۱۸ وغیرہ

۲۰۔ بتوں میں کوئی طاقت نہیں۔

۲۱ و ۲۲۔ زمانہ ماضی سے سبق سیکھو۔

۲۳ سے لیکر موسیٰ کی تاریخ سے سبق

۲۵۔ مقابلہ کرو خروج ۱: ۵ سے ۲۲

۲۷ سے ۳۰ تک کا قصہ بائبل میں موسیٰ کی تاریخ میں تو مذکور نہیں۔ لیکن اس قسم کا قصہ انجیل میں مسیح کے حواریوں کے بیان میں آتا ہے۔ اُس کے ساتھ مقابلہ کرو اعمال ۵: ۳۳ سے ۴۰

۳۱۔ زمانہ ماضی کی دیگر مثالیں

۳۲ و ۳۳۔ قیامت کا ذکر

۳۴ و ۳۵۔ حضرت یوسف کی تاریخ سے سبق ۔

لوگوں کا یہ خیال کہ یوسف کے بعد کوئی دوسرا رسول نہ آئیگا۔ بائبل میں مذکور نہیں۔

۳۶ سے ۳۷۔ فرعون کا حکم ایک اونچا محل بنانے کا۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۱: ۱ سے ۵۔ فرعون ایسا گھر بنا کر موسیٰ کے خدا پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

۳۸ سے ۴۵ میں بھی اُس ایماندار شخص کا بیان ہے جو ۲۷ سے ۳۰ میں مذکور ہوا۔

۴۶۔ فرعونیوں کو سزا ملی۔

۴۷ سے ۵۰۔ دوزخ کی آگ میں دوزخیوں کی آپس میں گفتگو ۔

۵۱۔ ایمانداروں کی مدد خدا کی طرف سے۔ عام صداقت جو بائیبل میں بار بار مذکور ہوئی ۔ استثنا ۲۸ باب ۔ یرمیاہ ۱: ۴ سے ۱۰ ۔ اعمال ۹: ۱۵ سے ۱۹

۵۳۔ موسیٰ اور توریت کا ذکر۔

۵۴۔ خدا سے معافی مانگو اور خدا کی تعریف کیا کرو۔ بائبل میں یہ حکم بار بار آیا ہے۔

۵۵ سے ۵۷۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ اس کے سامنے انسان کا پیدا کرنا ایک امر خفیف ہے۔ زبور ۸: ۳ و ۴

محمد صاحب کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنے گناہ کی معافی مانگتے رہیں۔ مقابلہ کرو سورہ ۴۷:

۱۹۔ اسی طرح سب انبیا سے یہ طلب کیا گیا کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ مثلاً آدم نے نافرمانی کی (سورہ طہٰ۔ ع ، ۷ سورہ اعراف ع۲

حضرت موسیٰ نے خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگی (سورہ قصص۔ ع۱)

حضرت یونس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ (سورہ انبیا۔ ع۶) وغیرہ

اور بائبل میں یہ بار بار بیان ہوا کہ سب نے گناہ کیا۔ صرف ایک ہی گناہ سے مبرا اور منزہ تھا رومیوں ۳: ۱۰ و ۱۱ و ۵: ۱۲ سے ۱۸

ذنب کے معنی اثم۔ اثم بمعنی ذنب و شراب۔ جرم بمعنی ذنب (قاموس) ذنب بمعنی گناہ جرم بالضم گناہ (صراح)

۵۸۔ ایماندار اور بے ایمان ایسے ہیں جیسے بینا اور نابینا۔ دیکھو متی ۱۵: ۱۴؛ ۲۳: ۱۶ و مکاشفہ ۳: ۱۷

۶۰ سے ۶۶۔ اِس بیان کا ذکر پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے۔

۶۷۔ اِس طبعی صداقت کے لئے دیکھو زبور ۱۳۹: ۱۳ سے ۱۶

۶۸۔ یوحنا ۵: ۲۱

۶۹۔ مقابلہ کرو۔ ۱ تیمتھیس ۶: ۴ و ۵

۷۱۔ قیدیوں کی حالت جو جنگ میں پکڑے جاتے ہیں۔ دوزخ میں یہی حالت ہوگی۔ مقابلہ کرو یہوداہ ۶ آیت: ۲ پطرس ۲: ۴

۷۶۔ تکبر کرنے والے جہنم میں ہوں گے۔

۷۷۔ نیکوں کو جزا ملے گی۔

۷۸۔ انبیا معجزے خدا کے حکم سے کرتے تھے۔

۷۹۔ خدا نے سارے چوپائے انسان کے فائدہ کے لئے بنائے پیدائش ۱: ۲۸ و ۲۹

۸۰ و ۸۱۔ زبور ۱۰۷: ۲۱ سے ۲۷

۸۲ سے ۸۵۔ تاریخ بائبل سے سبق نکالا گیا۔

۶۱۔ سورہ حٰمٓ سجدہ

سورہ ۴۱

حٰمٓ۔ سورتوں میں یہ دوسری سورہ ہے۔ اِس مجموعے کی تاریخ نزول اور مقصد کا ذکر سورہ ۴۰ میں ہو چکا ہے۔ نیز دیکھو سورہ ۶۸: ۱ کی شرح۔

تقسیم:-

ا۔ صداقت کی طرف دعوت ۱ سے ۸

ب۔ آگاہی۔ ۹ سے ۱۸

ج۔ انسان پر خود انسان گواہی دیگا ۱۹ سے ۲۵

د۔ ایمانداروں کو مدد آسمانی۔ ۲۶ سے ۳۲

ہ۔ اس مکاشفہ کا نتیجہ ۳۳ سے ۴۴

و۔ صداقت کی بتدریج ترقی ۴۵ سے ۵۴

۳۔ عربی میں قرآن دئے جانے کا مقصد۔

۵۔ بے ایمان اپنی زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں

۶۔ شرک سخت گناہ ہے۔ موسوی پہلے اور دوسرے حکموں کی نافرمانی پر سخت سزا ملی تھی۔

۷ و ۸۔ زکات کا سوال۔ جسے بائبل میں دہ یکی کہا گیا۔ جس کا رواج حضرت ابراہیم کے زمانے سے چلا آتا ہے۔ خادمان دین کے گزارے کے لئے یہ دہ یکی دی جاتی تھی۔ اور نہ دینے والوں کو سخت تنبیہ ملتی۔ پیدائش ۱۴: ۲۰ و احبار ۲۷: ۳۰ و گنتی ۱۸: ۲۴ و ملاکی ۳: ۷ سے ۱۲

۹۔ دو دن میں۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱: ۹ سے ۱۳

۱۰۔ پہاڑ گاڑ دیئے۔ یا قائم کئے۔

۱۱۔ چار دن میں۔ دو دن آیت ۹ میں مذکور ہیں اور چار دن یہاں۔ ان چھ دنوں میں خدا نے آسمان زمین اور جو کچھ اُن میں ہے بنایا

"کہہ رہا" پیدائش ۲: ۶ و ۷

۱۲۔ آسمانوں کو دو دن میں بنانا۔ پیدائش ۱: ۶ سے ۸

سات آسمان۔ سورہ ۲: ۲۷ ذ ۱۷: ۴۶ ذ ۲۳: ۸۸ ذ ۴۱: ۱۱ ذ ۶۵: ۱۲ ذ ۶۷: ۳ ذ ۷۱: ۱۴
بائبل میں آسمانوں کی تعداد تو نہیں بتائی گئی۔ البتہ یہ جملہ آتا ہے ''آسمانوں کے آسمان''
اسلاطین ۸: ۲۷ ذ ۲ تواریخ ۱: ۶ وغیرہ۔ البتہ یہودیوں کی کتاب حکیگا (Chagiga p 9:2)
میں سات آسمانوں کا ذکر ہے اور ان کے نام بھی دئے گئے ہیں۔ سوائے پہلے نام (وِیلون) کے باقی
نام بائبل میں بھی آئے ہیں۔ یہ پہلا نام آسمان کو پردہ سے تشبیہ دیتا ہے جس سے خدا کا جلال چھپا رہتا
ہے۔ یہ خیال یہودی کتاب تالمود میں اکثر ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ ستارے آسمان میں بطور قندیلوں کے
رکھے گئے۔ نیز دیکھو سورہ ۷۸: ۱۲ سات قلعے

سورہ ۲۳: ۱۷ سات راستے

۱۳ سے ۱۸۔ عاد و ثمود کے لوگوں کا ذکر پہلے آ چکا ہے

عاد سورہ ۷: ۶۳ ذ ۸۹: ۵ وغیرہ

ثمود۔ سورہ ۱۱: ۹۸ ذ ۲۶: ۱۴۱ ذ ۱۴۶ وغیرہ

۱۹ سے ۲۲۔ آنکھ کان کی گواہی سورہ ۳۶: ۶۴ و ۶۵

۲۳ و ۲۴ یہ گناہ ناقابل معافی ہے۔ مقابلہ کرو متی ۱۲: ۳۱ و ۳۲ یہ روح القدس کے حق
میں کفر بکنا ہے۔ نیز دیکھو عبرانی ۶: ۴ سے ۸

۲۵۔ یہ ہم نشین بد فرشتے ہیں۔ اسلاطین ۲۲: ۱۹ سے ۲۸۔ راڈول صاحب نے یہاں اشیاطین
ترجمہ کیا

۲۶ و ۲۷۔ مکہ میں اکثر ایسا نظارہ وقوع میں آیا ہوگا۔ کہ عرب بت پرست قرآن کی تلاوت
کے وقت شور مچاتے ہونگے۔

۲۸ و ۲۹۔ دوزخ اور دوزخیوں کا ذکر۔ دوزخ میں توبہ کام نہ آئیگی۔

۳۰ فرشتے نازل ہونگے۔ مقابلہ کرو عبرانی ۱: ۱۴ ذ لوقا ۹: ۲۶ ذ دانیال ۷: ۱۰ ذ زبور ۶۸:
۱۷ ذ ۹۱: ۱۱ ذ ۱۰۳: ۲۰ و ۲۱

۳۱ سے ۳۳۔ نیکوں کے لئے بہشت

مقابلہ کرو افسیوں ۴: ۵ ۲ سے ۳ ذ ۱ پطرس ۴: ۸ ذ رومیوں ۱۲: ۲۱

۳۴ سے ۳۹۔ خدا کی عبادت کرو۔ وہی سب کا خالق ہے وہی مینہ برسا کر زمین کو نئی تازہ کرتا ہے

۴۰۔ دوزخی اور بہشتی اشخاص کا مقابلہ

۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴۔ خدا کے مکاشفے کی خوبیاں۔ دوبارہ یاد دلانے والا۔ جھوٹ سے مبرا۔ دانا خدا کیطرف سے بھیجا گیا۔ اور اس میں وہی باتیں ہیں۔ جو پہلے پیغمبروں سے کہی جاچکی تھیں۔

۴۴۔ قرآن کیوں عربی میں دیا گیا؛ تاکہ اہل عرب اچھی طرح سمجھ سکیں۔ عربی۔ عجمی کا جھگڑا بے سود ہے۔ اس جھگڑے کا ذکر سورہ ۱۶: ۱۰۳ میں بھی ہوا۔

"شفا ہے"۔ مقابلہ کرو۔ خروج ۱۵: ۲۶؛ استثنا ۷: ۱۵

۴۵۔ توریت کے بارے یہودیوں میں اختلاف ہوا۔ اور یہ خدا کی مرضی سے ہوا۔ یہاں کس اختلاف کی طرف اشارہ ہوگا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ یہودیوں کے کسی فرقے میں توریت کے متعلق کچھ شک و شبہ نہ تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ توریت کی تفسیر یا اُس کے کسی مقام کی تاویل میں اختلاف تھا تو یہ اختلاف تاویل و تفسیر تو قرآن میں بھی پایا جاتا ہے اور ہر کتاب کی تفسیر و تاویل میں اختلاف ہوا کرتا ہے۔ لیکن سامریوں کی توریت میں یہودیوں کی توریت سے ایک اختلاف تھا جس پر وہ آپس میں جھگڑتے تھے یہودیوں کی توریت کے مطابق وہ عبادت کی جگہ یروشلم کے پہاڑ پر تھی اور سامریوں کی توریت کے مطابق وہ کوہ گرازیم کی پہاڑی تھی۔ اس اختلاف کا ذکر یوحنا ۴: ۲۰ سے ۲۲ میں آیا ہے۔ غالباً اسی جھگڑے کی طرف یہاں اشارہ ہے اور مولوی نذیر احمد صاحب نے جو یہ ترجمہ کیا کہ" وہ قرآن کی نسبت شک در شک میں پڑے ہیں" درست نہیں۔ یہاں قرآن کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ حضرت موسیٰ کی کتاب توریت کا ذکر ہے۔

۴۶۔ عام بیان جو بار بار ہوا۔

۴۷۔ قیامت کا علم خدا ہی کو حاصل ہے جیسا کہ حضرت مسیح نے بار بار کہا

ماں کے پیٹ میں بچے کا بڑھنا وغیرہ خدا ہی جانتا ہے۔

۴۸۔ غیر معبود ہیچ ہیں

۴۹ و ۵۰۔ انسان ناشکر گزار ہے

۵۱۔ انسان متلون مزاج ہے

۵۲۔ خدا سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہے

۵۳ و ۵۴۔ خدا ہر چیز پہ حاوی ہے۔

۴۲ - سورہ شوریٰ

سورہ ۴۲

حٰم. سورتوں میں سے یہ تیسرا سورہ ہے

یہ نام شوریٰ آیت ۳۸ سے لیا گیا ہے۔ جہاں حکم ہے کہ سارے ایماندار مشورے سے کام کریں

تقسیم۔ ا - خدا کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ آگاہی دے ۱ سے ۹

ب - خدا عدالت کرتا ہے ۱۰ سے ۱۹

ج - اللہ انصاف سے برتاؤ کرتا ہے ۲۰ سے ۲۹

د - ایماندار صبر کریں ۳۰ سے ۴۳

ہ - مکاشفہ صحیح ہدایت کرتا ہے ۴۴ سے ۵۳

۱۔ حٰم۔ دیکھو سورہ ۴۰ کا شروع۔

۲۔ عسق میں ع سے علیم۔ س سے سمیع۔ ق سے قدیر یا جیسا ہم نے بار بار ذکر کیا زبور ۱۱۹ کے ع۔ س۔ ق حصے۔

۳۔ جیسے ماقبل انبیا کو وحی سے الہام ہوا اسی طرح محمد صاحب کو

۴۔ خدا کی تعریف۔

۵۔ آسمان کا پھٹنا۔ یا کھل جانا۔ یہاں وہی لفظ (یتفطرون) ہے جس سے انفطار نکلا ہے۔ یعنی کھل جانا۔ چونکہ اس کھل جانے کے ساتھ فرشتے تسبیح کرتے نظر آتے ہیں اس لئے اس سے خدا کا مکاشفہ مراد ہے۔ اور وہ مکاشفہ یہ ہے کہ خدا معاف کرنے والا ہے مقابلہ کرو پیدائش ۲۸: ۱۳ اور یوحنا ۱: ۵۱ ذستی ۳: ۱۶ و ۱۷ خروج ۳۴: ۵ سے ۸

محمد علی صاحب نے یہاں سزا مراد لی ہے سورہ مریم ۱۹: ۹۰۔

۷۔ عربی قرآن وحی کے ذریعہ دیا گیا۔

اُم القریٰ۔ مکّہ یا مدینہ۔ ۶: ۹۳

۸۔ ایک ہی فرقہ بنا دینا۔ لیکن چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اس میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی۔ آدمیوں کی رایوں کا اختلاف ہے لیکن خدا فیصلہ کریگا کہ کون راستی پر ہے اور کون ناراستی پر

۱۱۔ خدا نے جوڑے جوڑے بنائے۔ دیکھو پیدائش پہلا باب

۱۲۔ خدا رازق ہے

۱۳۔ محمد صاحب کا وہی دین تھا جو حضرت نوح۔ ابراہیم وموسٰی وعیسٰی کا تھا۔

وحی کی۔ یعنی ان کے احوال کو تم پر ظاہر کیا خواہ قدیم مکاشفات کے ذریعہ خواہ کسی اور طریقے سے

۱۳۔ تقدیر اور خود مختاری کا مسئلہ

۱۴۔ جدا جدا فرقے ضد کی وجہ سے ہوئے۔

وہ دین اصلی کی طرف سے شک در شک میں ہیں۔ یعنی یہودی جن کو پہلے کتاب ملی تھی اب ان کی اولاد مسیحی دین کے بارے میں شک در شک میں ہیں اور ان میں دشمنی ہے۔ اس دشمنی پر قرآن نے بارہا یہودیوں کو ملامت کی۔ مثلاً مریم مقدسہ پر بہتان لگانے پر۔ مسیح کی صلیب کے بارے میں جہاں وہ بہ فخر یہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب دیا۔

۱۵۔ محمد صاحب، پہلے مکاشفہ کو بھی مانتے تھے۔

۱۶۔ خدا کے منکروں کو عذاب ہوگا۔

۱۷۔ پہلی کتابیں خدا نے اتاریں۔

ترازو یعنی عدل کرنے والیں

۱۸۔ قیامت کے منکروں کا حال

۱۹ و ۲۰۔ ایمانداروں کو برکت ملے گی۔

۲۱۔ نافرمانوں کو سزا

۲۲ و ۲۳ نیکوں کا اجر

۲۴۔ خدا کے کلام سے جھوٹ مٹایا جاتا اور حق قائم کیا جاتا ہے۔

۲۵۔ خدا توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف کرتا ہے۔

۲۷۔ اگر لوگوں کو خدا اندازہ سے زیادہ مال و دولت دے تو وہ سرکشی کرنے لگیں۔

۲۸۔ خدا کی رحمت کا ثبوت

۲۹۔ آسمان و زمین کا پیدا کرنا بھی ایک نشان ہے

۳۰۔ یہاں خود مختاری کی تعلیم ہے

۳۱ و ۳۲۔ جہاز سمندر میں پہاڑوں کی طرح ہیں۔

۳۳۔ مقابلہ کرو زبور ۱۰۷: ۲۳ سے ۲۷

۳۵- مقابلہ کرو زبور ۱۳۹: ۷

۳۶ سے ۴۰۔ نیک لوگوں کی صفات۔ مقابلہ کرو۔ پہاڑی وعظ متی ۵ سے ۷ باب تک

۴۱و۴۲۔ ظلم کرنے والے قابل الزام ہیں۔

۴۳۔ مقابلہ کرو متی ۱۲ سے ۱۵

۴۴و۴۵۔ بدکاروں کو دوزخ کی سزا ملے گی۔

۴۶ جن کو خدا گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی رستہ باقی نہیں۔ غالباً یہاں ایسے لوگ مراد ہیں جو جان بوجھ کر اپنا دل سخت کر لیتے ہیں۔ جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا نے ان کا دل سخت کر دیا ایسے لوگ توبہ بھی نہیں کر سکتے مقابلہ کرو عبرانی ۶: ۴ سے ۷ و ۲ پطرس ۲: ۲۰ و ۲۱

۴۷۔ قیامت کے دِن یا روز عدالت سے پہلے توبہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے بعد توبہ کا موقع نہیں۔

۴۸۔ انسان ناشکر گذار ہے

۴۹و۵۰۔ بیٹے بیٹیاں خدا کی مرضی کے مطابق دئے جاتے ہیں۔

۵۱۔ خدا کو کسی نے روبرو نہیں دیکھا۔ وہ اپنے کلام یا الہام کے ذریعہ اپنے تئیں انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ یوحنا ۱: ۱۸ و ۱ تیمتھیس ۶: ۱۶

۵۲۔ جان وحی کے ذریعہ بھیجی (اَوحینا الیک روحاً) محمد علی صاحب نے یہ ترجمہ کیا کہ ہم نے الہامی کتاب تم پر منکشف کی۔ عام معنی یہ ہونگے۔ کہ ہم نے روح کے ذریعہ تم کو وحی کی

۵۲۔ ایمان سننے سے اور خدا کی طرف سے آتا ہے۔ رومیوں ۱۰: ۱۷ و فلپیوں ۲: ۱۳

۵۳۔ سب کچھ خدا کا ہے۔

۴۳- سورہ زُخرف

سورہ ۳۵و۴

حٰمٓ گروہ کی چوتھی سورت۔ زُخرف کے معنی ملمع کرنا ہے یا ظاہری آراستگی۔ یہ لفظ اس سورہ کی ۳۵ آیت میں آیا ہے۔ جہاں یہ ذکر ہے۔ کہ اس زندگی کی ظاہری آراستگی انسان کو حقیقت کی طرف سے ہٹا دیتی ہے۔

تقسیم - ا - توحید ۱ سے ۱۵

ب - شرک گناہ ہے ۱۶ سے ۲۵

ج - خدانے ابنیا کو چنا ۲۶ سے ۳۵

د - عزت افزائی کے وسائل ۳۶ سے ۴۵

ہ - فرعون نے موسیٰ کی مخالفت کی ۴۶ سے ۵۶

و - یسوع نبی ۵۷ سے ۶۷

ز - دو گروہ ۶۸ سے ۸۹

۲ - کتاب المبین - یعنی توریت و دیگر کتب سماوی

۳ - جن کا خلاصہ عربی میں دیا گیا تاکہ اہل عرب اُن کا مطلب سمجھ سکیں -

۴ - ماقبل کتب سماوی اُم الکتاب اس لیئے کہلائیں کیونکہ عربی قرآن اُن سے نکلا - مولوی محمد علی صاحب نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں یہاں حاشیہ ۲۲۳۷ میں یہ لکھا - کہ اُم الکتاب سے وہ اصلی چشمہ مراد ہے جس سے قرآن صادر ہوُا - البتہ انہوں نے اس اصلی چشمہ کو علم الٰہی قرار دیا - لیکن ہم قرآن کے بیان کے مطابق اِسے ماقبل کتب سماوی سمجھتے ہیں (دیکھو سورہ عبس ۱۱ سے ۱۵ اذ سورہ اعلیٰ ۸۷: ۱۸ اور اذ سورہ شعرا ۲۶: ۹۶ -

۵ سے ۷ - لوگوں نے پہلے نبیوں کی ہنسی اُڑائی -

۸ - ایسے لوگ ہلاک ہوئے

۹ سے ۱۲ - خدانے آسمان و زمین کو بنایا اور مینہ برسا کر مُردہ زمین کو سیراب کیا -

۱۳ و ۱۴ - انسان کے استعمال اور فائدہ کی دیگر چیزیں پیدا کیں -

۱۵ و ۱۶ - مقابلہ کرو سورہ نحل ۱۶: ۶۲

۱۷ - اگر بیٹی پیدا ہونے کی خبران لوگوں کو دی جائے تو وہ سخت ہو کر کالے پیلے ہو جاتے ہیں لیکن خدا سے بیٹیاں منسوب کرنے پر اُن کو شرم نہیں آئی -

۱۸ - لات - عزیٰ اور منات دیویوں کو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں - حالانکہ وہ زیورات سے لدی رہتی ہیں اور جو بول بھی نہیں سکتیں - ان دیوی دیوتاؤں یا بتوں کا گونگا ہونا اس امر کی ایک دلیل ہے کہ وہ خدا نہیں (دیکھو سورہ ۲۱: ۶۳)

۱۹ - فرشتوں کو عربوں نے مونث یا خدا کی بیٹیاں قرار دیا (سورہ نسا ۴: ۱۱۷)

انثیٰ یا اناثاً کے دو معنی ہیں۔ بے جان شے یا بُت۔ دوم۔ مادہ یا مونث۔ لات۔ عزیٰ و منات دیویاں تھیں جن کو اہل عرب پوجتے تھے۔

۲۰۔ قرآن میں یہ تعلیم بار بار آئی ہے۔ کہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے۔ راہ راست پر چلاتا ہے۔ اب مشرکین یہی اعتراض قرآن کی تعلیم پر عائد کرتے ہیں۔ کہ اگر خدا چاہتا تو ہم ان بتوں کی پرستش نہ کرتے۔ ہماری تقدیر میں خدا نے ایسا ہی لکھ دیا ہے ان لوگوں کی محض حجت تھی۔

۲۱ سے ۲۳۔ نہ یہ لوگ ایسی حجت کو کسی آسمانی کتاب سے ثابت کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی تردید آپ ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسا ہی کرتا پایا اور ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔

۲۴۔ یہ لوگ اپنی ریت رسم پر بضد قائم ہیں اگرچہ اُن کے نقص بھی ظاہر کر دیے جائیں۔

۲۵۔ ایسوں کو سزا دی گئی۔

۲۶ سے ۳۰۔ حضرت ابراہیم ایک خدا کے پرستار تھے اور ان کی اولاد میں توحید کی تعلیم چلی آئی۔ پھر بھی محمد صاحب کے آنے پر ان کی تعلیم کو انہوں نے رد کیا۔

۳۱ و ۳۲ "دو بستیوں" بقول محمد علی صاحب یہ دو بستیاں مکہ اور طائف ہیں۔ ان کے باشندے اپنے رئیسوں کے سوا کسی دوسرے کی پیروی کرنا پسند نہ کرتے تھے۔

۳۳۔ جیسے دنیاوی حالت میں فرق ہوتا ہے۔ ویسے روحانی حالت میں بھی درجے ہیں۔ خدا مالداروں کو نبوت کے لئے نہیں چنتا۔ بلکہ جن کی باطنی حالت اچھی ہوتی ہے اُن کو چنتا ہے۔

۳۳ سے ۳۵۔ خدا کی نگاہ میں سونے چاندی کی عزت نہیں۔ ایسی اشیا خدا بے ایمانوں کو بکثرت دیتا ہے۔ بشرطیکہ لوگ ان کے ذریعہ گمراہ نہ ہونے۔

۳۶۔ ایک شیطان۔ یا بدکار رفیق جو اُسے گمراہ کرے۔ یا کوئی بد روح۔ شیطان کا شطو نکرا

۳۷۔ شیاطین جھوٹ کو سچ کر دکھاتے ہیں۔

۳۸۔ یہ حقیقت قیامت کے روز ان پر ظاہر ہو گی۔

۳۹۔ لیکن اُس روز اُن کو اس راز کے کھلنے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

۴۰۔ یہ لوگ روحانی طور پر بہرے اور اندھے ہیں۔

۴۱ و ۴۲۔ ایسے لوگوں کو سزا ہو گی۔

۴۳ و ۴۴۔ یہ محمد صاحب کو حکم ہے کہ جو اُس پر منکشف ہوا اُس پر قائم رہے ۔

۴۵۔ اگلے رسول گواہ ہیں کہ رحمٰن کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔

۴۶ و ۴۷ و ۴۸۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کی مثال دُہرائی گئی ۔

۴۹۔ موسیٰ سے سفارش کی درخواست

۵۰۔ جب موسیٰ کی سفارش سے ان کا عذاب دور ہوا۔ تو وہ پھر برگشتہ ہو گئے۔ جیسا کہ خروج کی کتاب سے ظاہر ہے۔

۵۱۔ فرعون کا خدائی دعویٰ ۔

۵۲ و ۵۳۔ موسیٰ کو ذلیل آدمی سمجھا کیونکہ اس کے پاس سونے کے کنگن نہ تھے اور نہ فرشتوں کا لشکر تھا۔

۵۴۔ یوں فرعون نے اپنے لوگوں کو بہکا دیا۔

۵۵۔ فرعون اور اُس کا لشکر غرق ہوا ۔

۵۶۔ ضرب المثل۔ مقابلہ کرو خروج ۱۵: ۱ و ۹ و ۱۰

۵۷ و ۵۸۔ ابن مریم عیسیٰ کی مثال پر بھی یہ لوگ ہنسی کرتے تھے اور کہتے تھے ۔کہ وہ بہتر ہے یا ہمارے معبود ۔

۵۹۔ حضرت عیسیٰ کو خدا نے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا نیکی میں۔

۶۰۔ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہے۔ یعنے جیسے وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ویسے ہم بھی جی اُٹھینگے (اکرنتھی ۱۵: ۱۲ سے ۱۶ ؛ رومیوں ۶: ۳ سے ۵ ۔

۶۱۔ اِس لئے قیامت میں شک نہ کرو۔

۶۲۔ شیطان تمہارا دشمن ہے

۶۳ سے ۶۵۔ حضرت عیسیٰ معجزے اور دانائی لے کر آئے لیکن لوگوں نے مخالفت کی۔

۶۶ و ۶۷۔ قیامت کے دن کیا ہوگا۔

۶۸ و ۶۹۔ اُس روز ایمانداروں کو خطرہ نہ ہوگا ۔

۷۰۔ وہ مع اپنی بیویوں کے جنت میں داخل ہوگا۔

۷۱ سے ۷۳۔ جنت کا نشان

۷۴۔ بے ایمان دوزخ میں جائیں گے۔

۷۵ سے ۷۷۔ ان کی یہ سزا گھٹے گی نہیں۔ دیکھو مکاشفہ ۲۰: ۱۰ و ۱۰ از ۲۲: ۱۱۔

۷۸ و ۷۹۔ انہوں نے اپنے دِل سخت کر لئے اِس لئے ہم نے ان کو سزا دینا ٹھان لیا۔

۸۰۔ کرام الکاتبین فرشتوں کی طرف اشارہ ہے۔

۸۱۔ اگر رحمان کے بیٹا ہو تو محمد صاحب کہتے ہیں۔ تو میں ان کا پہلا پرستار ہونگا۔ مشرکوں کی طرح خدا کی اولاد نہیں بلکہ روحانی۔ بیٹا اعلیٰ خیال ہے جو عبادت کا مستحق ہے اگر کلمۃ اللہ اور روح اللہ خدا کا بیٹا کہلائے تو وہ اعلیٰ درجہ رکھے گا۔ اور عبادت کا مستحق ہوگا

مولوی محمد علی صاحب نے یہاں نوٹ ۲۲۶۳ میں ذکر کیا کہ اگر خدا کسی کو بیٹا بنانا چاہے تو وہ اپنے خادموں میں سے کسی کو چُن لیگا اور اس معنی میں محمد صاحب خدا کا بیٹا کہلا نے کے مستحق ہونگے (مقابلہ کرو سورہ ۳۹: ۱۴ از سورہ مریم ۱۹: ۸۹ سے ۹۲

۸۲۔ بلکہ جس طرح مشرک بت پرست خدا سے اولاد منسوب کرتے ہیں اُس سے خدا پاک ہے

۸۳ و ۸۴۔ ایسے لوگوں کو سزا ملے گی۔

۸۵۔ خدا کی تعریف۔

۸۶۔ غیر معبود تو سفارش کے قابل بھی نہیں وہ تو بالکل ناکارہ ہیں۔

۸۷۔ یہ جملہ بھی بار بار آتا ہے۔

۸۸۔ قسم۔ سورہ ۳۳: ۵۶۔ عجب قسم ہے کہ محمد صاحب جب یا رب کہہ کر خدا کو پکارتے ہیں۔ اس کی قسم۔

۸۹۔ ایسے لوگوں سے علیحدہ۔

۴۴۔ سورہ دُخان

خم ـ گروہ میں یہ پانچویں سورہ ہے۔ یہ سورہ خشک سالی کہلاتا ہے۔ یہ لفظ دخان آیت ۱۰ میں ہے۔ اس کے معنی دھواں بھی ہے اور خشک سالی بھی

تقسیم۔ (۱) نرم سزا کے بعد سخت سزا ملے گی ۱ سے ۲۹

(۲) نیکی اور بدی کی جزا و سزا ۳۰ سے ۵۹ تک

۱۔ حٰمٓ ۔ دیکھو ماقبل سورتیں ۔

۲۔ کتاب المبین۔ یعنی توریت وانجیل جن کا خلاصہ قرآن میں ملبن۔ ہؤا۔ ایسی کتاب جس میں خدا کی تعلیم واضح طور پر بیان ہوئی (سورہ انعام: ۹۱ و ۱۵۵ و سورہ قصص: ۴۳ و ۴۹

۳۔ مبارک رات۔ یہودیوں میں وہ رات قدر و یادگاری کی رات تھی۔ جب خدا نے ان کو مصر کی غلامی سے رات کے وقت باہر نکالا (خروج ۱۲: ۴۲)

اور جس کی یادگار میں عید فسح منائی جاتی تھی۔

اور جس وقت بنی اسرائیل کو شریعت ملی اس وقت بھی سخت تاریکی تھی دیکھو خروج ۱۸: ۱۶ سے ۱۸۔ عبرانی ۱۲: ۱۸ سے ۲۱۔

سورہ ۹۷: ۱ میں یہ لیلۃ القدر کہلائی۔ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک

۴۔ اس میں تصفیہ پاتے ہیں"۔ "اس میں" کی دو تفسیریں ہو سکتی ہیں (۱) اس رات میں (ب) اس مکاشفہ میں۔ محمد علی صاحب نے دوسرے معنی لئے ہیں اور عام مسلمانوں کی رائے ہے کہ ماہ رمضان کی ۲۳ اور ۲۴ تاریخوں کے مابین رات کو سال بھر کے سارے مابعد واقعات ترتیب دئے جاتے ہیں۔ بعضوں نے یہ رات شب برات سمجھی۔ جو ۱۵ ماہ شعبان کی رات ہے۔ جب فرشتے نازل ہوئے دعائیں قبول ہوتیں اور حکم جاری ہوتے اور نعمتیں تقسیم ہوتی ہیں (تفسیر قادری اردو ترجمہ)

لیکن ہماری ناقص رائے میں دوسری تفسیر درست ہے۔ کیونکہ خدا کا مکاشفہ فیصلہ کن ہے اس لئے اُسے فرقان نام دیا گیا۔ محمد علی صاحب "رات" سے تاریکی یا زمانہ جاہلیت مراد لیتے ہیں۔ یا وہ سارا زمانہ جس میں رسول خدا کی طرف سے صداقت کی منادی کرتا رہا۔

۵۔ انا کنا مرسلین ۔" ہم کو بھیجنا منظور تھا (ترجمہ نذیر احمد)" ہم نے ہمیشہ رسولوں کو بھیجا (ترجمہ راڈول)، ہم رسولوں کے بھیجنے والے ہیں (محمد علی)

۶ سے ۸۔ خدا کی تعریف۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۳: ۱۰ سے ۱۲ و ۴۴: ۶ و ۲۴ وغیرہ۔

۱۰ و ۱۱۔ ایک دھواں ظاہر ہو۔ یا خشک سالی ظاہر ہو۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۹: ۲۸

سدوم و عمورہ کی بربادی کے وقت حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ" زمین پر سے دھواں ایسا اُٹھ رہا ہے جیسے بھٹی کا دھواں" نیز دیکھو مکاشفہ ۱۸: ۹

لیکن دوسرے معنی خشک سالی۔ اور بھوک جو کال اور خشک سالی کا نتیجہ ہے۔

۱۲ سے ۱۴۔ انہوں نے رسول کو باؤلا کہہ کر ٹال دیا۔

۱۶و۱۷۔ ہم مہلت دیتے ہیں۔ لیکن اگر آدمی سچی توبہ نہ کرے تو ہم اُس کو سزا دیتے ہیں۔
۱۸ سے ۲۱۔ فرعون کی مثال
۲۲۔ حضرت موسیٰ کی دعا۔
۲۳ سے ۲۷۔ فرعون اور فرعون کے لشکر کی ہلاکت
۲۸ سے ۳۰۔ "نجات دی" خروج ۲۰: ۱
۳۱۔ یہ مصری سرکش لوگ تھے۔
۳۲۔ "بنی اسرائیل کو فضیلت دی۔ یا اُن کو چنا" یسعیاہ ۴۳: ۱۰ و ۴۴: ۱ و رومیوں ۳: ۱
نیز مقابلہ کرو سورہ بقرہ ۴۸ سے ۴۲ و ۴۴ سے ۴۷ و ۱۱۶
۳۳۔ ہم نے اُن کو معجزے (آیات) یا نشانات یا مکاشفے دئے یعنی کتاب عطا کی۔
صریح آزمائش (بَلٰؤا) محمد علی صاحب کے ترجمہ کے مطابق صریح برکت تھی۔
۳۴ سے ۳۷۔ چونکہ یہاں بنی اسرائیل کا ذکر ہوا۔ اِس لئے "یہ کہتے ہیں" زیادہ تر ان کا اشارہ
کسی یہودی فرقہ کی طرف ہوگا۔ جو قیامت کا منکر تھا اور انجیل شریف سے واضح ہے کہ یہ فرقہ صدوقی
تھا۔ جنہوں نے قیامت کے خلاف خداوند مسیح سے بھی سوال کیا تھا۔ دیکھو متی ۲۲: ۲۳ سے ۳۲
۳۸ و ۳۹۔ آسمان و زمین کو خدا نے ایک مصلحت سے پیدا کیا۔
۴۰۔ فیصلہ کا دن مقرر ہے۔
۴۱ و ۴۲۔ اِس روز کوئی دوست دوسرے کی مدد نہ کر سکے گا۔ البتہ خدا رحم کرنے والا ہے
۴۳ سے ۵۰۔ دوزخ کا بیان۔
۵۱ سے ۵۷۔ بہشت کا بیان
۵۸ سے ۵۹۔ قرآن کو عربی میں بھیجنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ اہل عرب اسکو آسانی سے سمجھ سکیں

۶۵۔ سورہ جاثیہ

سورہ ۴۵

حٰمٓ۔ گروہ میں سے یہ چھٹی سورہ ہے۔

اِس سورہ کا نام آیت ۲۸ سے لیا گیا۔ جہاں ذکر ہے کہ ہر قوم خدا قادر مطلق کے آگے
گھٹنے ٹیکے گی۔

تقسیم۔ ا۔ ۔ مکاشفہ کا انکار ۱ سے ۱۱

ب ۔ مکاشفہ کی صداقت ۱۲ سے ۲۱

ج ۔ عدالت کا انکار ۲۲ سے ۲۶

د ۔ سزا ۲۷ سے ۳۷

۲ - یہ قابل غور ہے۔ کہ اس گروہ کی ساری سورتیں خدا کے مکاشفے کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں مثلاً سورہ ۴۰ میں تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم

سورہ ۴۱ میں تنزیل من الرحمن الرحیم

سورہ ۴۲۔ کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحلیم

سورہ ۴۳۔ والکتاب المبین قرآناً عربیاً

سورہ ۴۴ والکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکت

سورہ ۴۵ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم

۳و۴۔ "نشانیاں" آیت للمومنین (پیدائش ۱: ۱۴ سے ۱۹

۵ - بقول شخصے ہر پتے میں ہے پتا اُس کا

۶ - کیونکہ ایمان خدا کا کلام سن لینے سے آتا ہے (رومیوں ۱۰: ۱۷ و ۱۸) لیکن جب اُسکو انہوں نے رد کر دیا تو ایمان لانے کا کوئی دوسرا وسیلہ باقی نہ رہا۔

۷و۸و۹ خدا کا کلام رد کرنے والوں کو سزا ملے گی (رومیوں ۱: ۱۸ سے ۱۲ و عبرانی ۴: ۱ و ۲

۱۰- ان کو جہنم کی سزا ملے گی۔

۱۱- خدا کا کلام یا مکاشفہ ہدایت و نور ہے (سورہ مائدہ ۴۶ سے ۴۸ و سورہ انعام: ۵۵ و سورہ قصص ۳۸ و ۴۳۔

۱۲- سمندر کی حد باندھی اور اُسے انسان کے قابو میں کر دیا ایوب ۲۶: ۱۰ و

۱۴- انتقام لینا خدا کا حق ہے (استثنا ۳۲: ۳۵ و زبور ۹۴: ۱ و رومیوں ۱۲: ۱۹ و عبرانی ۱۰: ۳۰

۱۵- ہر شخص کے اعمال کا بدلہ ملیگا۔

۱۶- بنی اسرائیل کی فضیلت (رومیوں ۳: ۱ و ۹: ۴ وغیرہ

۱۷- اختلاف کرتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق تین امور کا ذکر ہے (ا) آگاہی آنے کے بعد یہ اختلاف ہوا (ب) ضد سے یہ اختلاف ہوا۔ (ج) اس اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

یہ کونسا اختلاف ہوگا؟ غالباً استثنا ۱۸: ۱۵ سے ۱۹ کی پیشین گوئی کے بارہ میں اختلاف ہوگا۔ اِس پیشین گوئی کے مطابق وہ ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے۔ جو اُن کو رومیوں کے جوئے سے نکالیگا جب یوحنا بپتسمہ برپا ہؤا۔ تو اُنہوں نے اس سے دریافت کیا کہ آیا تو وہ نبی ہے (دیکھو یوحنا ۱: ۱۹ سے ۲۷) اور یوحنا نے انہیں صاف بتا دیا۔ کہ وہ تو موعود نبی نہ تھا۔ لیکن اُن کے درمیان وہ شخص موعود کھڑا تھا جس کی جوتیوں کا تسمہ اٹھانے کے لائق وہ نہ تھا۔ لیکن اس صریح آگاہی کے بعد بھی یہودیوں نے یسوع کو اپنا موعود مسیح اور موعود نبی تسلیم نہ کیا اور قیامت کے دن تک وہ یقین نہ کریں گے جب تک سزا نہ ملے اِس بحث کا ذکر انجیل میں کئی دفعہ ہوا (دیکھو یوحنا ۴: ۲۵ و ۲۶ و اعمال ۳: ۱۹ سے ۲۴)

اس معاملے میں قرآن نے یہودیوں کو ملزم گردانا۔

۱۹۔ پرہیزگاروں کا حامی خدا ہے

۲۰۔ خدا کا مکاشفہ ایمانداروں کے لئے دانش کی باتوں کا مجموعہ اور ہدایت و رحمت ہے جیسا کہ بار بار ذکر ہؤا۔

۲۱۔ صادق اور شریر کا مقابلہ۔ شریروں کا گمان غلط ہے۔ اگرچہ اس دنیا میں شریر دولت وغیرہ سے بہرہ ور ہوں اور صادق دکھ تکلیف میں ہوں۔

۲۲۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

۲۳۔ مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۶: ۴ سے ۸ و سورہ بقر: ۲۶ و ۷

۲۴۔ یہودیوں کے صدوقی فرقہ کا یہی عقیدہ تھا۔

۲۵۔ یہ صدوقی قیامت کو نہ مانتے تھے۔ اس لئے وہ ایسی حجت پیش کرتے تھے۔

۲۶ و ۲۷۔ قیامت ضرور ہوگی اور اس کے نہ ماننے والے نقصان اُٹھائیں گے۔

۲۸۔ قیامت کے دن ہر ایک کو بدلہ ملے گا۔

"گھٹنے ٹیکے ہونگے" مقابلہ کرو فلپیون ۲: ۱۰

۲۹۔ "ہماری کتاب یعنی الٰہی مکاشفہ جس کا خلاصہ عربی میں دیا گیا۔

۳۰۔ جنہوں نے اعمال حسنہ کئے وہ کامیاب ہوئے۔

۳۱۔ "نافرمان لوگ" بنی اسرائیل پر بھی یہ الزام بار بار لگایا گیا (خروج ۳۲: ۹ و اعمال ۷: ۵۱)

۳۲۔ معترض کہتے تھے کہ قیامت کیا ہے۔

۳۳ و ۳۴۔ قیامت کے دن ایسے منکروں کو سزا ملے گی۔

۳۵ - کیونکہ انہوں نے قیامت کے دن پر ہنسی اڑائی - ان کو اب موقعہ نہ ملے گا

۳۶ و ۳۷ - خدا کی تعریف

---

۶۶ - سورہ احقاف

سورہ ۴۶

حمٓ - گروہ کی یہ آخری سورہ ہے -

احقاف بمعنی - تودۂ ریگ - اس کا ذکر آیت ۲۱ میں آیا ہے - اس تودۂ ریگ نے قوم عاد کو برباد کیا تھا - عربوں کی عبرت کے لئے یہ قصہ سنایا گیا کہ خدا کبھی سمندر کے ذریعہ سزا دیتا ہے جیسے فرعون اور اُس کے لشکر کو - یا ریت کے ذریعہ جیسے قوم عاد کو -

اِس سارے گروہ میں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا - مکاشفہ الٰہی کا ذکر ہوا ہے - یہ گروہ ویسا ہی ہے جیسے زبور ۱۱۹ جسے شریعت کی تعریف کا گیت کہتے ہیں -

تقسیم - ا - مکاشفہ کی صداقت ۱ سے ۱۰

ب - صداقت کی شہادت ۱۱ سے ۲۰

ج - قوم عاد کا انجام ۲۱ سے ۲۶

د - آگاہی ۲۷ سے ۳۵

۱ و ۲ - دیکھو ماقبل سورہ کی تفسیر

۳ - زمین و آسمان کے پیدا کرنے کی غرض

۴ - غیر معبودوں نے کیا پیدا کیا؟ اسی قسم کا دعوٰی یسعیاہ ۴۰: ۱۸ سے ۲۶ و ۴۱: ۲۱ سے ۲۴ و ۴۴: ۹ سے ۲۰

کوئی کتاب - یعنی مستند سماوی کتاب میں بُت پرستی جائز نہیں اور نہ غیر معبودوں کی عبادت کا حکم ہے -

۵ - بُت اور دیگر معبود تو سن نہیں سکتے زبور ۱۱۵: ۲ سے ۸ - اِس کی مثال کے لئے دیکھو ۱ سلاطین ۱۸: ۲۲ سے ۳۹ -

۷ - صریح جادو ہے - یہ الزام بار بار لگایا گیا -

۸ - دوسرا الزام - کہ محمد صاحب نے اپنے دل سے قرآن بنایا -

۹ - یہ تو بذریعہ وحی مجھے ملا۔

"انوکھا" یا پہلا۔ یا نئی تعلیم لے کر نہیں آیا۔

۱۰ - اِس گواہ کے بارے میں بعض مفسروں نے لکھا ہے کہ وہ عبد اللہ بن سلمہ تھا۔ اُس نے یہ گواہی دی تھی۔ کہ قرآن کا مضمون توریت کے مطابق تھا۔

۱۱ یہاں قرآن پر جو اعتراض کیا گیا وہ ویسا ہی جو یہودیوں نے مسیح کے زمانہ میں کیا تھا (یوحنا ۷ : ۴۸)

قدیمی جھوٹ ہے۔ بار بار یہ اعتراض ہُوا۔

۱۲ - جس گواہ کا ذکر۔ آیت میں ہوا اُس نے قرآن کی مطابقت توریت سے ظاہر کی تھی اس لئے اب اُس کی تشریح ہے کہ عربی زبان میں یہ کتاب قرآن توریت کی تصدیق کرتی ہے اور خوشخبری ہے یعنی انجیل (خوشخبری)

۱۳ اور ۱۴۔ ایماندار جنت کو حاصل کریں گے۔

۱۵ - دیکھو موسوی پانچواں حکم " تو اپنے ماں باپ کی عزت کر

دودھ کو چھوڑنے کا زمانہ۔ مشرقی ممالک میں یہ دوسرے یا تیسرے سال عمل میں آتا ہے "چالیس برس" جب عقل پختہ ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکر نے چالیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ عقل کی پختگی کی یہ ایک مثال ہے۔ حضرت موسیٰ چالیس سال کی عمر میں مصر سے بھاگ کر مدیان کو گئے تھے۔

۱۷ - تم پر تُف ہے۔ مقابلہ کرو۔ مرقس ۷ : ۸ سے ۱۳

اگلوں کے ڈھکوسلے۔ عام اعتراض

۱۸ - ایسے بے ایمانوں کو عذاب ملے گا۔

۱۹ - عمل کے مطابق درجے (اکرنتھی ۳ : ۹ سے ۱۵ اور ۱۵ : ۴۱ و ۴۲)

۲۰ - مقابلہ کرو۔ دولتمند اور لعزر کی تمثیل (لوقا ۱۶ : ۱۹ سے ۲۵)

۲۱ - قوم عاد کا ذکر۔ عاد کے بھائی سے نبی ہود مراد ہے۔

احقاف میں ڈرایا۔ یا ریگستانی میدانوں۔ یہ طائف کے میدان تھے جہاں محمد صاحب قریش کی مخالفت کی وجہ سے مکہ سے بھاگ کر گئے تھے۔ آیات ۲۰ سے ۳۱ تک غالباً اپنی جگہ میں نہیں کیونکہ ان سے آیات ۱۹ سے ۳۲ کے درمیان کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اسی زمانہ سے ان کا علاقہ ہے

جس زمانے میں یہ سورہ نازل ہوئی۔

احقاف جمع ہے حقف کی بمعنی تودہ ریگ۔ راڈول صاحب نے یہ جگہ طائف بتائی ہے۔ بعض دیگر مصنف حضرالموت۔ محمد علی صاحب اِسے الشہر بتاتے ہیں

۲۲و۲۶۔ ریت کے طوفان کے ذریعہ ان لوگوں کو سزا ملی۔

۲۷۔ چونکہ یہ شہر مکہ کے قرب وجوار میں تھے۔ اِس لئے ان کی تباہی سے ان کو عبرت دلائی گئی۔ یہ بستیاں عاد۔ ثمود اور شیبا کی بستیاں تھیں۔ جو عرب کی سرحد پر واقع تھیں۔

۲۸۔ اُن کے معبود اُن شہروں کو بچا نہ سکے۔

۲۹۔ "چند جنون"۔ غالباً یہ یہودی قوم کے لوگ تھے۔ کیونکہ آیت ۳۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ کو مانتے تھے یہ مدینہ سے حج کے لئے یا تجارت وغیرہ کے لئے مکہ گئے ہونگے۔ اور وہاں انہوں نے قرآن کو سنا اور واپس جا کر اپنے لوگوں کو اس کی خبر دی۔ نیز دیکھو سورہ ۷۲: ۱

اہل عرب ایسے شخص کو جن سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جو تیز فہم اور کاروبار میں بڑا چالاک ہو۔ لغت میں جن کے معنی معظم الناس آئے ہیں۔ یعنی نوع انسان کا بڑا حصہ۔ اہل عرب کے نزدیک یہ بڑا حصہ غیر ملکی اجنبی لوگ ہونگے۔ جیسے یہود اپنے تئیں خاص قوم اور دوسروں کو غیر قوم کہتے تھے ویسے عرب لوگ دوسروں کو عجمی (گونگے) یا جن (گنوار) کہتے تھے اِسی لحاظ سے سرسید نے ان سے بدو لوگ مراد لی یعنی دیہاتی لوگ بمقابلہ شہریوں یا اہلیان مکہ کے (جن کے معنی پوشیدہ کے بھی ہیں) جو عربوں کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ اِس لئے نصیبین کے یہودی جو محمد صاحب کو دیکھنے گئے وہ جن کہلائے۔ کیونکہ وہ غیر عرب تھے۔ اِسی طرح جن عمالیکیوں اور غیر اسرائیلی لوگوں سے حضرت سلیمان نے ہیکل کی تعمیر میں بیگار لی وہ بھی جن کہلائے۔ (سورہ ۳۴: ۱۲ و ۲ تواریخ ۲: ۱۲ سے ۱۸) سورہ ۳۸: ۳۷ میں یہ شیاطین بھی کہلائے جو سلیمان نے مغلوب کئے۔

۳۱ و ۳۲۔ خدا کے پیغامبروں کی باتوں پر عمل کرو۔

خدا قادر ہے تھکنے والا نہیں۔ زبور ۱۲۱: ۴

۳۳ و ۳۴۔ بے ایمانوں کا عذاب

۳۵۔ صبر۔ لوقا ۲۱: ۱۹ عبرانی ۶: ۱۲ یعقوب ۱: ۴ مکاشفہ ۱۴: ۱۲

۵۱۔ سورہ ذاریات

یہ لفظ ذاریات جو اس سورہ کا نام ہے پہلی آیت میں آیا ہے۔ اِس کا مکاشفہ عام مضمون ہے۔ کہ اہل مکہ جو خدا کے مکاشفہ کو رد کرتے ہیں سزا پائیں گے۔

یہ سورہ مکی زمانے کے پہلے حصے سے تعلق رکھتی ہے۔

تقسیم - ا - جھوٹ کو سزا ملے گی ۱ سے ۲۳

ب - قدیم باغی قوموں کو سزا ملی ۲۴ سے ۴۶

ج - اہلیان مکہ کو بھی سزا ملے گی ۴۷ سے ۶۰

۱ و ۲۔ بادل اور ہوا کی قسم۔ یا اُن پر غور کرو۔

"بوجھ اٹھاتی" یعنی بادل جو بارش کو اٹھائے پھرتے ہیں

۳۔ "آہستہ آہستہ چلتی" یعنی ہوائیں۔

۴۔ "تقسیم کرتی" جہازوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہ بھی ہوائیں ہیں جو بارش کو تقسیم کرتی ہیں سورہ ۱۵: ۹۰ میں ان کے لئے لفظ المقتسمین آیا ہے۔ جس سے ایسے لوگ مراد ہیں۔ جو قرآن کو حصوں میں تقسیم کرتے۔ بعض حصوں کو قبول کرتے اور بعضوں کو رد کرتے تھے

۵ و ۶۔ جزا و سزا ضرور ملے گی۔

۷۔ "آسمان جس میں رستے پڑے ہیں" یا جو رستوں سے بھرا ہے"۔ غالباً اجرام فلک کے دوروں و گردشوں کی طرف اشارہ ہے۔ یا ستاروں سے بھرا ہے۔ جنہیں دیکھ کر لوگ اپنا رستہ معلوم کرتے ہیں۔ جیسے مجوسیوں کی رہنمائی ایک ستارہ نے کی (متی ۲: ۱ و ۲) یا جہازرانوں کی رہنمائی ستارے کرتے ہیں

نیز مقابلہ کرو سورہ الصافات ۳۷: ۱ و ۲

۸ سے ۱۱۔ بے ایمانوں میں اختلاف۔

۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ روز عدالت کا دن۔ ان کی سزا کا دن ہوگا۔

۱۵ سے ۱۹۔ ایمانداروں کی صفات اور ان کی جزا۔ جو صورت سوال ہو" یعنی اُس کے پاس کچھ نہیں شب بیداری۔ گناہوں کی معافی مانگنے والے۔ غریبوں اور خارج شدگان کو خیرات دینے والے

۲۰ و ۲۱۔ زمین میں نشانیاں اور انسان کے باطن میں نشانیاں ہیں کہ سچائی غالب آتی ہے۔

۲۲ و ۲۳۔ خدا تم کو روزی دیتا ہے

۲۴ سے ۳۷۔ حضرت ابراہیم کے پاس فرشتے آئے اسے فرزند ملنے کی خوشخبری دی اور سدوم
عمورہ کی بربادی اور لوط اور اس کے گھرانے کی سلامتی کی خبر دی۔ پیدائش ۱۸: ۱ سے ۱۹: ۲۹ تک

۳۸ سے ۴۰۔ موسیٰ اور فرعون کی مثال۔

۴۱ سے ۔ قوم عاد کی مثال

۴۲ سے ۴۵۔ قوم ثمود کی مثال

۴۶ سے ۴۸۔ نوح کی مثال۔

۴۹۔ دو قسم کی یعنی جوڑا جوڑا۔ حضرت نوح نے بھی جوڑا جوڑا جانوروں کا کشتی میں رکھا

۵۰۔ صرف خدا حقیقی پناہ گاہ ہے

۵۱۔ خدائے واحد کو مانو

۵۱ سے ۵۴۔ لوگوں نے پہلے پیغمبروں کو جھٹلایا تم ان کی پرواہ نہ کرو۔

۵۵۔ ایمان فائدہ بخشتا ہے۔

۵۶۔ آدمیوں اور جنوں کے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت کریں۔

۵۷۔ خدا محتاج نہیں۔

۵۸ سے ۶۰۔ منکروں کو سزا ملے گی۔

۶۶۔ سورہ غاشیہ

سورہ ۸۸

اس سورہ کا نام پہلی آیت سے لیا گیا۔

اس کا مضمون یہ ہے کہ مخالفوں کو اس زمین میں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی۔ دوزخ اور بہشت کا کچھ حلیہ دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ نبوت کے چوتھے سال یہ سورہ نازل ہوئی۔ یعنی غالباً ابتدائی مکی زمانے میں
"غاشیہ" کے معنی ہیں "جو چھا جائیگی"۔ غالباً قیامت کا دن۔ یا یا ہوواہ یا خداوند کا دن جس کا ذکر بار بار بائبل
میں آیا۔ جو گھٹا کی طرح ہمارے سروں پہ منڈلا رہا ہے اور نہ معلوم کس وقت برسنے لگ جائے
یعنی ساری دنیا پہ چھا جائے۔ بعضوں نے اس سے مخالفوں کی سزا بھی مراد لی۔

۲ سے ۷ تک دوزخ کا بیان

۸ سے ۱۶۔ بہشت کا بیان

۱۷۔ "اونٹوں کی طرف" جس لفظ ابل کا ترجمہ اونٹ کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ "بادل" بھی کیا جاتا ہے۔ جو بارش کا پانی لئے پھرتے ہیں۔

۱۸ سے ۲۰۔ آسمان و زمین اور پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر

۲۱ و ۲۲۔ محمد صاحب سے خطاب۔

۲۳ سے ۲۶۔ بے ایمانوں کی سزا

۶۹۔ سورہ کہف

سورہ ۱۸

کہف یعنی غار۔ یہ لفظ آیت ۹ میں آیا ہے۔

یہ ساری سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ غالباً وسطی زمانہ میں

اس سورہ میں خاص کر مسیحیوں کا اور مسیحی قصہ کا ذکر ہے۔

تقسیم۔ ا ۔ مسیحیوں کو آگاہی ۱ سے ۸

ب ۔ اصحاب کہف ۹ سے ۲۲

ج ۔ قرآن ہدایت ہے ۲۳ سے ۳۱

د ۔ ایک تمثیل ۳۲ سے ۴۴

ہ ۔ گنہگاروں کو سزا ۴۵ سے ۵۳

و ۔ اس آگاہی کو نظر انداز کیا گیا ۵۴ سے ۵۹

ز ۔ موسیٰ اور خضر کا قصہ ۶۰ سے ۸۲

ح ۔ ذوالقرنین اور جوج ماجوج کا قصہ ۸۳ سے ۱۰۱

ط ۔ بے ایمانوں کا نجرہ ۱۰۲ سے ۱۱۰۔

۱۔ قرآن آتارا۔ یا لفظی طور پر کتاب اتاری (انزل)

عوجاً۔ کجی۔ مسلمانوں کی روایت ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ جو کوئی سورہ کہف کی پہلی دس آیات (بقول دیگر حدیث آخری دس آیات) پڑھیگا وہ آخری ایام میں دجال

سے محفوظ رہے گا (مسلم)

۲۔ اِس کتاب میں ذکر ہے کہ بے ایمانوں کو عذاب نصیب ہوگا اور ایمانداروں کو اجرِ نیک ملیگا "عمدہ اجر" یعنی جنت

۳۔ وہ جنت میں ابدتک رہیں گے۔

۴۔ خدا اولاد رکھتا ہے۔ وَلَداً " یہ لفظ جسمانی پیدائش کے لئے آتا ہے۔ مشرکان عرب پر بار بار قرآن میں یہی اعتراض ہوا کہ وہ خدا کی اولاد مانتے ہیں۔ نیز چوتھی و پانچویں صدی مسیحی میں کلیسیا میں یہ بحث برپا ہوئی کہ حضرت مریم کو والدہ خدا کہیں یا والدہ مسیح۔ چنانچہ جو لوگ مریم کو والدہ خدا کہتے تھے۔ وہ غالب آئے اور انہوں نے ان لوگوں کو خارج کر دیا جو مریم کو والدہ مسیح مانتے تھے۔ یہ لوگ مغربی کلیسیا سے خارج کئے گئے اور جلاوطن کئے گئے اور فلسطین۔ عرب اور ایران میں پناہ گزیں ہوئے۔ اِن لوگوں کے ساتھ محمد صاحب کو واسطہ پڑا اور ان کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوئی۔ اس لئے قرآن میں مغربی کلیسیا کی تردید اور اس مشرقی نستوریں تعلیم کی تائید پائی جاتی ہے

۵ میں بھی انہیں کا ذکر ہے وہ لوگ مریم کو والدہ خدا کہنے سے باز نہ آئیں گے۔

۷و۸۔ خدا ہی زمین کو آراستہ کرتا اور وہی اس کو برباد کرتا ہے۔

۹ سے ۲۲۔ اصحاب کہف کا قصہ شروع ہوتا ہے۔

الرقیم۔ اِس کا ترجمہ کتبہ کیا گیا ہے۔ لیکن راڈول صاحب نے بیان کیا ہے کہ اُس وادی یا پہاڑی کا نام تھا جس میں یہ غار واقع تھی یہ قصہ بائیبل میں پایا نہیں جاتا۔ البتہ یہ قصہ ایک لاطینی کتاب میں مذکور ہے۔ جو گریگوریوس طورس کی تصنیف ہے (دیکھو اُس کا پہلا باب۔ ۹۵ فصل) یہ کتاب پانچویں صدی کے آخر یا چھٹی صدی کے شروع میں لکھی گئی۔ یہ قصہ دکیوسس (Decius) رومی قیصر کے زمانے کا ہے۔ اِس کے ظلم سے افسس کے سات جوان بھاگ کر غار میں جا چھپے ۲۵۰ء میں اور ۴۴۷ء کے قریب باہر نکلے۔ جب تھیوڈوسیس ثانی قیصر روم تھا۔ اور وہ مسیحی تھا۔ اور رعایا بھی مسیحی ہو چکی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر یہ جوان حیران ہوئے۔ اِس مشہور قصہ کو قرآن میں خاص سبق سکھانے کے لئے درج کیا ہے (دیکھو ینابیع الاسلام فصل چہارم)

۲۲۔ اُن میں سے کسی سے"۔ یعنی مسیحیوں سے مت دریافت کرو۔

۲۳ و ۲۴۔ مقابلہ کرو یعقوب ۴: ۱۳ سے ۱۵۔ یہودیوں نے اِن سات سونے والوں کی

نسبت سوال کیا تھا اور محمد صاحب نے کہا تھا کہ میں کل جواب دونگا۔ اس کے لئے یہ آیت نازل ہوئی

۲۷ "پروردگار کی کتاب" جس کا خلاصہ عربی میں دیا گیا۔ یہ کتاب بدل نہیں سکتی۔ لا مبدل لکلمتہ۔ یعنی اس کی بنوتیں اور باتیں بدل نہیں سکتیں مقابلہ کرو متی ۵: ۱۹

۲۸۔ روایت ہے کہ اُمیہ بن خلف نے محمد صاحب کو مشورت دی تھی کہ قریش کی خاطر غریب ایمانداروں کو خارج کرو۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۹۔ جنہوں نے پیاسوں کو پانی نہیں پلایا۔ دوزخ میں ان کو پگھلا ہوا تانبا پینے کو ملے گا یہ شریروں کا انجام ہوگا۔

۳۰و۳۱۔ نیکوں کے اجر کا ذکر یہاں اور سورہ ۵۶ میں لفظ سُندس اور پیاسوں وغیرہ کے لئے جو الفاظ ہیں وہ فارسی ہیں۔

۳۲ سے ۴۴۔ دو شخصوں کی مثال

۴۵۔ دنیا کی زندگی پانی کی مانند ہے۔

۴۶۔ اعمال نیک دنیاوی مال و متاع سے بہتر ہیں۔

۴۷و۴۸۔ روز عدالت کو یہ آسمان و زمین بدل جائیں گے۔

۴۹۔ اعمال نامے کے مطابق عدالت ہوگی۔ دانیال ۷: ۹تا۱۱

۵۰۔ مقابلہ کرو عبرانی ۱: ۶و۷

۵۱۔ شیاطین تو دنیا کی خلقت کے وقت حاضر نہ تھے۔ لیکن فرشتے تو تھے ایوب ۳۸: ۶و۷

۵۲و۵۳۔ مشرکوں اور بے ایمانوں کا انجام

۵۴۔ قرآن میں مثالیں بار بار آئی ہیں۔

۵۵۔ کیوں لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۵۶۔ پیغمبروں کے بھیجے جانے کا مقصد۔ جھوٹی کتابوں کو سند پکڑنا۔ اور خدا کے نبیوں پر ہنسی اڑانا

۵۷۔ مقابلہ کرو اعمال ۷: ۵۱ جہاں یہ لوگ دل اور کان کے نامختون کہلاتے ہیں۔

۵۸۔ خدا مہلت دیتا ہے تاکہ توبہ کریں اعمال ۱۷: ۳۱

۵۹۔ ان بستیوں کے ہلاک ہونے کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اسی طرح آئندہ کو ہوگا (دیکھو سورہ ۷۵: ۱۳۱ و ۷: ۹۵و۹۶ وغیرہ)

۶۰۔ "موسیٰ نے اپنے خادم" غالباً یشوع بن نون ۔ (J. & Islam P. 135)

مجمع البحرین۔ غالباً نیل دریا کی دو نہریں جہاں ملتی ہیں بمقام خرطوم جن میں سے ایک کو بحر الابیض کہتے ہیں اور دوسری کو بحر الاسود۔ لیکن اس قصہ کا ذکر بائبل میں پایا نہیں جاتا۔ محمد علی صاحب نے یہودی روائیتوں کے زور پر یہ قصہ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کوش کے علاقہ میں گئے جو خرطوم سے وابستہ تھا۔ وہاں لوگوں نے اس کو بادشاہ بنایا اور اس بادشاہ کی بیوی نے موسیٰ سے شادی کی جس کی وجہ سے ہارون اور مریم ناراض ہوئے (گنتی ۱۲: ۱) بعضوں نے بحیرہ یونان اور خلیج فارس مراد لی۔ بعضوں نے روحانی معنی لئے یعنی طبعی اور فوق العادت علم کا اتحاد۔

"سالہا سال تک" یعنی بہت سال۔ ۷۰ یا ۸۰ سال

۶۱ سے ۶۴۔ موسیٰ اور اُس کے خادم کا قصہ (دیکھو Judaism & Islam P. 135)

۶۵ سے ۸۲۔ موسیٰ اور خضر کا قصہ۔ اس کا ماخذ معلوم نہیں (دیکھو نوٹ صفحہ ۱۳۵ J. & Islam P. 135)

۸۳ سے ۹۸۔ ذوالقرنین کا قصہ

لفظاً۔ ذوالقرنین کے معنی ہیں دو سینگ والا" محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس سے دانیال ۸: ۳ کی رویت کی طرف اشارہ ہے۔ جب مادی اور فارسی سلطنتوں کا اتحاد ہو گیا شاہ خورس کے ماتحت۔ اس رویت میں دارا بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو دارا اول ہستاسب تھا۔ جس نے ۵۲۱ ق م سے ۴۸۵ ق م تک سلطنت کی اور جس نے یہودیوں کو ہیکل بنانے کی اجازت دی تھی۔ (عزرا ۴: ۵، ۲۴، ۵: ۵، ۶: ۱، حجی ۱: ۱، ۲: ۱۰، زکریا ۱: ۷)

قرآن میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے وہ دارا اول ہے۔ اس کی فتوحات میں آرمینا، کوہ قاف یا کاکسس۔ ہندوستان اور وسط ایشیا کے علاقے شامل ہیں۔ دارا زردشت کا مذہب رکھتا تھا۔ وہ بڑا منتظم اور مدبر تھا۔ اس نے وحشی قوموں کو مطیع بنایا اور اُسی نے فصیل بنائی۔

لیکن مسلمانوں کی عام رائے یہ ہے کہ اس سے اسکندر اعظم مراد ہے۔

۸۶۔ آفتاب کا کالے کیچڑ میں ڈوبنا۔ یہ دارا کی سلطنت کی مغربی سرحد ہو گی۔ عین حمئتہ یعنی بحیرہ اسود۔ "عین" پانی کی کثرت۔ اور حمئتہ کالا کیچڑ۔ آرمینہ فارس کی سلطنت میں داخل تھا اور بحیرہ اسود فارسی سلطنت کی شمال مغربی سرحد تھی۔

اُس نے اِن قوموں کو زردشت کے مذہب کی دعوت دی ہو گی۔

۹۰۔ دارا فتوحات کے لئے پہلے مغرب کی طرف گیا۔ پھر مشرق کی طرف آخر کار شمال کی طرف کوہ کاکس کو

۹۳۔ دو کگاروں کے بیچ۔ یعنی دو پہاڑوں کے بیچ۔ یہ دو پہاڑ غالباً کوہ اربینہ اور کوہ آذر بائیجان ہونگے۔ یہ لوگ فارسی زبان سے ناآشنا تھے۔

۹۴۔ یاجوج ماجوج۔ پیدائش ۱۰: ۲ نیز ا تواریخ ۱: ۵ سورہ ۶۵: ۹۶ نیز دیکھو احبار ۲۶: ۴۴ و گنتی ۱۱: ۲۷

لیکن حزقیل ۳۸: ۲ میں ماجوج ملک کا نام ہے۔ جہاں جوج قوم بستی تھی نیز حزقیل ۳۹: ۶ میں یہ شمالی لوگ ہیں۔ جن کا سردار جوج تھا۔ یوسیفس کی رائے میں یہ سکوتی لوگ تھے۔

جیروم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ قوم بحیرہ کیسپین کے قریب کوہ کاکسس کے پرے آباد تھی۔ کوہ کاکسس کے شمال میں دو دریا توبل اور موشک ہیں اور موشک دریا پر ماسکو شہر بسا ہے اور توبال دریا پر ٹوبالسک شہر آباد ہے۔ ان دو دریاؤں کے نام حزقیل ۳۸: ۲ کے دو فرقوں سے لئے گئے

سنہ ۵۱۲ ق م میں دارا نے اِن قوموں یعنی سکوتیوں کے خلاف جنگ کی جس فصیل کا ذکر اس اور ماہن آیتوں میں آیا ہے وہ دربند کے نام سے مشہور ہے اور سائیکلوپیڈیا برٹینکا میں اس کا یہ بیان آتا ہے " دربند فارس کا ایک شہر ہے۔ کوکیشیا کے علاقہ اور داغستان کے صوبے میں بحیرہ کیسپین کے مغربی ساحل پر۔ ۔ ۔ سمندر کے قریب ایک قطعہ زمین سے یہ دیوار شروع ہو کر اوپر کی طرف جاتی ہے۔ اس کے جنوب کی طرف کاکسس فصیل کی سمندری حد ہے۔ ۵۰ میل طول میں۔ جو غلطی سے سد سکندری کے نام سے مشہور ہے وغیرہ (دیکھو نوٹ ۱۵۲۳ محمد علی صاحب کا قرآن)

۹۶۔ یہ تانبا اور لوہا آہنی پھاٹک کے لئے درکار تھے۔

۹۷ سے ۹۸۔ اُس دن یعنی جب قوموں میں جنگ ہو گی (متی ۲۴: ۷ و ۸)

مسلمان ان آخری دس آیتوں کو دجّال کے خلاف پناہ کے لئے استعمال کرتے ہیں مقابلہ کرو (سورہ ۶۸: ۹۶ نیز احبار ۲۶: ۴۴) نیز مسیح کی دوسری آمد سے پیشتر یہ جنگ واقع ہو گی۔

۱۰۰ و ۱۰۱۔ دوزخ کا نظارہ بے ایمان دیکھیں گے۔

۱۰۲ سے ۱۰۵ ایسے ایمانوں کا بیان۔

۱۰۶۔ بے ایمانوں کا بدلہ دوزخ ہے

۱۰۷ سے ۱۰۸ ایمانداروں کا حصہ جنت ہے

۱۰۹۔ خدا کی باتیں احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ یوحنا ۲۱: ۲۵

۷۰۔ سورہ نحل

سورہ ۱۶

اس سورہ کا نام نحل ۶۸ آیت سے لیا گیا۔ عقل حیوانی کو وحی کہا گیا۔ جس کے ذریعہ شہد کی مکھی شہد پیدا کرتی ہے۔

یہ سورۃ آخری مکی زمانہ میں نازل ہوئی۔ مکاشفہ کی صداقت کا اظہار اس میں پایا جاتا ہے۔ آیات ۴۱ اور ۱۱۰ میں لفظ ھاجرو (بھاگ گئے یا چھوڑ گئے) آیا ہے۔ اور آیت ۱۱۵ حلال اور حرام چیزوں کا ذکر ہے۔ ان دو باتوں سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مدنی آیات ہیں۔ لیکن جو لوگ ان آیات کو مکی قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ ھاجرو سے ابی سینیا کو بھاگنا مراد ہے جو نبوت کے پانچویں سال واقع ہوا۔ تیسری رائے یہ ہے کہ جو لوگ محمد صاحب کی مکہ سے روانگی سے پیشتر روانہ ہو گئے تھے ان کی طرف اشارہ ہے۔ حلال اور حرام کھانوں کا ذکر سورہ انعام ۶: ۱۴۶ سے ۱۵۱ میں بھی آیا ہے اور وہ سورہ مکی مانی جاتی ہے۔ اس لئے یہ حکم لگانا کہ یہ آیات مدنی ہیں درست نہیں۔

۱۔ خدا کا کوئی شریک نہیں (پہلا موسوی حکم)

۲۔ فرشتوں کے ذریعہ وحی بھیجی جاتی ہے۔ کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں (عبرانی ۲: ۱سے ۴)

۳۔ زمین و آسمان کی پیدائش۔

۴۔ انسان کی پیدائش۔ کہتے ہیں کہ کسی بت پرست عرب نے ٹانگ کی ہڈی محمد صاحب کے سامنے پیش کر کے پوچھا۔ کہ کیا یہ زندہ ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۵ سے ۸۔ چارپایوں کی پیدائش انسان کے فائدے کے لئے۔

۹۔ خدا سیدھا رستہ دکھانا چاہتا ہے۔ حزقیل ۱۸: ۳۲

۱۰ اور ۱۱۔ وہ بارش برساتا ہے

۱۲۔ سورج چاند وغیرہ اس کے حکم کے تابع ہیں۔

۱۳۔ باقی چیزیں بھی غور کرنے والوں کے لئے خدا کی نشانیاں ہیں۔

۱۴۔ دریا و سمندر کے فائدے۔ گوشت زیور مہیا کرتے ہیں اور ان میں کشتیاں اور جہاز

چلتے ہیں

۱۵۔ زمین نہ جھکنے پائے۔ اس لئے پہاڑ رکھے گئے (مقابلہ کرو سورہ ۷۹: ۳۲ و ۳۳) پہاڑوں کی مضبوطی اور اُن سے فوائد۔

۱۶۔ ستاروں سے بھی رہنمائی ہوتی ہے۔

۱۷۔ بتوں نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ پھر وہ کیسے خدا کے برابر ہو سکتے ہیں (دیکھو یسعیاہ ۴۱: ۲۱ سے ۲۴ و ۴۴: ۹ سے ۲۸)

۱۸۔ خدا کی نعمتوں کو کون گن سکتا ہے۔

۱۹۔ اللہ عالم الغیب ہے۔

۲۰۔ خود بنائے جاتے ہیں (یسعیاہ ۴۴: ۹ سے ۲۰)

۲۱۔ مُردہ شخص کو نہ کچھ علم ہے اور نہ خبر

۲۲۔ خدا واحد ہے۔

۲۳۔ خدا مغرور کو پسند نہیں کرتا۔

۲۴۔ اساطیر الاولین۔ یہ عام اعتراض تھا۔

۲۵۔ جو گمراہ کرتا ہے وہ گمراہ شدہ کا بوجھ بھی اُٹھاتا ہے

۲۶۔ غالباً یہاں پیدائش ۱۱: ۱ سے ۱۰ کی طرف اشارہ ہے

۲۷۔ قیامت کے دن سب کی عدالت ہوگی۔

۲۸۔ فرشتے روحیں قبض کرتے ہیں۔ ملک الموت یا عزرائیل یہ موت کا فرشتہ ہے

۲۹۔ بے ایمانوں کی سزا۔

۳۰و۳۱۔ نیکوں کو اجر

۳۲۔ نیکوں کی موت

۳۳۔ لوگ یقین نہیں کرتے کہ اُن کو اُن کی بدی کی سزا ملے گی۔

۳۴۔ لیکن سزا یقینی ہے

۳۵۔ مشرکین تقدیر یا قسمت کو بہانہ بناتے ہیں جیسے ہندوستان میں کہتے ہیں "کرے کراوے آپ آپ۔ کچھ نہیں مانس کے ہاتھ"۔ اسی طرح کھانوں کے حرام کرنے میں بھی وہ اسی قسم کا عذر پیش کرتے تھے۔

۳۶ و ۳۷ ۔ ایسے لوگ ہدایت نہیں پاتے۔ کیونکہ اُن کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے۔ جیسے فرعون کی نسبت لکھا ہے۔ کہ "خدا نے اس کا دِل سخت کر دیا"۔

۳۸۔ یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں۔ جیسے یہودیوں کا صدوقی فرقہ تھا۔

۳۹۔ خدا کافروں کی غلطی قیامت کے دن اُن پر ظاہر کر دے گا۔

۴۰۔ مقابلہ کرو۔ پیدائش ۱ باب

۴۱۔ مرقس ۱۰: ۲۹ سے ۳۱

۴۲ و ۴۳۔ پیغمبر بھیجے گئے۔

۴۵ و ۴۶ و ۴۷۔ بے ایمانوں کو سزا ملے گی۔

۴۸۔ (دیکھو یسعیاہ ۳۸: ۷ و ۸)

۴۹ و ۵۰۔ سب کچھ خدا کے تابع ہے۔

۵۱ و ۵۲۔ خدا ہی کی عبادت کرو۔

۵۳ و ۵۴۔ تکلیف کے وقت خدا کو پکارتے ہیں اور تکلیف دور ہونے کے بعد برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے فرعون نے کیا۔

۵۶۔ خدا نے جو روزی عطا کی اُس میں سے وہ ایک حصہ غیر معبودوں کے لئے مخصوص کرتے ہیں

۵۷ سے ۵۹۔ خدا کے لئے بیٹیاں ٹھیرانا غلطی ہے حالانکہ خود وہ اپنے لئے بیٹیاں پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ اُن میں سے اکثر بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ دیکھو آیت ۶۲ ز سورہ ۸۱ : ۸

۶۰۔ خدا اِن باتوں سے اعلیٰ ہے

۶۱۔ خدا کی عدالت میں کون کھڑا رہ سکتا ہے زبور ۱۳۰ : ۳

۶۲۔ آپ نہیں پسند کرتے، یعنی بیٹیوں کو (آیت ۵۷) بت پرست عرب فرشتوں کو مونث اور خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

۶۳۔ اس کا ذکر بار بار ہوا۔

۶۴۔ قرآن کا ایک مقصد یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مابین جو اختلاف تھے اُن کو رفع کرے۔ مثلاً قیامت کے بارے میں اور والدہ خدا اور والدہ مسیح کے جھگڑے کو رفع کیا

۶۵ و ۶۶ و ۶۷۔ چارپائے بھی انسان کے فائدے کے لئے بنائے گئے کھجور اور انگور کے پھل بھی۔ مقابلہ کرو زبور ۱۰۴ : ۱۵ و ۱۶

۶۸ سے ۶۹۔ شہد کی مکھی کی عقل حیوانی (instinct) بھی وحی الٰہی سے ہے۔ یعنی اُس کی فطرت خدا کی طرف سے ہے۔ عرب شہد کو بہت پسند کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ خود مکہ میں ۸ یا ۹ قسم کا شہد ہوتا تھا۔ سبز۔ سفید۔ سرخ۔ بھوسلا۔

۷۰۔ انسان کو پیدا کرنے اور مارنے والا خدا ہے۔

۷۱۔ روزی میں غیر مساوات بھی خدا کی طرف سے ہے۔

۷۲۔ خدا نے تمہارے لئے تمہارے نفسوں میں سے (انفسکم) بیویوں کو پیدا کیا۔ یہاں حوا کی پیدائش کی طرف اشارہ ہے جو آدم کی پسلی یا نفس میں سے پیدا کی گئی تھی پیدائش ۲: ۱۸ سے ۲۵۔

۷۳۔ غیر معبود رزق نہیں دے سکتے۔

۷۴۔ خدا کی تشبیہ نہ بناؤ۔ دیکھو موسوی دوسرا حکم (خروج ۲۰: ۴ و ۵ دیکھو یسعیاہ ۴۶: ۵)

۷۵۔ غلام اور آزاد کی مثال (مقابلہ کرو عبرانیوں ۳: ۳ سے ۶) چونکہ اس قسم کی مثال الہامی کتاب میں آ چکی ہے۔ اس لئے لکھا ہے کہ "خدا نے بیان کیا"۔

۷۵ و ۷۶ کی مثال کے ساتھ مقابلہ کرو دو بیٹوں کی تمثیل۔ (لوقا ۱۵: ۱۱ سے)

۷۷۔ خدا نادیدہ وغیر مرئی ہے (یوحنا ۱: ۱۸) قیامت کی گھڑی یا مسیح کی دوسری آمد ناگہاں ہو گی۔ (۱ کرنتھی ۱۵: ۵۱ سے ۵۳)

۷۸ و ۷۹۔ خدا نے انسان کو پیدا کیا۔

۸۰۔ چوپایوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ان کے چمڑے سے خیمے بناتے تھے۔ یہ خاصکر عرب کے لوگوں کا دستور تھا۔ پولُس رسول چمڑے کے خیمے بنا کر اپنی روزی کماتا تھا۔

چارپایوں کی اُون سے بہت سامان بنائے جاتے ہیں۔

۸۱۔ دیگر طرح طرح کی نعمتیں خدا نے عطا کیں۔

۸۲ و ۸۳۔ تاکہ ہم خدا کا شکر کریں۔

۸۴۔ ہر امت میں سے گواہ (مقابلہ کرو اعمال ۱۴: ۱۷)

۸۵۔ بے ایمانوں کو سزا ملے گی۔

۸۶۔ غیر معبود اپنے ماننے والوں کو جھوٹا ٹھہرائیں گے۔

۸۷۔ پھر وہ خدا کو مانیں گے۔

۸۸۔ کافروں کو عذاب ملے گا۔

۸۹۔ محمد صاحب کو گواہ بنایا جائیگا۔ اہل مکہ کے لئے۔ کیونکہ عربی قرآن ان کو دیا گیا اور عربی نبی ان کے پاس بھیجا گیا تھا مقابلہ کرو متی ۱۲: ۳۹ سے ۴۱

۹۰۔ اللہ کے احکام۔ انصاف کر۔ نیکی کر۔ رشتہ داروں کی مدد کر۔ ناشائستگی۔ بدی اور بغاوت سے کنارے رہ احبار ۱۹: ۱۲ سے ۱۸

۹۱۔ قسموں کے پورا کرنے کے لئے دیکھو احبار ۱۹: ۲ و متی ۶: ۳۲ سے ۳۷

۹۲۔ عورت کی مثال۔ یہاں قریش کی عادت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ دیکھتے کہ ان کے اتحادیوں کی فوج کی نسبت دشمنوں کی فوج زیادہ ہے۔ تو وہ اتحادیوں کا ساتھ چھوڑ دیتے اور عہد کو توڑ دیتے تھے۔ (دیکھو محمد علی نوٹ ۱۳۹۵)

۹۳۔ خدا سب سے بازپرس کرے گا۔

۹۴۔ قسموں کو توڑنے پر ملامت کی۔ البتہ مدینہ میں قسم توڑنے کے لئے فدیہ مقرر کیا گیا اور یوں اُن کا توڑنا کچھ آسان کر دیا دیکھو سورہ مائدہ ۵: ۸۹ (۹۱) اور اس طرح اُس مدنی آیت نے اس مکی آیت کو منسوخ کر دیا۔

۹۵ و ۹۶۔ دنیاوی فائدہ کی نسبت خدا کی نعمت بڑھکر ہے۔ کیونکہ وہ لازوال ہے۔

۹۷۔ نیکوں کو اجر نیک ضرور ملے گا۔

۹۸۔ قرآن کے پڑھتے وقت خدا سے پناہ مانگو۔ مقابلہ کرو سورہ حجر ۱۵: ۳۴ سے ۳۹: متی ۴: ۱۰ و ۱ پطرس ۵: ۸ و یعقوب ۴: ۷

۹۹۔ شیطان ایمانداروں پر غالب نہ آئیگا۔ یوحنا ۴: ۳ و ۴

۱۰۱ و ۱۰۲۔ اس آیت سے یہ نتیجہ اکثروں نے نکالا کہ قرآن میں ناسخ منسوخ آیات ہیں اس کا مفصل ذکر سورہ بقر: ۱۰۶ کے وقت کیا جائیگا۔ اور ناسخ منسوخ آیات کا وقت مدنی زمانہ ہے۔ یہاں محمد صاحب پر یہ الزام لگایا گیا۔ چونکہ قرآن میں اور ما قبل الہامی کتابوں میں مخالفوں نے کچھ اختلاف دیکھا۔ اس لئے انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن جعلسازی ہے۔ مخالفوں کی یہ غلط فہمی تھی۔ اب تک کسی شریعت موسوی کو قرآن نے منسوخ نہ کیا تھا۔ بلکہ قرآن مصدق تورات و انجیل تھا۔ یہاں تو یہ بیان ہے کہ جیسے پہلی کتابیں روح القدس کے الہام سے لکھی گئیں ویسے قرآن روح القدس کے الہام سے لکھا گیا پھر اختلاف کیسے ہو سکتا ہے (سورہ ۲: ۹۷ و

سورہ ۲۶: ۱۹۳)

۱۰۳۔ اُس ماقبل اعتراض کی توضیح ہے کہ کسی دوسرے شخص نے یہ قرآن محمد صاحب کو سکھایا
محمد صاحب نے یہ جواب دیا کہ جس شخص کا طعنہ دیتے ہو وہ تو عجمی ہے اور اس کی زبان عجمی ہے
لیکن یہ قرآن عربی زبان میں ہے پھر کیسے ایک عجمی شخص ایسی اعلیٰ عربی لکھ سکتا ہے۔ یہاں جس شخص
کی طرف اشارہ ہے اس کا نام سلمان فارسی تھا جو مدینہ میں جا کر مسلمان ہوا۔ سیور صاحب کا
خیال ہے کہ یہ شخص سہیب ابن سنان تھا۔ جو یونانیوں میں سے پہلے پھلوں میں سے تھا۔ اُس
کے لڑکپن ہی میں یونانی اُس کو پکڑ کر لے گئے تھے اور اس کو غلام بنا لیا تھا۔ اور مسوپتامیہ سے
شام کو لے گئے۔ لیکن بنی کلب کے ایک دستہ نے اُس کو پکڑا اور عبد اللہ مکی کے ہاتھ بیچ دیا
وہ دولتمند ہو گیا اور اس نے اسلام قبول کیا۔

سپرگرز Spregner) صاحب کی رائے ہے کہ یہ عداس نامی ننوہ کا ایک
راہب تھا۔ جو کہ مکہ میں آبسا تھا (راڈول صفحہ ۲۰۸)

۱۰۴۔ بے ایمانوں کی سزا۔

۱۰۵۔ دِل سے جھوٹ بنانا۔ محمد صاحب پر آیت ۱۰۱ میں یہ اعتراض کیا تھا اب وہ اعتراض
اُلٹ کر انہیں پر لگایا گیا۔

۱۰۶ و ۱۰۷ جو شخص ایمان لانے کے بعد بے ایمان ہو جائے بشرطیکہ مجبوری سے نہ ہو تو اُس
کو سزا ملے گی۔ مقابلہ کرو عبرانیوں ۶: ۴ سے ۸ و ۲ پطرس ۲: ۲۰ سے ۲۲

لیکن جو مجبوری سے دین کا انکار کرے اُس کو خدا معاف کرتا ہے۔ یہاں سے تقیہ کی تعلیم نکلی
(سورہ ۵: ۶۸)

۱۰۸۔ مہر کر دی یعنی سخت کر دیا۔ جیسے فرعون کے دل کو دیکھو سورہ بقر: ۷ و ۱۰ وغیرہ

۱۱۰۔ مقابلہ کرو۔ متی ۱۹: ۲۸ و ۲۹ و مرقس ۱۰: ۲۸ سے ۳۱

"گھر بار چھوڑے" دیکھو مسیح کا قول "اگر تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے میں
بھاگ جاؤ" (متی ۱۰: ۲۳)

"جہاد کئے" یہاں جنگ کرنا مراد نہیں کیونکہ یہ مکی سورہ ہے وہاں جنگ کا کوئی حکم نہیں
غریب مسلمانوں کو قریش نے ستایا۔ بعض لوگ اس آیت و آیت ۱۱۱ کو مدنی سمجھتے ہیں سپرگر
(Sprenger) صاحب سمجھتے ہیں کہ یہاں اُن سات غلاموں کی طرف اشارہ ہے جن کو

ابوبکر نے روپیہ دیکر آزاد کرایا تھا۔ اور جن کے ایمان لانے کے بعد قریش نے ان کو ستایا (راڈول صفحہ ۲۰۸)

۱۱۲۔ مکہ کی طرف اشارہ ہے جس کو کال وغیرہ سے خدا نے سزا دی۔

۱۱۳۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱:۱۱

۱۱۴۔ حلال روزی کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔

۱۱۵۔ حرام چیزوں کی فہرست مقابلہ کرو سورہ بقر: ۱۷۳ و ۶: ۱۴۷ و احبار ۱۷: ۱۵ و ۱۱: ۷ "بخشنے والا مہربان" سورہ ۶: ۱۱۹ و ۱۲۰

۱۱۶ و ۱۱۷۔ اپنی مرضی سے حلال حرام مقرر نہ کرو۔ سورہ ۶: ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اور ۱۲۵ آیت مدینہ میں بڑھائی گئیں۔

۱۱۹۔ توبہ اور اصلاح کے بعد معافی ہوسکتی ہے اعمال ۳: ۱۷ سے ۲۰۔

۱۲۰۔ پیشوا یا نمونہ۔ ابراہیم کی نسل ہونے کا قریش کو دعوے تھا اور وہ خاندان سوائے ابراہیم کے بت پرست تھا۔

حنیف۔ واقدی میں ایک حدیث آئی ہے کہ زید نے جو محمد صاحب کو نبوت ملنے سے پانچ سال پہلے فوت ہوگیا۔ یہ اصلاح استعمال کی۔ کسی مسیحی یا یہودی کے کہنے سے کہ وہ حنیف بن جائے زید نے اس وقت بت پرستی ترک کر دی تھی۔ لیکن نہ یہودی بنا تھا اور نہ مسیحی۔ اُس نے اِن لوگوں سے پوچھا۔ کہ حنیف کسے کہتے ہیں۔ تو مسیحی اور یہودی دونوں شخصوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا دین ہے جو خدا کے سوا کسی دوسرے کی پرستش نہ کرتا تھا۔ اِس پر زید چلا کر کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ابراہیم کے مذہب کا پیرو ہوں مگر اس لفظ حنیف کے معنی ہیں "پھرنا" بدی سے نیکی کی طرف یا نیکی سے بدی کی طرف (راڈول صفحہ ۲۰۹)

۱۲۱ و ۱۲۲۔ خدا نے ابراہام کو چنا اور برکت دی (دیکھو پیدائش کی کتاب ۱۲ سے ۲۵ باب تک۔

۱۲۳۔ اِسی طرح خدا نے محمد صاحب کو وحی کے ذریعہ ابراہیم کا طریقہ سکھایا۔

۱۲۴۔ سبت صرف یہودیوں کے لئے تھا (یعنی ساتویں روز آرام کرنا) سبت کے بارے میں اختلاف یہ تھا کہ بعض ہفتے کے ساتویں روز کو سبت مانتے تھے اور بعض قمری مہینے کے مطابق سبت مانتے تھے۔ خواہ دن کوئی کیوں نہ ہو۔

۱۲۵- اہل کتاب سے بحث معقول اور پسندیدہ طور پر کرو۔

۱۲۶- سختی کے عوض سختی (متی ۵: ۳۸ سے ۴۲) مسلمانوں کا عام خیال یہ ہے کہ یہاں امیر حمزہ کے قتل کے انتقام کی طرف اشارہ ہے جسے اہل مکہ نے مار ڈالا تھا اور یہ ہدایت یہاں ہے کہ اُن کے ساتھ سختی نہ کرو۔

۱۲۷- صبر کرو۔ زبور ۳۷: ۱ سے ۸ ؛ لوقا ۲۱: ۱۹ ؛ یعقوب ۱: ۴ ؛ ۵: ۷ سے ۱۰ ؛ ۱ پطرس ۲: ۲۰ وغیرہ۔

۱۲۸- حسن سلوک سے پیش آؤ۔

سورہ ۷۱

۷۱- سورہ نوح

اِس سورہ میں حضرت نوح کی منادی کا مضمون ہے۔

تقسیم:- ا- نوح کی منادی ۱ سے ۱۳

ب- نوح کی دعا ۱۴

۱- نوح کا ذکر پیدائش ۶ سے ۹ باب تک

۲ سے ۵- رات دن انہوں نے اپنی قوم کو نصیحت کی۔

۶ سے ۱۰- لیکن وہ لوگ اپنی ضد پر تلے رہے اور نوح کی بات نہ مانی (سورہ ۹: ۲۵ ؛ ۲: ۱۰)

۱۱ سے ۱۴- دنیاوی مال و دولت اور اولاد کے وعدے بھی کیے۔ لیکن وہ نہ مانے۔

۱۵ سے ۱۸- خدا کے احسانات یاد دلائے۔

۲۰- کھلے رستے۔ زمین وسیع ہے۔ اس لئے خدا نے اپنی پہچان کے لئے راستے بھی وسیع بنائے۔

۷۲۔ سورہ ابراہیم

سورہ ۱۴

آیت ۳۵ میں حضرت ابراہیم کی دعا کا ذکر ہے وہاں سے یہ نام سورہ کا رکھا گیا۔

تقسیم۔ ا ۔ خدا کا مکاشفہ تاریکی کو دور کرتا ہے ۱ سے ۶
ب ۔ پہلے پہل سچائی رد کی جاتی ہے ۷ سے ۱۲
ج ۔ آخر کار مخالفت جاتی رہے گی ۱۳ سے ۲۱
د ۔ سچائی کی تصدیق ہوتی ہے ۲۲ سے ۲۷
ﮦ ۔ یہ بے انصافی ہے کہ صداقت رد کی جائے ۲۸ سے ۳۴
و ۔ ابراہام کی دعا ۳۵ سے ۴۱
ز ۔ مخالفت کا آخر ۴۲ سے ۵۲

آیت ۱۳ میں بے ایمانوں کا ذکر ہے۔ جو محمد صاحب کو مکہ سے نکالنا چاہتے تھے (نیز دیکھو آیت ۴۶) جس سے ظاہر ہے کہ یہ سورہ مکی ہے

۱۔ الرٰ۔ ۱۱۹ اخر مورسا المراحصہ اس طرح ہے " میری مصیبت کا خیال کر" یا اسے دیکھ۔ اس لئے محمد علی صاحب نے یہاں ترجمہ کیا ہے " دیکھنے والا")

عربی میں کتاب اتارنے کی ایک یہ غرض تھی کہ اہل عرب اس کو سمجھ سکیں اور ہدایت پائیں۔ کیونکہ وہ عبرانی و یونانی سے واقف نہ تھے۔ اس کا ذکر کئی دفعہ پہلے بھی آچکا ہے۔ نیز مقابلہ کرو سورہ ۱۵۸:۷ و ۳۴:۲۸۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرو مسیح کا قول متی ۱۰: ۶ و ۱۵: ۲۴۔ پہلے پہل مسیح کا یہ فرض تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو پیغام سنائے لیکن پیچھے اس نے حکم دیا کہ ساری قوموں میں جا کر ہر ایک مخلوق کے سامنے منادی کرو متی ۲۸: ۹ اور ۲۰ اسی طرح محمد صاحب کا مقدم فرض تھا کہ پہلے اہلیان مکہ کو پیغام سنائیں۔ اس لئے وہ پہلے پہل مکہ کے لئے رسول ٹھہرائے گئے۔ بالعبیتہ اور سارے عرب کے لئے۔ مقابلہ کرو۔

۳۔ دنیا کی زندگی کو پسند ... دیکھو ایوحنا ۲: ۱۵ سے ۱۷

۴۔ یہاں پہلی آیت کی تشریح کہ لوگوں کے پاس خدا نے جو پیغمبر بھیجے وہ ان کی قومی زبان جاننے اور بولنے والے تھے۔

۵ - خدا کے مہر کے یا "خدا کے ایام" یعنی مہربانی کے ایام

۵ سے ۸- یہ مثال موسیٰ کی بھی پہلی آیت کی تشریح کرتی ہے۔

۹ - دیگر مثالیں۔ نوح۔ کی قوم اور عاد و ثمود کی قوم سے۔ جن کی تعداد خدا ہی جانتا ہے۔ عبرانی ۱۱: ۳۲ سے ۳۹۔

۹ - جو اعتراض محمد صاحب پر کئے اور جو مطالبہ قریش نے ان سے کیا۔ قرآن بتاتا ہے کہ ویسے اعتراض اور مطالبہ دوسرے ماقبل پیغمبروں سے بھی کیا گیا تھا۔

۱۱۔ پیغمبروں کا جواب ان کی قوم کو

۱۲ - محمد صاحب کی تکلیفوں کا ذکر جو اہل مکہ سے اُن کو ملیں ۔

۱۳ - جیسے قریش چاہتے تھے کہ محمد صاحب کو مکہ سے نکال دیں۔ ویسے دوسری قوموں نے بھی اپنے نبیوں کو نکالنا چاہا۔ اس لئے خدا نے ان لوگوں کو سزائیں دیں اسی طرح مکہ کے لوگ سزا پائیں گے۔ اِس کے ساتھ مقابلہ کریں۔ لوقا ۴: ۲۸ و ۲۹۔ جہاں اہل ناصرت خداوند یسوع کو ناصرت سے نکالنا چاہتے تھے۔

۱۴۔ "تم کو" بمعنی ان پیغمبروں کو وحی بھیجی گئی۔ کہ اُن کو پھر ان کے ملک میں آباد کریں گے

۱۵۔ یہ پیغمبروں کی دعا تھی - کہ خدا ان کی قوم کو سزا دے۔ لیکن پھر بھی ذکر ہے کہ ان پیغمبروں نے باوجود تکلیفوں کے اپنی امت کے لئے دعا کی جیسے حضرت موسیٰ نے کیا (خروج ۳۲: ۳۲ اور پولس نے کہا (رومیوں ۹: ۲ و ۳)

۱۶۔ "دوزخ میں پیپ کا پانی پلایا جائیگا" محمد علی صاحب نے گرم پانی ترجمہ کیا۔ صدیدہ کے معنی پیپ ہیں۔ لیکن ماد صدیلہ کے معنی گرم پانی یا اُبلا ہوا پانی ہونگے جیسے مّا احمیم

۱۷ "موت" یا غم و مصیبت جن کا نتیجہ موت ہو۔ یہی دوزخ ہے جس کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی یسعیاہ ۶۶: ۲۴ و مرقس ۹: ۴۴ و ۴۶ و ۴۸

۱۸۔ "ہوا سے اڑی" مقابلہ کرو زبور ۱: ۴

۱۹ سے ۲۱۔ بار بار یہ ذکر ہوا۔

۲۲۔ شیطان۔ مقابلہ کرو پیدائش ۳: ۴ و ۵

۲۳ - اس کا بھی بار بار ذکر ہے

۲۴ و ۲۵۔ مقابلہ کرو زبور ۱: ۱ سے ۳

۲۶۔ گندے درخت کی مثال زبور ۱: ۴ سے آخر تک

۲۸و۲۹ ۔ بے ایمانوں کی سزا

۳۰۔ غیر معبودوں کے ماننے کی سزا

۳۱ ۔ نیک بندوں کی صفات اور قیامت و عدالت کا ذکر

۳۲ سے ۳۴ ۔ اس کا بھی ذکر پہلے ہو چکا۔

۳۵۔ حضرت ابراہیم کی دعا

"اس شہر کو" راڈول صاحب کا ترجمہ ہے "اس سرزمین کو"۔ پیدائش ۲۳: ۱ میں ذکر ہے کہ "ابرہام کی بیوی سارہ قریت اربع میں رہتی تھی۔ جو کنعان میں واقع ہے اور اس کا دوسرا نام حبرون تھا"۔ لیکن ابراہیم خود بیر سبع میں رہتا تھا پیدائش ۲۱: ۳۴ و ۲۲: ۱۹ اور یہ دونوں مقام کنعان میں تھے نہ عرب میں۔ اس لئے جس شہر کے لئے دعا کی وہ بیر سبع یا حبرون ہوگا۔ حبرون میں سارہ ابراہیم اضحاق اور یعقوب دفن ہوئے۔ یہ یروشلم سے جنوب کی طرف تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے بیر سبع سے بھی ۲۰ میل ہے۔ ایسا پرانا شہر جو اب تک آباد ہے۔ کوئی نہیں۔ حبرون میں بت پرستی ہوتی تھی۔ اس لئے شاید ابراہیم نے دعا کی ہوگی۔ کہ اس کی اولاد اس بت پرستی سے بچی رہے۔ ابراہیم اور اضحق جو وعدے کے فرزند تھے وہ تو فلسطین میں رہے لیکن اسماعیل اور اس کی اولاد عرب میں آباد ہوئے۔ اسماعیل کے لئے حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی کہ وہ جیتا رہے (پیدائش ۱۷: ۱۸)

۳۶۔ جن کو ابرہام کا سا ایمان حاصل ہے وہ اس کی اولاد ہیں (رومیوں ۹: ۶ سے ۹)

۳۷۔ تیرے محترم گھر" (بیت المحرم) یعنی یروشلم جس کی نواح میں حضرت اضحاق کی اولاد آباد ہوئی جیسا اوپر ذکر ہوا۔ یروشلم کے معنی ہیں "سلامتی کا شہر" وہ پہلے بیابان تھا لیکن خدا نے اس علاقہ کو برکت دی۔

۳۸۔ خدا سے کچھ چھپا نہیں۔

۳۹۔ اسماعیل حاجرہ لونڈی سے پیدا ہوئے اور اضحاق سارہ سے۔ اسماعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ سال کی تھی۔ اور اضحاق کی پیدائش کے وقت تقریباً سو سال کا تھا (پیدائش ۱۶: ۱۶ و ۲۱: ۵)

۴۰۔ ابرہام کی دعا۔ مقابلہ کرو سورہ مومن ۴۰: ۵۵

۴۱۔ "ماں باپ کو" وہ مشرک تھے۔ یہ طبعی دعا ہے۔ کوئی شخص نہیں چاہتا کہ اس کے والدین

دوزخ میں جائیں۔ مقابلہ کرو۔ سورہ مومن ۴۰: ۵۵

۴۲ و ۴۳۔ پہلے ذکر ہو چکا۔ خوف کی حالت کا ذکر ہے۔

۴۴ و ۴۵۔ بدکاروں کو سزا

۴۶۔ یعنی انہوں نے بڑے مضبوط منصوبے باندھے۔ قریش کے منصوبوں کی طرف بھی اشارہ ہے

۴۷۔ "بدلہ لینے والا" استثنا ۳۲: ۳۵ و رومیوں ۱۲: ۱۹ و عبرانی ۱۰: ۳۰

۴۸۔ نئی زمین اور نئے آسمان کا ذکر۔ اس کا ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے۔

۴۹ سے ۵۱۔ بدکاروں کا عذاب

۵۲۔ قرآن ان لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

۷۳۔ سورہ انبیا

سورہ ۲۱

اس سورہ میں خاص مضمون راستبازوں کی مخلصی ہے اور نبیوں کی مخلصی کا عام ذکر ہے۔ اس لئے اس کا نام سورہ انبیا رکھا گیا۔ خاص کر ابراہیم کا ذکر ہے۔

اس سورہ کی نزول کی تاریخ تحقیق معلوم نہیں۔ شاید مکی زمانے کے وسط میں نازل ہوئی۔

تقسیم۔ ا ۔ روز عدالت قریب ہے ۱ سے ۱۰

ب ۔ حق ہمیشہ ظفریاب ہوا ۱۱ سے ۲۹

ج ۔ مکاشفہ کی صداقت ۳۰ سے ۴۱

د ۔ خدا رحم کرتا ہے ۴۲ سے ۵۰

ہ ۔ ابراہام کی تاریخ ۵۱ سے ۷۵

و ۔ خدا نبیوں کو اُن کے دشمنوں سے بچاتا ہے ۷۶ سے ۹۳

ز ۔ راستباز زمین کے مالک ہونگے ۹۴ سے ۱۱۱

۱ سے ۳۔ اہل قریش کے اعتراض کہ قرآن جادو ہے اور محمد صاحب محض ان کی طرح کا ایک انسان ہے

۴۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔

۵۔ قریش کے دیگر اعتراضات کہ قرآن تو خیالات پریشان کا مجموعہ ہے۔

۶۔ جن شہروں کو ہم نے پیشتر برباد کیا۔ اُن کے باشندے ایمان نہ لائے تھے۔

۷۔ جو انبیا بھیجے گئے وہ محض انسان تھے۔ اس کی صداقت اہل کتاب سے دریافت کرو۔ بعضوں نے اِس دوسرے حصہ آیت کو مدنی سمجھا۔

۸۔ وہ کھاتے پیتے تھے اور ہمیشہ تک زندہ نہ رہے۔ لیکن ان میں تین مستثنیٰ تھے۔ حضرات ادریس۔ ایلیاہ اور عیسیٰ جیسا کہ دیگر مقامات سے ظاہر ہے اور عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ البتہ نیچری مسلمان اور احمدیہ فرقہ کے لوگ یہ مانتے ہیں کہ بلا استثنا سب انبیا نے موت کا مزہ چکھا۔ عام مسلمانوں کا عقیدہ بائیبل کے عقیدے کے مطابق ہے۔

۹۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔

۱۰۔ "جس میں تمہارا ذکر ہے" (نذیر احمد) "جس میں تمہاری بزرگی ہے" (محمد علی) یعنی قرآن میں قریش کا بار بار ذکر ہے اور ان کو بتایا گیا ہے۔ کہ اگر وہ ایمان لائینگے تو اُن کو بزرگی حاصل ہوگی۔ جیسے کہ توریت شریف میں بار بار بتایا گیا۔ کہ اگر وہ توریت پر عمل کریں گے تو وہ ساری قوموں پر افضل ہونگے۔ استثنا ۲۸: ۱ سے ۱۴

۱۱و۱۲۔ اِس کا ذکر بار بار ہو چکا ہے۔

۱۳و۱۵۔ سزا ملنے پر وہ پچھتانے لگے۔ لیکن اس وقت پچھتانا بے سود تھا۔

۱۶۔ اِس کا ذکر بھی آچکا ہے۔

۱۷و۱۸۔ یعنی سچ غالب آتا ہے اور جھوٹ فنا ہوتا ہے۔ یہ عام صداقت ہے۔

۱۹و۲۰۔ نیک لوگ عبادت کرنے سے تھک نہیں جاتے۔ جیسا کہ خداوند مسیح نے ایک تمثیل کے ذریعہ واضح کیا (لوقا ۱۸: ۱ سے ۸)

۲۱۔ بت انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

۲۲و۲۳۔ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ نہ اُس سے کوئی باز پرس کر سکتا ہے۔ البتہ لوگوں سے باز پرس ہوگی (رومیوں ۹: ۱۹ سے ۲۱)

۲۴۔ کتب سماوی میں بتوں کی پرستش کا حکم نہیں۔ اس لئے ان کے ماننے کے لئے کوئی پختہ سند نہیں

۲۵۔ پہلے نبیوں کی یہی تعلیم تھی۔ کہ ایک خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مسیح نے شیطان کو یہی جواب دیا (متی ۴: ۱۰)

۲۶۔ مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے۔ کہ وہ معزز بندے ہیں۔ اسی طرح انجیل میں ہے (عبرانی ۱: ۱۴)

لیکن محمد علی صاحب نے ترجمہ کیا۔ خدا کا بیٹا ہے۔ راڈول صاحب کا ترجمہ خدا کی اولاد فرشتوں میں سے

یہاں مسیحی عقیدہ کا ذکر نہیں

۲۸۔ فرشتے سفارش بھی نہیں کرسکتے جب تک خدا کا حکم نہ ہو۔ یہ فرشتے خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ان کی عمدہ تصویر یسعیاہ ۶ میں کھینچی گئی اُس کو پڑھو۔

۲۹۔ اگر فرشتہ بھی خدائی دعویٰ کرے تو وہ جہنم میں ڈالا جائیگا (یہوداہ ۶: پطرس ۲: ۴)

۳۰۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱: ۱ سے ۱۳ و ۲۰

۳۱۔ "جھک نہ پڑے" (نذیر احمد) "جھٹکے نہ لگیں" (محمد علی) سورہ نحل: ۱۵

۳۲۔ دیکھو پیدائش ۱: ۶ آسمان کی چھت (سورہ الملک ۶۷: ۵)

۳۳۔ سورج چاند کی پیدائش دیکھو پیدائش ۱: ۱۴ سے ۱۸

۳۴۔ انسان فانی ہے۔ جب تک خدا اُس کو بقا نہ بخشے (اکرنتھی ۱۵: ۴۲ سے ۵۲)

بقاصرف خدا کو حاصل ہے (اتیمتھس ۶: ۱۶)

۳۵۔ عام صداقت ہے (عبرانی ۹: ۲۷)

۳۶۔ رحمٰن کے نام سے متنفر ہیں۔ کیونکہ یہ نام یہودیوں میں مستعمل تھا۔

۳۷ و ۳۸۔ یعنی جلد سزا ملے گی۔

"انسان جلدی کا بنا ہے" (عجل۔ جلدی) تم جلد باز ہو۔ اس لئے تمہاری سزا بھی جلد ملیگی

۳۹۔ دوزخ کی آگ ان کے چاروں طرف ہو گی۔

۴۰۔ ان کو سزا ناگہانی ملے گی۔

۴۱۔ پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی ہنسی کی گئی۔

۴۲۔ رحمٰن حفاظت کرتا ہے۔

۴۳۔ بُت مدد نہیں کرسکتے۔

۴۴۔ "ملک کو دباتے چلے آتے ہیں"۔ (سورہ رعد ۱۳: ۴۱)

۴۵۔ اس کا ذکر بار بار آچکا ہے

۴۶ و ۴۷۔ "ڈنڈیاں" ترازو جو میزان عدل کہلاتی ہے (سورہ اعراف: ۸)

۴۸ و ۴۹۔ فرقان توریت کا نام ہے

۵۰۔ وہ نصیحت بابرکت ہے۔ جس کا خلاصہ قران میں دیا گیا۔

۵۱ سے ۷۰۔ حضرت ابراہیم کا احوال۔ جو پہلے بھی مذکور ہوا۔

۷۱۔ حضرت ابراہیم اور لوط کو کنعان میں بسایا اور کنعان برکتوں کی سرزمین تھی۔

۷۲۔ حضرت ابراہیم کو اسحٰق بخشا اور حضرت اسحاق سے یعقوب پیدا ہوئے۔ یہ سب نیک لوگ تھے۔

۷۳۔ یہ اپنے لوگوں کے پیشوا بھی ہوئے۔ ان کو بذریعہ وحی ہدایت کی۔

۷۴۔ لوط۔ ان کو بائبل میں پیغمبر تو نہیں لیکن راستباز لکھا ہے (۲ پطرس ۲: ۷)

ابراہیم و لوط کی تاریخ کچھ کمی بیشی کے ساتھ مختلف مقامات میں مذکور رہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا

۷۶ و ۷۷ میں نوح کا بیان ہے۔

۷۸ سے ۸۲ تک حضرات داؤد اور سلیمان کا ذکر ہے نیز مقابلہ کرو سورہ ۴۵: ۱۳ ذ ۱۶: ۱۲ و ۱۴ ذ ۱۷ (۴۴: چنانچہ آدم کو یہی حکم تھا کہ ساری زمین پر حکمرانی کرے۔ لیکن گناہ کی وجہ سے وہ حکومت جاتی رہی

اب جنگ وجدل کے ذریعہ ایسی حکومت حاصل ہوتی ہے۔

۸۳ و ۸۴۔ حضرت ایوب کا ذکر کہ اس کی مصیبت کو خدا نے دور کیا اور پہلے سے دگنی برکت دی

جیسا کہ دوسرے مقامات میں ذکر ہو چکا۔

۸۵ و ۸۶۔ حضرات اسماعیل وادریس کا ذکر اور ذوالکفل کا

۸۷ و ۸۸۔ حضرت یونس کا ذکر

۸۹ و ۹۰۔ ذکریاہ اور اس کی بیوی کا ذکر۔

۹۱ سے ۹۳۔ حضرت مریم کا ذکر جو بذریعہ روح القدس حاملہ ہوئی۔ محمد علی صاحب یہاں مسیح کی

اعجازی پیدائش کا ذکر نہیں مانتے۔

۹۲۔ تمہاری ہی گروہ (نذیر احمد)۔ "تمہارا دین" (محمد علی) عربی میں ہے اُمت (۴۳: ۲۲)۔

یہاں خدا یہودیوں اور مسیحیوں سے مخاطب ہے کہ تم سبھوں کا ایک ہی دین ہے اور یہی دین اسلام ہے۔ یعنی پہلے

انبیا کا دین اور محمد صاحب کا دین ایک ہی ہے۔

۹۴۔ خدا نیکوں کو اجر نیک دیگا۔

۹۵۔ برباد شدہ شہر پھر آباد نہ ہونگے۔ یہاں لفظ حرم آیا ہے یعنی جن پر لعنت ہوئی۔ جیسے یریحو کی

فتح کے وقت دبو ابنانے پر لعنت کی گئی تھی۔

۹۶۔ اتنا توقف۔ یعنی جوج ماجوج کے آنے تک۔ یا قیامت تک۔ دیکھو سورہ ۱۸: ۹۳

قدیم یہودی بھی اور مسیحی بھی یاجوج ماجوج کی آمد کو دنیا کے آخر سے منسوب کرتے تھے مکاشفہ ۲۰: ۸

ذگنتی ۱۱: ۲۷ راڈول صاحب کا خیال ہے کہ جوج گف پہاڑی کا نام ہے اور ماہ یا مہا سنسکرت میں بڑے

کو کہتے ہیں یعنی بڑی پہاڑی۔

۹۷- وہ انجام ناگہاں ہوگا اور بے ایمان گھبرا جائیں گے جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہوا۔

۹۸ و ۹۹- یہ بت اور ان کے ماننے والے دوزخ میں جائیں گے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۶: ۱ و ۲ جہاں بابل کے بتوں کا ذکر ہے۔

۱۰۰ سے ۱۰۳- نیکوں کو دوزخ سے دور رکھا جائیگا۔ بلکہ فرشتے ان کی حفاظت کریں گے۔

۱۰۴- آسمان و زمین پلیٹے جائیں گے اور نئے آسمان و زمین پیدا ہوں گے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا

۱۰۵- یہاں زبور ۲۵: ۱۳ و ۳۷: ۹ و ۱۱ کی طرف اشارہ ہے

۱۰۶- خدا کے بندوں یا عبادت کرنے والوں کے لئے یہ قرآن ہے۔

۱۰۷- "رحمت بھیجا ہے"- یہ وعدہ حضرت ابراہیم سے تھا کہ وہ اور اس کی اولاد ساری قوموں کے لئے برکت کا باعث ہونگے۔ پیدائش ۱۲: ۲ و ۳۔ یہی وعدہ حضرات اضحاق و یعقوب سے دہرایا گیا اور سارے انبیا اسی وعدے کے مطابق ساری دنیا کے لئے برکت کا باعث تھے اور اسی وعدہ کے لحاظ سے محمد صاحب بھی دنیا کے لئے برکت کا باعث سمجھے گئے۔

۱۰۸- یہی ذکر پہلے بار بار ہوا۔

۱۰۹- بے ایمانوں کو سزا کی دھمکی دی گئی۔

۱۱۰- خدا کو ظاہر و پوشیدہ دونوں کا علم ہے۔

۱۱۱- خدا مہلت دے کر لوگوں کو آزماتا ہے۔

۱۱۲- یہ محمد صاحب کی دعا ہے۔

۷۴- سورہ مومنوں

سورہ ۲۳

اِس سورہ کو السیوطی اور بعض دیگر علما نے مکی زمانے کا آخری سورہ قرار دیا۔

اِس سورہ کا یہ نام پہلی آیت سے لیا گیا۔ اِس کے معنی ہیں "ایماندار"۔ مومن کی جمع۔ اِس میں ایمانداروں کی فتح کا ذکر ہے۔

تقسیم - ا - ایمانداروں کی فتح ا سے ۲۲

ب - نوح اور اس کے مابعد نبی ۲۳ سے ۵۰

ج - نبیوں کی تاریخ کا تکرار ۵۱ سے ۷۷

د - شرک کی تعلیم مستوجب سزا ہے ۷۸ سے ۹۲

ہ - بدکاروں کا پچھتانا ۹۳ سے

۱- "مراد کو پہنچ گئے" یعنی تاریخ ماضی سے اس کا ثبوت ملتا ہے اس لئے آئندہ کو بھی ایسا ہی ہوگا

۲- ایمانداروں کی خوبیاں - نماز میں عاجزی کرنا۔

۳- "بکواس نہیں کرتے" مقابلہ کرو واعظ ۵: ا ذ متی ۶: ۷- یہ عام گفتگو پر بھی صادق آتا ہے

۴- "جو زکوۃ دیتے" (نذیر احمد) جو پاکیزگی کے لئے کام کرتے ہیں" (محمد علی)

۵- "شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں" یا جو اپنی لذات نفسانی کو قابو میں رکھتے ہیں" (راڈول)

مقابلہ کرو مکاشفہ ۱۴: ۳ و ۴

۶- البتہ جائز بیویوں اور خرید کردہ لونڈیوں سے وہ صحبت کرسکتے ہیں (مقابلہ کرو سورہ نسا: ۲۵)

ذ "ہاتھ کا مال" یا داہنے ہاتھ کا مال" یعنی جو عورتیں لوٹ میں ہاتھ آئیں یا جنگ میں پکڑی گئیں۔ ان کو نکاح میں لانا جائز تھا۔ یا جن کو مول لیا ہو۔

پرانے عہدنامے میں بھی لونڈیوں سے نکاح کرنا جائز تھا۔

۷- اس سے تجاوز کرنے والے خطاکار ہیں۔

۸- امانت میں خیانت نہیں کرتے اور اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ ان آیات کا مقابلہ کرو زبور ۱۵ سے۔ نیز زبور ۲۴: ۳ سے ۶

۹- نمازوں کے پابند ہیں۔ یعنی ہمیشہ دعا میں لگے رہتے ہیں۔

۱۰- ایسے لوگ ہی آسمان کے وارث ہوں گے۔

۱۱- یعنی بہشت کے وارث۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۱۲ سے ۱۴- انسان کی پیدائش کا بیان جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہوا۔ دیکھو سورہ ۶: ۹۳۔

بعض مفسروں نے لکھا ہے کہ محمد صاحب کے کاتب عبداللہ نے یہ الفاظ کہے پھر ویسے ہی وحی ہوئی۔

۱۵ و ۱۶- موت اور اس کے بعد قیامت۔ یہ خیال بھی بار بار ظاہر کیا گیا۔

۱۷- سات آسمانوں کی پیدائش جیسا پہلے ذکر ہوا۔

۱۸- خدا پانی برساتا ہے۔

۱۹۔اس بارش کے ذریعہ زمین میں پیداوار ہوتی ہے۔

۲۰۔ درخت جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے یعنی زیتون کا درخت۔جس کے پھل سے روغن بھی نکلتا ہے۔اور وہ کھانے کے کام بھی آتا ہے (سورہ ۲۴: ۳۵)

۲۱۔ چارپائے بھی خدا نے انسان کے لئے بنائے

"اُن کے پیٹوں میں ہے"۔ غالباً دودھ کی طرف اشارہ ہے۔ان کا دودھ پینے کو اور گوشت کھانے کو اور وہ جانور آدمی کے لئے کام کرنے کو بنائے گئے۔

یہ ساری باتیں پہلے کئی بار مذکور ہوئیں۔

۲۲۔کشتیوں پر چڑھنا بھی انسان کے لئے مفید ہے۔

۲۳ سے ۳۰۔ حضرت نوح کا بیان جو کئی دفعہ پہلے مذکور ہوا (دیکھو سورہ ۱۱: ۴۲)

۳۱۔ وہ لوگ غرقاب ہوئے اور دوسری امت نوح کے بیٹوں کی اولاد سے پیدا ہوئی۔

۳۲ سے ۳۸۔ جو اعتراض نوح کی اُمت نے کئے اور جو الزام نوح پر لگائے ویسے ہی محمد صاحب پر اہالیان مکہ نے لگائے۔اور ایسے ہی اعتراض نوح کے بعد نبیوں پر لگائے گے۔یہ لوگ قیامت کو نہ مانتے تھے۔

۳۹ و ۴۱۔"آواز سخت" (نذیر احمد) "سزا" (محمد علی) جنہوں نے پہلے معنی لئے۔اُنہوں نے یہاں ہود یا صالح نبی کی طرف اشارہ سمجھا۔ ان کی قوم عاد کو خدا نے ریت کے طوفان سے تباہ کیا۔

۴۲ و ۴۳۔ ان کی بربادی کے بعد دوسری امتیں برپا ہوئیں۔

۴۴۔ ہر ایک امت کا ایک وقت مقرر ہے۔

۴۵ سے ۴۹۔ موسیٰ ہارون اور توریت کا ذکر۔

۵۰ سے ۵۲۔خداوند مسیح کا ذکر سورہ ۱۹: ۲۲ و ۲۱: ۹۲

۵۳۔ پھر لوگوں نے اُس مذہب میں فرقے بنا لئے۔

۵۴ سے ۵۷۔مال و دولت کے باعث لوگ لاپرواہ ہو گئے۔

۵۸ سے ۶۱۔ نیکوں کی صفات

۶۲۔ خدا کسی پر اُس کی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہیں ڈالتا مقابلہ کرو ۱ کرنتھی ۱۰: ۱۱

۶۳۔ان کا گناہ غفلت اور بداعمالی ہے

۶۴ و ۶۵۔خوشحال لوگوں کو سزا مقابلہ کرو۔دولتمند و لعزر کے قصے سے لوقا ۱۶: ۱۹ سے ۳۱

۶۶و۶۷۔ خدا کے مکاشفے پر ہنسی کرتے تھے۔

۶۸۔ نہ آئی تھی! یعنی آئی تھی یعنی پہلی کتب سماوی میں اس کا ذکر ہو چکا یہ نئی بات نہیں۔

۶۹و۷۰۔ اپنے رسول کو انہوں نے مجنوں سمجھا۔

۷۱۔ وہ برگشتہ ہوتے ہیں۔

۷۲۔ کیا تم اُن سے اجر مانگتے ہو۔

۷۳۔ تم تو انہیں راہ راست کی ہدایت کرتے ہو۔

۷۴و۷۵و۷۶۔ نہ تو یہ سزا سے باز آتے ہیں۔ نہ اُن کے ساتھ بھلائی کرنے سے عاجزی کرنا تو یہ جانتے ہیں

۷۷۔ جب سزا نازل ہوئی تو مایوس ہو گئے۔

۷۸و۷۹۔ اگرچہ خدا نے ان کو کان آنکھ وغیرہ دیئے۔ زمین عطا کی لیکن وہ باز نہ آئے۔

۸۰۔ خدا مارتا اور جلاتا اور تغیر و تبدل پیدا کرتا ہے۔

۸۱و۸۲۔ اپنے بڑوں کی طرح یہ بھی قیامت کو نہیں مانتے۔

۸۳۔ قرآن کو انہوں نے بار بار اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے کہا

۸۴ سے ۸۹۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

۹۰۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

۹۱۔ اِس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

۹۲۔ خدا عالم غیب ہے۔

۹۳و۹۴۔ دعا

۹۵۔ خدا دعا کا جواب دیتا ہے۔

۹۶۔ بدی کا بدلہ نیکی سے دو رومیوں ۱۲: ۲۱

۹۷و۹۸۔ دعا بدی سے بچنے کے لئے (متی ۶: ۱۳)

۹۹و۱۰۰۔ میرے پیچھے واپس آنے کی خواہش جیسے دولتمند و لعزر کے قصے میں مذکور ہوا۔ برزخ کا ذکر بھی اس تمثیل میں آیا ہے

۱۰۰۔ برزخ۔ اعراف۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کی حالت

۱۰۱۔ صور پھونکا جائیگا۔ سورہ انعام ۶: ۷۴۔ محمد علی صاحب نے نوٹ ۷۸۹ میں صور کا ترجمہ

صورتیں کیا ہے۔ کہ انسانی صورتوں میں قیامت کے دن دم پھونکا جائیگا۔ تو وہ زندہ ہونگی۔ لیکن قبر میں تو صورتیں قائم نہیں رہتیں۔ پھر اُن میں دم کیسے پھونکا جائے گا۔ اُس روز تو نفسا نفسی ہو گی۔

۱۰۲ و ۱۰۳۔ "پلہ بھاری ہوگا" یعنی ترازو میں۔ میزان عدل میں جس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا۔ وہ بہشت میں اور جس کا ہلکا ہوگا۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔

۱۰۴۔ دوزخ کا بیان۔

۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷۔ شریروں کا بیان۔ جو بار بار ہوُا۔

۱۰۸۔ لیکن ان کی درخواست قبول نہ ہوگی۔

۱۰۹ و ۱۱۰۔ یہ لوگ نیک بندوں پر بھی ہنسی اڑاتے تھے۔

۱۱۱۔ نیکوں کو جزا۔

۱۱۲۔ "پوچھے گا" یہ صیغہ غائب ہے۔ کون پوچھے گا؟ غالباً خدا یا نیک بندہ ان بدکاروں سے پوچھے گا۔ وہ جواب دیں گے۔ ایک دن یا اُس سے کم۔ کیونکہ بہشت کی ابدیت کے مقابلہ میں اِس دنیا کی زندگی اُنھیں ایسی مختصر معلوم ہوئی۔

۱۱۳۔ "گننے والوں" یعنی جو گنتے ہیں یعنی فرشتے۔ دوزخ کے عذاب سے وہ ایسے پریشان ہیں کہ وہ گِن نہیں سکتے۔

۱۱۴۔ خدا بھی یہی جواب دیتا ہے کہ وہ تھوڑے دن ہی رہے

۱۱۵۔ خدا نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا وہ اپنے اعمال کا ذمہ وار ہے اُن کے اعمال کے مطابق ہی اُن کو جزا و سزا ملے گی۔

۱۱۶ و ۱۱۷۔ خدا کی تعریف اور شرک کی

۱۱۸۔ خدا سے گناہوں کی معافی کی دعا مانگو۔ متی ۶: ۱۲

۷۵۔ سورہ سجدہ

سورہ ۳۲

ایمانداروں اور بے ایمانوں کے انجام کو ظاہر کیا گیا۔

تقسیم ۔ ا ۔ آگاہی ۱ سے ۱۱

ب ۔ ایماندار اور بے ایمان ۱۲ سے ۲۲

ج - عدالت یا سزا کا دن ۲۳ سے ۳۰

۱- مقابلہ کرو۔ سورہ ۶۸: ۱ وغیرہ جہاں حروف مقطعات کا ذکر ہوا۔

۲- کتاب مقدس کے بھیجے جانے کا ذکر۔

۳- محمد صاحب عرب کے پہلے نبی سمجھے گئے۔

۴- زمین و آسمان کی پیدائش۔ مقابلہ کرو پیدائش کی کتاب کا پہلا باب " عرش پر جا براجا " (ندیر احمد) "وہ قدرت میں مصنبوط ہے" (محمد علی) اس کی تفسیر پہلے ہو چکی۔ جس کا ذکر پیدائش کی کتاب میں ہے کہ "خدا نے ساتویں دن آرام کیا" (دیکھو سورہ نوح ۷: ۵۴ ز ۱۰: ۳ ز ۱۳: ۲ ز ۲۰: ۵ ز ۲۵: ۵۹ ز ۳۲: ۴ ز ۵۷: ۴

۵- " ہزار برس ایک دن کے برابر" سورہ ۲۲: ۴۶ ز زبور ۹۰: ۴

۶- خدا سب کچھ جانتا ہے

۷- انسان کو خاک سے پیدا کیا۔

۸- اِس خیال کو صرف قرآن نے ہی لیا- بائیبل میں اِس کا ذکر نہیں ملتا۔

۹- اُس میں روح پھونکی۔ پیدائش ۲: ۷

۱۰- مشرک قیامت و عدالت کو نہیں مانتے -

۱۱- " ملک الموت" سورہ ۳۵: ۱ ز ۳۷: ۱ ز ۴۰: ۷ ز ۷۷: ۱ ز ۷۹: ۱۱

موت کے فرشتے کا ذکر بائیبل میں بھی بار بار ہوا۔ لیکن وہ بربادی یا ہلاکت کا فرشتہ ہے نہ روحوں کو قبض کرنے والا۔ البتہ یہودیوں کی تصنیفات میں اس کا ویسا ہی ذکر ہے جیسے قرآن میں۔

۱۲- مجرموں کی حالت۔ جیسے سورہ ۲۳ کی تفسیر میں ذکر ہوا۔

۱۳- راڈویل صاحب نے اِس آیت کو خطوط وحدانی میں رکھا ہے۔ جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ یہ آیت قرینے کو توڑتی ہے۔ کسی دوسری جگہ سے اِس کو یہاں ڈالا گیا۔ یہاں قسمت یا تقدیر کا خاص ذکر ہے ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کو انسانوں اور جنوں سے بھرنے کی خاطر انسان کو سمجھ نہیں دی۔ مقابلہ کرو رومیوں ۹: ۱۱ و ۱۳

۱۴- یہاں تقدیر اور خود مختاری دونو ہیں " ہم نے تم کو بھلا دیا" "جیسے تم عمل کرتے تھے اس کے بدلے میں"۔

۱۵- نیکوں کی صفات۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

۱۶- وہ راتوں کو جاگتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

۱۷۔ آئندہ نعمتیں کیسی اعلیٰ ہیں (اکرنتھی ۲: ۹)

۱۸۔ عام صداقت

۱۹۔ نیکوں کے لئے جنت

۲۰۔ بدوں کے لئے دوزخ

۲۱۔ قیامت کے عذاب کے سوا کچھ عذاب پہلے بھی ملے گا۔

۲۲۔ گنہگاروں کو ضرور سزا ملے گی۔

۲۳۔۲۴۔۲۵۔ حضرت موسیٰ کا ذکر۔

بنی اسرائیل کے اختلاف کا فیصلہ قیامت کو ہوگا۔ جیسا بار بار ذکر ہوا۔

۲۶۔ ماضی کی تاریخ سے انہوں نے سبق نہیں سیکھا۔

۲۷۔ عام صداقت۔

۲۸۔ بار بار مذکور ہوا۔

۲۹۔ عدالت کے دن توبہ کا موقعہ نہیں۔

۳۰۔ ان کی پرواہ نہ کرو۔

۷۶۔ سورہ طور

سورہ ۵۲

لفظ طور پہلی آیت میں آیا ہے۔ جس کی وجہ سے اِس سورہ کا نام طور رکھا گیا۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر خدا نے موسیٰ کو بُلایا اور شریعت دی۔

تقسیم۔ ا ۔ ایمانداروں کی کامیابی ۱ سے ۲۸

ب ۔ بے ایمانوں کو سزا ۲۹ سے ۴۹

۱ سے ۶ میں خدا قسم کھا کر کہتا ہے

۷ و ۸ کہ سزا ضرور نازل ہوگی۔ اُسے کوئی ٹال نہیں سکتا

۲۔ جس کتاب کا یہاں ذکر ہے وہ توریت شریف ہے۔

۳۔ جو کاغذوں پر لکھی گئی اور عہد کے صندوق میں ایک طرف رکھی گئی۔

۴ وہ ۔ اُس مقدس خیمہ کا ذکر جس کے بنانے کا حکم خدا نے موسیٰ کو دیا۔ جہاں عبادت ہوتی تھی۔

۶۔ "جوش مارنے والا سمندر" خیمہ گاہ میں ایک حوض تھا جس میں کاہن لوگ اپنے تئیں صاف کرتے تھے یا وہ سمندر جس میں فرعون کا لشکر غرق ہوا۔

۷و۸۔ وہ سزا ٹل نہیں سکتی۔

۹و۱۰۔ مقابلہ کرو ۲ پطرس ۳: ۱۰؛ زبور ۶۸: ۷۔

۱۱و۱۲۔ اُس دن کے منکروں پر افسوس۔

۱۳سے۱۵۔ یہ دن آگ کی طرح ہوگا۔ ملاکی ۴: ۱۔

۱۶۔ یہ دوزخ کی آگ ہے۔ جس میں بدکار ڈالے جائیں گے

۱۷سے۲۸۔ ایماندار جنت میں جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا (سورہ ۴۴: ۵۴؛ ۳۷: ۴۹؛ ۵۵: ۷۲؛ ۵۶: ۲۲)

۲۹۔ مخالفوں کے الزاموں کی تردید۔

۳۰و۳۱۔ وہ سزا چاہتے ہیں۔ ان کو سزا ملے گی لیکن تھوڑی دیر بعد

۳۲و۳۳۔ مخالفوں کے اعتراض کہ قرآن کو محمد صاحب نے تالیف کیا۔

۳۴۔ اُن سے مطالبہ کہ ایسا قرآن بنا کر دکھائیں۔

۳۵و۳۶۔ زمین و آسمان کا خالق کون ہے۔ یہ دلیل بار بار مذکور ہے۔

۳۷سے۴۳۔ خدا کی طرف سے اعتراضات مشرکوں پر۔

۴۴۔ آسمانی ٹکڑا۔ شہابے۔

۴۵۔ ان کو سزا ملے گی۔

۴۶۔ اُس دن کوشش بیکار ہوگی۔ "کید" بمعنی مکر و کوشش

۴۷۔ عذاب قیامت کے سوا اور عذاب بھی ملتے ہیں۔

۴۸و۴۹۔ خدا کی ستائش کیا کرو۔

سورہ ۶۷

۶۷۔ سورہ ملک

لفظ ملک۔ جو پہلی آیت میں آیا ہے اُس سے اِس سورہ کا نام رکھا گیا۔ یعنی جس خدا کی بادشاہت کی خبر انبیا دیتے چلے آئے۔ حضرت یوحنا اور خداوند مسیح نے جس کی منادی کی وہ ابھی تک آئندہ ہے۔

تقسیم: ا - خدا کی سلطنت ۱ سے ۱۴

ب - بے ایمانوں کو سزا ۱۵ سے ۳۰

۱- جس کے ہاتھ میں سلطنت ہے۔ دانیال ۴: ۱۷ و ۷: ۲۷ وغیرہ

۲- موت اور زندگی اُس نے پیدا کی" یعنی موت اور زندگی اُس نے ہمارے سامنے رکھ دی تاکہ جسے چاہیں قبول کریں (استثنا ۳۰: ۱۵ و یرمیاہ ۲۱: ۸)

۳ و ۴- خدا نے کوئی شئے ناقص نہیں بنائی۔ پہلے بھی یہ ذکر ہو چکا۔

۵- یہ خیال بھی پہلے مذکور ہؤا۔

۶ سے ۸- دوزخ کا ذکر۔

۹ و ۱۰- یہ لوگ قرآن کے منکر ہیں۔ لیکن اب پچھتاتے ہیں

۱۱- وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے۔ لیکن بے سود

۱۲ "بے دیکھے"۔ مقابلہ کرو یوحنا ۲۰: ۲۹

۱۳ و ۱۴- پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔ زبور ۹۴: ۸ سے ۱۱

۱۵ و ۱۶- پہلے ذکر ہو چکا۔ محمد علی صاحب نے یہاں ان الفاظ "جو آسمان میں ہے" کا ترجمہ "جو آسمان میں ہیں" کیا بمعنی فرشتے (۱۶: ۱۷)

۱۷ و ۱۸- جھٹلانے والوں کو سزائیں ملیں اور اب بھی ملیں گی۔

۱۹ و ۲۰- رحمان نگراں اور رازق ہے متی ۶: ۲۵ سے ۳۱

۲۱- کافروں کی سرکشی

۲۲ و ۲۳- راہ راست پر چلنے والا بامراد ہے۔

۲۴- سب خدا کے پاس عدالت کے دن جمع ہونگے۔

۲۵ و ۲۶- کافروں کا سوال کہ وہ دن کب آئیگا اور اس کا جواب۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔

۲۹- ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔

۳۰- خدا ہی قدرت رکھنے والا ہے۔

سورہ ۶۹

۷۸۔ سورہ حاقہ

اِس سورہ کے پہلے لفظ سے یہ نام اِس سورہ کو دیا گیا۔ اِس کے معنی ہیں "اٹل" یا یقینی مصیبت" اس میں انہیں اعتراضوں کا ذکر ہے۔ جو پہلی سورتوں میں مذکور ہوئے کہ محمد صاحب شاعر ہے یا جادوگر و فال گیر ہے یا جھوٹا ہے (آیات ۴۱ سے ۴۴)

تقسیم :- ا - سزا ۱ سے ۳۷

ب - جھوٹے الزام ۳۸ سے ۵۲

۱- الحاقہ۔ "شدنی" لفظ حق سے نکلا ہے بمعنی سچ۔ حقیقت اور اس کے معنی سخت مصیبت کے بھی ہیں اکثر مفسروں کا خیال ہے کہ یہاں قیامت کی گھڑی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن جن قوموں کی سزا کا ذکر ہوا اُس سے سزا مراد ہے۔

۴- القارعۃ۔ کھڑکھڑا ڈالنے والی"۔ یہ لفظ قرعہ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں دو چیزوں کا ٹکرانا۔ یا ایک شے کا دوسری شے پر دے مارنا۔ جس سے ایسی مصیبت مراد ہے جو انسان کو خوفزدہ کرے۔

۵ سے ۷۔ ثمود، عاد کی سزا کا ذکر۔ عاد کو آندھی نے تباہ کیا جو سات راتیں اور آٹھ دن شدت سے چلتی رہی (سورہ ۷: ۶۳ سے ۷۷)

۸ و ۹- فرعون کی سزا و سدوم دعمورہ کی سزا (سورہ ۱۵: ۷۳ (سورہ ہود: ۸۲)

۱۰ و ۱۱- نوح کا ذکر

۱۳ سے ۱۵- صور کا پھونکا جانا جو قیامت سے پہلے ہوگا۔

۱۶- آسمان پھٹ جائیگا۔

۱۷- فرشتے خدا کے تخت کو اٹھائے ہونگے یا اس کے ارد گرد ہونگے جیسے عہد کے صندوق کو لیوی اٹھاتے تھے یا جیسے کروبیم اور سرافیم خدا کے تخت کے سامنے کھڑے تھے (یسعیاہ ۶: ۱ سے ۴)

۱۸- روز عدالت کو سب کا حساب ہوگا۔

۱۹ سے ۲۴- داہنے ہاتھ والے نیکوں کا اجر

۲۵ سے ۳۸- بائیں ہاتھ والوں کی سزا

اس سارے بیان کے ساتھ (۱۹ سے ۳۸) مقابلہ کرو متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶

۳۲- سنرگز کا خیال غالباً اس رواج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو مشرقی ممالک میں پھانسی دینے کا تھا

۳۹ و ۴۰۔ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا" (نذیر احمد)۔ ایک معزز رسول کا" (محمد علی)

۴۱ و ۴۲۔ نہ کسی شاعر کا اور نہ کسی عامل یا جادوگر کا

۴۳۔ بلکہ پروردگار عالم کا کلام ہے

۴۴ سے ۴۷۔ اگر وہ جعلی بناتا تو ہم اُس کا گلا کاٹ ڈالتے۔ مقابلہ کرو استثنا ۱۸: ۲۰ (متی ۷: ۱۹

۴۸۔ قرآن میں پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا دوسرے لوگوں میں سے۔

۴۹ و ۵۰۔ لیکن پھر بھی ایسے لوگ جھٹلاتے ہیں۔

۵۱۔ حالانکہ یہ برحق ہے۔

۵۲۔ تسبیح کیا کرو یہ وہی جملہ ہے جو بار بار قرآن میں اور ان ماقبل سورتوں میں آیا اور وہ عبرانی لفظ ھیلولویاہ کا ترجمہ ہے۔ جو بعض مزامیر کے شروع اور آخر میں آتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مزامیر ہلیل مزامیر کہلاتے ہیں (زبور ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰)

۷۹۔ سورہ معارج

سورہ ۷۰

معارج یعنی سیڑھیاں (آیت ۳) یہ سورہ مکی زمانے کے آخر سے تعلق رکھتا ہے۔

تقسیم:۔ ا۔ خدا کے پاس چڑھنے کے طریقے ۱ سے ۳۵

ب۔ ایک نئی قوم برپا ہوگی۔ ۳۶ سے ۴۴

۱۔ "درخواست کرنے والے نے" یہ عام سوال معترضوں کا تھا (سورہ ۳۶: ۴۸ و ۶۷: ۲۵ وغیرہ) اسی قسم کی ان کی دعا کا ذکر سورہ ۸: ۳۲ میں آیا ہے۔

۳۔ "سیڑھیوں کا مالک" بائبل میں چند مزامیر معارج یا معالات کے کہلاتے ہیں جو ہیکل کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت گائے جاتے تھے۔ (زبور ۱۲۰ سے ۱۳۴) یہ سیڑھیاں گویا خدا تک پہنچنے کی تھیں۔ اُس ہیکل کی پندرہ سیڑھیاں تھیں اور ہر ایک سیڑھی چڑھتے وقت ان مزامیر میں سے ایک گایا جاتا تھا۔ بابل کی اسیری سے نکل کر یروشلم کی طرف جانا بھی "چڑھنا" کہلایا (عزرا ۷: ۹) عیدوں کے موقعوں پر یروشلم کو جانا بھی چڑھنا کہلاتا تھا (اسموئیل ۱: ۳ (زبور ۱۲۲: ۴) اور یہ لوگ زبور گاتے جاتے تھے (یسعیاہ ۳۰: ۲۹ زبور ۴۲: ۴)

پھر ۱۵ اور ۲۴ مزامیر میں ان لوگوں کی صفات کا ذکر ہے جو خداوند کے پہاڑ پر چڑھنے کے قابل ہیں۔

۴۔ لیکن چونکہ اگلی آیت میں فرشتوں اور روح کے چڑھنے کا ذکر ہے۔ اس لئے یہاں اس سیڑھی کی طرف اشارہ ہوگا جو یعقوب نے رویا میں دیکھی تھی جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام بیت ایل (خدا کا گھر) ہو گیا۔ "پچاس ہزار" جیسے ایک دن ہزار سال کے برابر ویسے قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر یعنی بہت دراز (مقابلہ کرو سورہ ۳۲: ۴ و سورہ ۹۷: ۳)

۵۔ محمد صاحب کو ہدایت ہے کہ وہ صبر کریں۔

۶ و ۷۔ قیامت کا دن اس معنی میں "قریب" کہلاتا ہے کہ وہ اٹل ہے اور سر پر جھوم رہا ہے نہ معلوم کس وقت ٹوٹ پڑیگا۔ یہی محاورہ "خداوند کے دن" اور آسمان کی بادشاہت کے لئے بائبل میں آیا ہے

۸ و ۹۔ آسمان و پہاڑوں کا ذکر پہلے ہوا (۲ پطرس ۳: ۱۲ و ۱۳ وغیرہ)

۱۰۔ اس روز نفسا نفسی ہوگی۔ کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا۔

۱۱ سے ۱۴۔ کوئی فدیہ اس روز کام نہ آئیگا۔

۱۵ و ۱۶۔ دوزخ کا عذاب

۱۷۔ یہ دوزخ ان بے ایمانوں کے لئے جو دنیا کا مال جمع کرتے رہے۔

۱۸ سے ۲۱۔ آدمی کے کم حوصلہ ہونے کا ذکر

۲۲ سے ۳۴۔ ایمانداروں کی صفات۔ مقابلہ کرو زبور ۱۵: ۲۴

۳۵۔ بہشت کا ذکر۔

۳۶ سے ۳۹۔ دوزخیوں کا ذکر

۴۰۔ قسم۔ سورہ ۵۶: ۷۵ و ۷۵: ۲

۴۱ سے ۴۴۔ بے ایمانوں کی حالت قیامت کے دن

۸۰۔ سورہ نبأ

سورہ ۷۸

بے ایمانوں کو سزا یقینی ملے گی۔

یہ نام اصل میں نبأ عظیم ہے جو سورہ ۳۸: ۶۷ میں بھی آئے ہیں۔ اس لفظ کے معنی ہیں "اعلان" یا بڑا مفید اعلان جس سے علم یا ظن غالب حاصل ہو۔ راڈول صاحب کا خیال ہے کہ اس سورہ کی ابتدا

تک آیات مکی ہیں اور مابعد آیات مدنی ہیں۔

تقسیم ۔ ا ۔ فیصلہ کا دن ۱ سے ۳۰

ب ۔ ایمانداروں و بے ایمانوں کی جزا و سزا ۳۱ سے ۴۰

"بڑا حادثہ" یعنی قیامت

۴ و ۵۔ وہ جلد آنے والی ہے "مہد" یا چارپائی۔ اور اس تشبیہ کے مطابق جیسے چارپائی کو میخوں کے ذریعہ مضبوط کرتے ہیں۔ ویسے زمین کو پہاڑوں سے مضبوط کیا۔

۶ و ۷۔ زمین خدانے ہموار بنائی اور پہاڑ میخوں کی مانند جڑے

۸۔ جوڑا جوڑا دیکھو پیدائش پہلا باب

۹ سے ۱۰۔ عام صداقت

۱۲ "سات مضبوط" یعنی سات سیارے (سورہ ۲: ۲۷) طالمود میں یہ نام سات آسمانوں میں سے پانچویں آسمان کو دیا گیا (راڈول)

۱۳ "چمکتا ہوا چراغ" یعنی سورج

۱۵ و ۱۶۔ عام صداقت

۱۷ و ۲۰۔ فیصلے کا دن قیامت کا دن ہے۔

۲۱ و ۲۸۔ دوزخ کا بیان

۲۳۔ قرنوں۔ احقاباً جمع حُقُب ۷۰ یا ۸۰ سال یا بہت مدت (محمد علی صاحب کا خیال ہے کہ یہ لوگ دوزخ میں لا انتہا زمانہ تک نہ رہیں گے)

۲۶۔ غساقاً یعنی ایسا ٹھنڈا کہ اسے پی نہ سکیں

۲۹ و ۳۰۔ بے ایمان دوزخ میں جائیں گے۔

۳۱ سے ۳۶۔ بہشت کا بیان جہاں ایماندار جائیں گے۔

۳۳۔ نوجوان عورتیں یعنی ایسی عمر جب سینہ ابھرنا شروع ہو (راڈول)

۳۷ سے ۳۸۔ اُس دن خاموشی ہوگی۔ جب تک خدا کسی کو بولنے کی اجازت نہ دے

۳۹ و ۴۰۔ اس لئے اب اس کے لئے تیاری کرو۔

۸۱۔ سورہ نازعات

سورہ ۷۹

نازعات جمع ہے نازع کی۔ اس کا ماخذ نزع بمعنی کھینچنا۔ جیسے کمان کو کھینچتے ہیں۔ جس سے کہ آدمی کا سینہ اور بازو تن جاتے ہیں۔

تقسیم - ا - ایک بڑی ہل چل ا سے ۲۶

ب - ایک بڑی مصیبت ۲۷ سے ۴۶

۱۔ گھس کر نکالتے ہیں"۔ غرقاً یعنی پورے طور سے کمان کو کھینچتے ہیں۔ راڈول صاحب نے یہ ترجمہ کیا "ان فرشتوں کی قسم جو سختی سے روح قبض کرتے ہیں"۔ اور دوسری آیت کا یہ کیا"۔ جو خوشی سے انکو چھڑاتے ہیں

۲۔ "ان کو جو کھول دیتے ہیں"۔ (نذیر احمد)۔ جو جلدی سے چلتے ہیں" (محمد علی)

۳۔ جو تیرتے پھرتے ہیں"۔ (نذیر احمد) "جو تیزی سے دوڑتے ہیں (محمد علی)

۴۔ "پھر لپکتے ہیں"۔ (نذیر احمد) جو سب کے آگے چلتے ہیں" (محمد علی) "جو تیز رفتاری سے سب سے آگے رہتے ہیں" (راڈول)

یعنی ایسے فرشتوں کی قسم جو دینداروں کی روحوں سے آگے آگے بہشت کو جاتے ہیں یا خدا کے احکام دریافت کرنے کے لئے جنات و شیاطین سے آگے جا پہنچتے ہیں۔

۵۔ "انتظام کرتے ہیں" یعنی جہان کا انتظام خدا کے حکم کے مطابق فرشتے کرتے ہیں۔

۶۔ فرشتوں کے ان کاموں کا ذکر کرکے ان کی قسم کھا کر خدا کہتا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کانپیگی اور

۷۔ جو واقعہ ہونے والا ہے۔ وہ وقوع میں آئیگا۔ یعنی قیامت

۸۔ لوگوں کے دل کانپیں گے۔

۹۔ "نظریں جھکی" یعنی بے ایمانوں کی شرم کے مارے۔

۱۰ و ۱۱ کافر کہیں گے۔ کہ کیا ہم پھر زندہ ہونگے؟ یہ ان کا عام اعتراض تھا

۱۲۔ وہ دن خسارہ کا ہوگا کافروں کے لئے۔

۱۳ و ۱۴۔ ایک ڈانٹ"، "ایک چلاہٹ"۔ "ہوا کا ایک جھونکا" مقابلہ کرو اکرنتھی ۱۵: ۵۲

۱۵ سے ۲۶۔ موسیٰ کا قصہ

۲۷ سے ۳۳۔ اس موسےٰ کے قصہ کے بعد پھر ۱۴ آیت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ کہ جس خدا نے یہ سب کچھ پیدا کیا۔ اس کے لئے مردوں کا زندہ کرنا مشکل نہیں۔

۳۴۔ بڑا ہنگامہ۔ یعنی۔ قیامت

۳۵۔ اس دن آدمی کے اعمال اُسے یاد آجائیں گے۔

۳۶۔ ”دوزخ باہر نکال کر“ یعنی سب کے سامنے نظر آئیگی۔

۳۷ سے ۳۹۔ دوزخ میں جانے والوں کی برائیاں۔

۴۰ و ۴۱۔ بہشت اور بہشت میں جانے والوں کا ذکر

۴۲۔ مشرکوں کے اعتراض کا پھر اعادہ ہے۔

۴۳ و ۴۴ و ۴۵۔ اس کا وقت خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ بار بار ذکر ہؤا۔

۴۶۔ گویا وہ دِن آخر پہر یعنی قبر کا زمانہ ایسا تھوڑا معلوم ہوگا

۸۲۔ سورہ الفطار

اس سورہ کا نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا جس میں آسمان کے پھٹنے کا ذکر ہے۔ اس لفظ کے معنی ہیں ”پھٹنا“ اس کا عام مضمون قیامت اور روز عدالت ہے۔

۱ سے ۴۔ قیامت کا نظارہ۔ مقابلہ کرو مکاشفہ ۱۶: ۲۱ ذ ۶: ۱۲ سے ۱۴

۳۔ ”دریاؤں کو بہا دیا جائے“ (نذیر احمد) ”سمندر ملا دئے جائیں“ (راڈول)

اس دوسرے ترجمے کے مطابق یہ معنی ہونگے ”جب شور پانی شیریں پانی سے مل جائے۔

۴۔ ”قبریں کھدوائی جائیں“ متی ۲۷: ۵۲ ذ مکاشفہ ۲۰: ۱۳

۵۔ اُس روز انسان اپنے اعمال سے واقف ہوگا۔

۶ سے ۸۔ آدمی کیوں خدا سے گستاخ ہوا جس نے اس کو بنایا تھا۔

۹۔ اس کی گستاخی کی یہ وجہ تھی کہ وہ روز جزا کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ بار بار ذکر ہوا۔

۱۱ سے ۱۲۔ فرشتے یعنی کراماً کاتبین ان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

۱۳ و ۱۴۔ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا ملے گی۔

۱۵ سے ۱۹۔ روزِ عدالت کا ذکر۔

۸۴۔ سورہ انشقاق

سورہ ۸۴

سورہ کا یہ نام بھی پہلی آیت سے لیا گیا۔ اس کے معنی ہیں "پھٹ جانا" اور اس کا مضمون بھی تقریباً وہی ہے جو ماقبل سورہ میں بیان ہوا۔

۱ سے ۵ تک فطرت کا عام نظارہ پیش کیا گیا۔

۱۔ "آسمان"۔ محمد علی صاحب نے السما کا ترجمہ بادل کیا ہے۔ اس لفظ کے معنی ہیں عالی و بلند۔ (سورہ بقر ۲: ۱۹)

۲۔ "اُس کا فرض ہے" (نذیر احمد)۔ "جس نے اُسے قابل بنایا" (محمد علی)

اصل لفظ ہے "حُقّت" اُس کا حق تھا۔

۳ و ۴۔ "تان دی جائے" (دیکھو سورہ ۲۲: ۵ و ۴۱: ۳۹) زمین پر جب تک پانی نہیں پڑتا وہ گویا خاموش رہتی ہے۔ بارش پڑتے ہی وہ جنبش میں آتی اور ابھرتی ہے (سورہ ۴۱: ۳۹)

۶۔ "گھسٹ گھسٹ کر" تو جو خدا کے پاس پہنچنا چاہتا ہے خوب کوشش کر۔

۷ سے ۹۔ داہنے ہاتھ میں۔ یعنی نیک لوگوں کے دونو ہاتھ کھلے ہونگے۔ اس لئے ان کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ لیکن

۱۰ سے ۱۲۔ بدکاروں کے دونو ہاتھ مجرموں کی طرح ان کی پیٹھ پیچھے بندھے ہونگے اس لئے ان کا اعمالنامہ ان کی پیٹھ کے پیچھے ان کے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔

۱۳ و ۱۴۔ یہ لوگ اپنے آپ میں مگن تھے۔

۱۵۔ لیکن خدا ان کے حال سے واقف تھا۔

۱۶ سے ۱۸ خدا قسم کھا کر کہتا ہے۔

۱۹۔ کہ رفتہ رفتہ ان کا زوال ہوتا جائیگا۔

۲۰ سے ۲۲۔ یہ قرآن کو جھٹلاتے ہیں

۲۳ و ۲۴۔ ان کو سزا کی خبر دو

۲۵۔ نیکوں کو جزا کی خوشخبری۔

۴۸۔ سورہ روم (یونان)

سورہ ۳۰

اِس سورہ کا نام بھی اِس کی پہلی آیت سے لیا گیا۔ ہجرت سے ۶ یا ۷ سال پہلے یہ سورہ نازل ہوئی۔ یہ اُن چار سورتوں میں سے جو الم سے شروع ہوتی ہیں یعنی سورہ بقر کے سوا ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ سورتیں۔

تقسیم۔ ا ۔ ایک امر واقعہ کا بیان ۱ سے ۱۰

ب ۔ دو فریق ۱۱ سے ۱۹

ج ۔ فطرت میں خدا کی قدرت کا اظہار ۲۰ سے ۲۷

د ۔ فطرت کا بیان ۲۸ سے ۴۰

ﮦ ۔ تبدیلی ۴۱ سے ۵۳

و ۔ مخالفت مغلوب ہوگی ۵۴ سے ۶۰

انگریز مترجموں نے یہاں رُوم کا ترجمہ یونان کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ قسطنطنیہ کی حکومت تھی۔ رومی سلطنت دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ ایک مشرقی جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا اور دوسری مغربی سلطنت جس کا دارالخلافہ قدیم روم تھا۔ یہ قسطنطنیہ یونان کے علاقہ میں تھا اور یہاں یونانی مسیحیوں کی حکومت تھی۔ لیکن چونکہ قسطنطنیہ روم ثانی کہلاتا تھا۔ اس لئے اسے رومی سلطنت کہنا بھی غلط نہیں اِسی طرح ترکوں کی سلطنت جب انہوں نے قسطنطنیہ فتح کیا رومی سلطنت کہلانے لگی۔

۱۔ الم۔ دیکھو سورہ ۴۸: ۱ کی شرح

۲ ۔ قریب کے ملک میں۔ غالباً فلسطین مراد ہے۔ فارس اور قسطنطنیہ کے درمیان جنگ ۶۰۲ء میں شروع ہوئی۔ خسرو پرویز شاہ فارس نے شام اور ایشیا کوچک کے علاقہ کو تاخت و تاراج کیا ۶۱۳ء و ۶۱۴ء میں شاہ فارس کے سپہ سالار شاہ برز نے دمشق اور یروسلم کو فتح کیا اور مقدس صلیب کو فتح کے نشان کے طور پر لےگیا۔ یہ مشرقی سلطنت اُن دنوں اندرونی جھگڑوں کے باعث بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ۶۱۵ء و ۶۱۶ء کے قریب یہ خبر قرآن نے دی۔ اِس فتح کی خبر سے قریش بہت خوش تھے۔ لیکن محمد صاحب کی ہمدردی مسیحیوں کے ساتھ تھی۔ اِسلئے وہ ان کی قریب فتحیابی سے خوش تھے

۳ و ۴۔ مگر یہ رومی یا یونانی چند ہی سالوں کے اندر غالب آگئے۔ رومی بادشاہ ہرقل نے ۶۲۵ء میں شاہ فارس پر فتح پائی۔ ہرقل بادشاہ ۶۲۴ء میں شمالی میدیا میں داخل ہوا اور وہاں کے آتشکدہ کو بجھا دیا۔

راڈویل صاحب کا خیال ہے کہ چونکہ شروع میں اعراب نہ تھے۔ اسلئے صحیح معنی اس آیت کے دریافت کرنا مشکل ہے۔ قریش جو آتش پرستوں کی فتح سے خوش تھے اور مسیحیوں کی شکست پر محمد صاحب کو چڑاتے ہونگے۔ کیونکہ محمد صاحب ان کی کتابوں کا ذکر اپنی حمایت میں پیش کرتے تھے۔ اس لئے محمد صاحب نے کہا کہ فتح و شکست خدا کے اختیار میں ہے وہ مغلوب کو پھر غلبہ دے سکتا ہے۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔

۵ سے ۷۔ ظاہری دنیوی باتوں پر نازاں نہ ہو بلکہ آخرت کی فکر کرو۔ یہی وجہ تھی کہ جب رومی فتحیاب ہوئے تو قرآن نے اس پیشین گوئی کی طرف کبھی اشارہ نہیں کیا۔

۸ سے ۱۱۔ تاریخ ماضی سے سبق سیکھو۔ مقابلہ کرو زبور ۹۰: ۳ سے

۱۲ سے ۱۶۔ قیامت کے دن بدکار نا امید اور نیکوکار خوش ہونگے۔

۱۷ و ۱۸۔ ہمیشہ خدا کی تعریف کیا کرو

۱۹ سے ۲۴۔ عالم مشاہدہ سے سبق

۲۵ و ۲۶۔ قیامت کا ذکر

۲۷ سے ۳۱۔ خدا کی باتوں پر عمل کرو۔

۳۰۔ یہی دین سیدھا ہے۔ یعنی فطرت کا دین

۳۲۔ دین میں تفرقہ ڈالنے والوں کا ذکر اکرنتھی ۱۱: ۱۹

۳۳ سے ۳۶۔ عام مشاہدہ کہ خدا رازق ہے۔

۳۷ و ۳۸۔ رشتہ داروں۔ مسافروں اور محتاجوں کی مدد کرو یعقوب ۱: ۲۷ ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۸

۳۹۔ سود مقابلہ کرو زبور ۱۵: ۵

۴۰۔ کسی دوسرے خدا نے تم کو پیدا نہیں کیا۔

۴۱۔ انسان کی بدی کے باعث خدا کی برکتیں رک جاتی ہیں۔

۴۲ سے ۴۶۔ نیکوں اور بدوں کا ذکر

۴۸ سے ۵۱۔ خدا ہوا اور بارش بھیجکر زمین کو سیراب کرتا ہے

۵۲ سے ۵۴۔ خدا قدرت والا ہے

۵۵ سے ۵۷۔ قیامت کا ذکر

۵۸ سے ۶۰۔ قرآن کی تعریف

۸۵-سورہ عنکبوت

سورہ ۲۹

اس سورہ کا نام اِس کی ۴۱ آیت سے لیا گیا" گھروں میں بودے سے بودہ گھر مکڑی کا ہے" مشرکوں کے عقائد بھی ایسے ہی بودے ہیں۔ بعضوں کی رائے ہے کہ اس سورہ کی پہلی دس آیات مدینہ میں نازل ہوئیں۔ بدر اور اُحد کی لڑائیوں کے بعد (راڈول)

تقسیم۔ ا۔ مصیبتوں کے ذریعہ آدمی پاک ہو جاتا ہے ۱ سے ۱۳

ب۔ نوح اور ابراہیم کی مثالیں ۱۴ سے ۲۲

ج۔ ابراہیم اور لوط کی مثالیں ۲۳ سے ۳۰

د۔ جھوٹے عقیدے بودے ہیں ۳۱ سے ۴۴

ہ۔ خدا کا مکاشفہ پاک کرتا ہے ۴۵ سے ۵۱

و۔ بے ایمانوں کو تنبیہ اور ایمانداروں کو تسلی ۵۲ سے ۶۳

ز۔ ایمانداروں کی فتح ۶۴ سے ۶۹

۱۔ الٓمٓ۔ دیکھو ماقبل شرح

۲ سے۔ آنک میں بعضوں کی رائے کے مطابق جنگ بدر اور جنگ اُحد کی تکلیفوں کی طرف اشارہ ہے۔

۳ و ۴ و ۵۔ یہ ستانے والے یا جنگ کرنے والے ضرور سزا پائیں گے۔

۶" محنت اٹھاتا ہے" مَن جاھد۔ جس نے جہاد کیا۔ چونکہ جہاد کا ذکر آیا ہے اس لئے بعضوں نے سمجھا کہ یہ مدنی آیات ہیں۔ کیونکہ مکّی سورتوں میں جہاد کا حکم نہیں تھا۔ اس کے عام معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں" خدا کی راہ میں سخت محنت کرنا۔

۷۔ نیکوں کے گناہ معاف ہونگے۔ مقابلہ کرو یعقوب ۵: ۲۰ ؛ ۱ پطرس ۴: ۸

۸۔ مقابلہ کرو موسوی پانچویں حکم سے (خروج ۲۰: ۱۲) بشرطیکہ وہ خدا کے احکام کے خلاف حکم نہ دیں احبار ۱۹: ۳ کی تشریح ربیوں نے یہی کی تھی (راڈول)

۱۰۔ بعض مسلمان اِس مصیبت کو خدا کی طرف سے سزا سمجھنے لگے۔

۱۱۔ ایسے لوگ منافق تھے۔ اور مدنی زمانے میں منافقوں کی کثرت ہو گئی۔ نیز دیکھو سورہ لقمان ۳۱: ۱۴: ۱۰ آیات۔

۱۲و ۱۳- ہر ایک اپنا اپنا بوجھ اٹھائے گا روز عدالت کو اُس دن کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھا سکیگا

۱۴ و ۱۵- نوح کی عمر ساڑھے نوسو برس لکھی ہے (پیدائش ۹: ۲۹)

تمام جہاں کے لئے عبرت" متی ۲۴: ۳۷ ذ ا پطرس ۳: ۲۰ ذ ۲ پطرس ۲: ۵

۱۶ سے ۲۶ - ابراہیم اور لوط کا قصہ- ابراہیم نے جو نصیحت اپنے لوگوں کو کی- اُس کے ساتھ مقابلہ کرو

جو نصیحت از روئے قرآن محمد صاحب نے اہل مکہ کو کی تھی-

۲۷- نبوت کا سلسلہ ابراہیم- اسحاق اور یعقوب کے خاندان کو عطا ہوا-

۲۷ سے ۳۵- لوط کا قصہ اور اہل سدوم کو سزا ان کے گناہوں کے باعث-

۳۳- لوط کی بیوی- پیدائش ۱۹: ۲۶ ذ لوقا ۱۷: ۳۲ ذ سورہ ۱۱: ۸۱

۳۶ سے ۳۸- حضرت شعیب کا ذکر-

۳۹ و ۴۰- قارون- فرعون اور ہامان کی مثال

۴۱ سے ۴۳- مشرکوں کے عقیدوں کو مکڑی کے گھر سے تشبیہ دی گئی ہے- کہ وہ بودے ہیں- بائبل

میں بھی مکڑی کی مثال دی گئی ہے- دیکھو ایوب ۸: ۱۴ ذ امثال ۳۰: ۲۸ ذ یسعیاہ ۵۹: ۵

۴۴ و ۴۵- کتاب کی تلاوت- نماز پڑھنے اور ناشائستہ حرکتوں سے باز رہنے کی نصیحت -

۴۶- اہل کتاب سے شائستگی کے ساتھ بحث کرو- کیونکہ وہ اور تم ایک ہی خدا اور ایک ہی مکاشفہ

کو مانتے ہو- بعضوں نے اس آیت کو مدنی سمجھا اور یہ معنی کئے- کہ لفظوں سے بحث نہ کرو- بلکہ زور سے

۴۸ و ۴۹- قرآن کی نسبت یہ دعوی ہے کہ نہ محمد صاحب نے اِس مکاشفہ میں سے کچھ پڑھکر پہلے سنایا

تھا اور نہ کچھ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا تھا- جس سے بعضوں نے یہ مراد لی کہ وہ بالکل ناخواندہ تھے-

۵۰- معجزوں کا مطالبہ جیسا کہ بار بار ہوا-

۵۱ و ۵۲- خدا گواہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں-

۵۳ سے ۵۵- جلد عذاب کا مطالبہ

۵۶ و ۵۷- عام صداقت کہ سب مرینگے" زمین فراخ ہے" یعنی پناہ کے لئے جہاں چاہو بھاگ جاؤ -

(متی ۱۰: ۲۳)

۵۸ و ۵۹- نیکوں کا اجر بہشت ہے-

۶۰- کے ساتھ مقابلہ کرو- متی ۶: ۲۵ سے ۳۴ ذ لوقا ۱۲: ۲۴

۶۲- اِس کا ذکر بار بار پہلے آچکا ہے-

۶۳ سے ۶۶ - عام مشاہدہ

۶۷ - حرم کو امن کی جگہ۔ یعنی مکہ اُس کے چند میل تک قرب و جوار کا علاقہ ان حدود میں جنگ زمانہ جاہلیت میں بھی منع تھا۔ اگرچہ باقی سارے عرب میں لوٹ مار جائز تھی لیکن اس علاقہ میں منع تھی۔

۶۸ - خدا پر جھوٹ باندھنے والا سزا پائیگا۔

۶۹ - لیکن اُس کی راہ میں جہاد کرنے والا اجر پائیگا۔

---

۸۶ - سورہ تطفیف

سورہ ۸۳

تطفیف بمعنی قصور وار ہونا۔ پہلی آیت میں لفظ مطففین آیا ہے وہ جمع ہے مطفف کی جو لفظ تطفیف سے نکلا ہے۔ عام مضمون یہ ہے کہ مجرم کیوں دکھ اٹھاتے ہیں۔ اِس لئے کہ وہ قصور وار ہیں۔ اور اپنا فرض ادا نہیں کرتے۔ پس ہر ایک کو اپنے سارے لین دین وکاروبار میں راست ہونا چاہئے۔ یہ مکی سورہ ہے۔ اگرچہ اس کے زمانہ نزول کے بارہ میں علما کا اختلاف ہے۔

۱ سے ۳ - مقابلہ کرو احبار ۱۹: ۳۶ و استثناء ۲۵: ۱۳ و امثال ۱۶: ۱۱ و ۲۰: ۱۰ و میکہ ۶: ۱۱

۴ و ۵ و ۶ - ایسے لوگ روز عدالت کو یاد نہیں رکھتے۔

۷ سے ۹ - قیدیوں کے رجسٹر یعنی وہ کتاب جن میں اعمال لکھے جاتے ہیں۔ جن کے مطابق ان کو سزا ملتی ہے

۱۰ سے ۱۲ - یہ روز جزا کے منکر ہیں۔ بعضوں نے سجین کو دوزخ کا ایک طبقہ سمجھا۔

۱۳ - یہ قرآن کو اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے سمجھتے تھے۔ یہ اعتراض بہت دفعہ قرآن میں ملتا ہے۔

۱۴ - "زنگ بیٹھ گئے" ان کے دل خراب ہو گئے۔

۱۵ سے ۱۷ - ایسے لوگوں کو خدا کا دیدار حاصل نہ ہوگا۔ وہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

۱۸ سے ۲۱ - عالی لوگوں کے رجسٹر میں۔ لفظی ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ نیکوں کی کتاب علیین میں ہوگی" جیسے بدوں کی کتاب سجین میں تھی (آیت ۷) البتہ بعضوں نے فردوس کا ایک طبقہ اس سے مراد لی

۲۲ سے ۲۸ - بہشت کی نعمتوں کا ذکر۔

۲۷۔ تسنیم۔ پانی جو اوپر سے آتا ہے (محمد علی) بمعنی بلند ہونا (راڈول) پانی جو اوپر بہشت میں پہنچایا جاتا ہے

۲۹ سے ۳۳۔ بے ایمان ایمانداروں پر ہنسا کرتے تھے۔

۳۴ سے ۳۶۔ لیکن اب ایماندار اُن پر ہنسیں گے۔